۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۱

حمد حق سے مرے دیوان کا آغاز ہوا
بلله الحمد کہ سامان خدا ساز ہوا

تیری درگاہ میں ہی عجز بشر کا مقبول
فخر و کر کے ترا بندہ سرافراز ہوا

کہہ دیا دل سے مری آنکھ نے دیکھا جو تجھے
دیدۂ شوق نہ ٹھہرا کوئی غمّاز ہوا

آج کس برق تجلّی کی ہمیں یاد آئی
طائر ہوش جو آمادۂ پرواز ہوا

جیتے جی ہو تری الفت میں فنائے ہستی
آپ کو بھول گیا جو ترا ہمراز ہوا

دولت و جاہ نہیں عزّت و حرمت کی دلیل
جس کو ممتاز کیا تو نے وہ ممتاز ہوا

عمر بھر مجھکو رہی منزل مقصد کی تلاش
جس طرف راہ ملی گرم تگ و تاز ہوا

مانگنے والے کو ہر شی تو عطا کرتا ہے
جب زرا ہاتھ اوٹھے باب کرم باز ہوا

بے نیازی نے بھی پردے میں کہا تجھکو
دل عشّاق تری جلوہ گہہ ناز ہوا

شان بے مثل کو زیبا ہے غرور و نخوت
کبر تیرا تری توحید کا انداز ہوا

۲ حق نے پیدا کیے احسان ہی مرا کہوں
کون احمد کی طرح صاحب اعجاز ہوا ۱۵

جب سے سُنا ہی ہمنے ذکرِ جمال تیرا
ترٹپا رہا ہی دلکو شوقِ وصال تیرا

ہر رنگ مین نہان ہی توحید ذاتِ مطلق
ادنیٰ سا ایک یہ ہی وصفِ کمال تیرا

نعمت وہ کونسی ہی بخشی نہین جو ہمکو
ہمپر بڑا کرم ہی ای ذوالجلال تیرا

کیا بے تکلفی ہی سوئے ہین جب کبھی ہم
چونکا گیا ہی ہمکو آکر خیال تیرا

کہتا ہی لطف باری ہر بندۂ حزین سے
کچھ مانگ رد نہوگا ہرگز سوال تیرا

تو عشق کا ہی محرم لیکن کبھو لگا ہی
آنکھون مین کام کیا ہی انفعال تیرا

محفل مین بیٹھتے ہین جب ملکے چار صوفی
آتے ہین وجد مین ہم سن سن کے حال تیرا

دل کیا ہی جان بھی ہم صدقے نہ کینگے تجھپر
جو کچھ دیا ہی تونے وہ سب ہی مال تیرا

رکھا ہی ہمنے اوسکو جب آرزو بناکر
دلسے نکل کے جائے کیونکر خیال تیرا

ماہِ دو ہفتہ سے یہ ثابت ہوا ہی ہمکو
قدرت دکھا رہا ہی سب کو کمال تیرا

کو جانتے ہین ہم بھی معنی نحن اقرب
دوری سے سخت تر ہی لیکن وصال تیرا

عشق کے ہین بندے ہم کیونکر کرین شکایت
راحت سے ہی زیادہ ہمکو ملال تیرا

مغرور شان اپنی دنیا ہی مین ہین ظالمین
دیکھینگے حشر کے دن عینِ جلال تیرا

یارب بتا دے ہمکو آئے جو حشر کا دن
مجرم جواب کیا دین سنکر سوال تیرا

احسان کہہ رہی ہی شرمِ گناہ ہی تجھسے
کیونکر بجھسے ہوگا مرکر سوال تیرا

نعت رسول کا یہ خدا سے صلہ لیا
مرنے سے پہلے خلد مین بستر لگا لیا

کچھ غم نہین ہی عشق نے دلکو جو کھا لیا
سنتا ہون کام آئیگا الدین یا لیا

قم یا حبیب کہتے ہی دلکو ہوا اقرار
روٹھے کو ایک بات مین ہمنے منا لیا

دیکھو شفیع حشر کی محشر مین خاطرین — رحمت نے عاصیونکو گلے سے لگا لیا

دلدادۂ رسول کو تربت نے بعد مرگ — آغوش اشتیاق مین لیکر سلا لیا

تعظیم چاہیے تھی جو اکرام شاہ کی — انکھون نے ہمنے ساغر کوثر لگا لیا

پرو ہین بادشاہ رسل کے فقیر عشق — ہم سوئے جس جگہ وہین کمل بچھا لیا

شدت ہوئی جو درد کی ہجر رسول مین — ہاتھون سے ہمنے اپنا کلیجا دبا لیا

کچھ منکر نکیر نے پوچھا نہ تھا ابھی — یا مصطفیٰ جو ہمنے کہا سر جھکا لیا

کشتی تمہارے نام سے ٹہری بہار پر — گویا سفینۂ نوح کا تم نے بچا لیا

خانہ بدوش عشق نبی ہو کے خلق مین — حورون کے دل مین ہمنے گھر اپنا بنا لیا

لیچل ور حبیب خدا سر زرا ہمیں — اے وحشت ابتو کوچہ بکوچہ پھرا لیا

اُمت کو بیقرار جو دیکھا حضور نے — چھاتی سے سبکو روز قیامت لگا لیا

معراج مین خدا نے شہ کائنات کو — پردہ اوٹھا کے سامنے اپنے بٹھا لیا

۳۱۱	احسان روز حشر جہنم سے بچگئے حضرت نے حق سے کہلکے ہمین بخشوا لیا	۴

تمنا ہو مرے سر مین ہے سودا احمد کا — ڈسے دلکو نہ یارب سانپ گیسوئے محمد کا

ازل سے لوح دل پر نقش ہی گویا الف قد کا — قیامت تک نہ بھولیگا یہ پہلا حرف ابجد کا

جبین حضرت آدم مین چمکا نور احمد کا — وہ پہلے ہی سے تھا چشم و چراغ اپنے اب و جد کا

حقیقت مین اوسے سمجھین گے ہو جو محو احمد کا — پتا الحمد سے پایا ہی ہمنے میم احمد کا

ترقی پر وفور ضعف مین ہی عشق احمد کا — تعجب ہی کہ طوفان اوٹھ رہا ہی جزر سے مد کا

نشانی چاہتا ہو تمکین سے محبوب کے غم کی — مجھے ملجائے یارب داغ سودا سنگ اسود کا

ضرورت ہی ادہر نہین ہی قفا مین ظلِ ہما کی
ترے در پر پہونچکر کام کچھ آئی نہ بیتابی
خیالِ عارضِ رنگین مین رو رو کر غش آیا ہی
بٹھایا ہی مجھے شوقِ لقا نے کنجِ خلوت مین
ہمارے ساتھ حضرت نے بڑی نیکی یہ کی یا رب
محمدؐ کے وسیلے سے دعا مقبول ہوتی ہی
شہِ جن و بشر کے غم مین شر کرتے ہین جب نالے
درِ دولت سے کب محروم ہو کر پھر گیا سائل
قیامت مین ہمارے پاس کی شی کام آئے گی
یہان تو ہمسری اپنا آستان قبلۂ دین ہی
شبِ معراج ہی بیٹے سے عزت باپ نے پائی
بجز عشقِ محمدؐ اور کچھ بھی ہو تو کافر ہو
ترا جلوہ نظر آ جائے مثلِ ماہِ دو ہفتہ
سوا تیرے ہوا ہی کون عرشِ حق سے واقف
تری ذاتِ مبارک انجمن آرائے کن ٹھہری
فلک کی سبز بختی بڑھ گئی معراج کی شب مین
شفیع المذنبین روٹھے ہوئے ہین ہم منا لینگے
ہمین اسواسطے رشک آتے ہین ہر برگِ طوبی
مجھے غم ہو تو تیرا ہو جو حسرت ہو تو تیری ہو

جبھی پڑین اوڑا کر لیے گئین سایہ ترے قد کا
اوچھلکر چوم لیتا مین کلس روضہ کے گنبد کا
سونگھا دے کوئی لا کر پھول ہمکو تیرے مرقد کا
کھنچین گے کان کسدن شوقِ آمد کی آمد آمد کا
کہ ستاری تیری پردہ نہ کھولیگی کسی بد کا
خدا خود جان لیتا ہی کہ اب موقع نہین رد کا
مرے منہ سے نکلتا ہی جملہ خیر باشد کا
کرم تیرا نمونہ ہی خدا کے لطفِ بیحد کا
جو مانیِ تصور کھینچدے نقشہ ترے قد کا
مبارک حاجیو بوسہ تمھین کو سنگِ اسود کا
کیا آدم نے استقبال جب شاہِ ممجد کا
خدا ہی جاننے والا ہی میرے دل کے مقصد کا
کہ بحرِ عشق مین پیدا ہو عالم جزر کا مد کا
اگر دعوے کرے یہ جہل ہی عقلِ مجرد کا
سرِ عرشِ بریں زیبا ہی بچھنا تیری مسند کا
ترے جلوے سے گویا رنگ نکھرا ہی زبرجد کا
قیامت مین جو ملجاتا کوئی موقع خوشامد کا
کہ اک جنت مین بھی ہو دیکھنے والا ترے قد کا
مقلد مین نہونگا طالبِ عیشِ مخلد کا

اسیرِ زلفِ احمدؐ کو جہنم سے ہی آزادی
نہین تو حال کب اچھا ہی طوق سے مقید کا

رسول اللہ پہ قربان ہین ساری تمنائین
مرے دلمین ہی موقع حسرتِ کشتہ کے مشہد کا

تو خلاقِ دو عالم ہی محمد سیدِ عالم
الٰہی کبر ٹوٹے اس مرے نفسِ مردود کا

گروہِ انبیا مین کیون نہ بیجا آبرو ہوتی
محمد گوہرِ یکدانہ ہی دریائے سرمد کا

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ دین کے حامی
نبوت کا محل تھا چار ارکانِ مشید کا

الٰہی ملجائیگا سب کچھ تمہین درگاہِ خالق سے
دعا احسان مانگو واسطہ دیکر محمدؐ کا

۵

واصف خدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا
کیا مرتبہ ہی پنجتن و چار یارؓ کا

فرشِ زمین سے عرش تک اوسنے ہی کچھ ادہر
ڈنکا بجا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

اللہ رے ذوقِ دید کہ آنکھون مین پھر گئی
نقشہ کھنچا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

کہتا ہی وہ مجھی سے ملیگا سراغِ حق
جو نقشِ پا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

پھوڑون مین سر کو سنگ سے وحشت مین کسطرح
سودا ابھرا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

لیچل سوئے زمینِ عرب مجھکو ای فلک
شوقِ ولا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

جاری ہی کائنات مین شرعِ خدا سے ایک
رستہ کھلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

دل کو ملیگا خلعتِ تسلیم سے شرف
محوِ رضا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

کیونکر نہو حواسِ عناصر مین اتحاد
دل مبتلا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

شاہون کا اوج آ نہین سکتا خیال مین
قیصر گدا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

پڑھکر درود بھیج تو احسان اب سلام
ذکر آ گیا ہی پنجتن و چار یارؓ کا

دونون عالم مین علیؓ علیؓ مشکلکشا — شیر حق معجز نما ہوا علیؓ مشکلکشا

قوت بازوئے محمد کا علیؓ مشکلکشا — حق یہی ہے لافتا الا علیؓ مشکلکشا

ہو گئی آسان ہر مشکل خدا کے فضل سے — جب مصیبت مین کہا ہے یا علیؓ مشکلکشا

شاہ اقلیم امامت فاتح بدر و حنین — اور زوج فاطمہ زہرا علیؓ مشکلکشا

عاصیو خوف جہنم کو نہ دل مین راہ دو — حامی امت بھی ہین ہان علیؓ مشکلکشا

مخزن لطف و سخاوت شاہ شاہان جہان — دولت دنیا سے بے پروا علیؓ مشکلکشا

ذوالفقار حیدری کی دھاک تھی کونین مین — مرگ مرحب تمنے بھیجا یا علیؓ مشکلکشا

لطمہ موج حوادث کی مجھے پروا نہین — ناخدا ہے کشتی غم کا علیؓ مشکلکشا

یاد کر لیتے ہی تھا گویا کوئی رنج و ملال — ماحی غم دافع اندہ ا علیؓ مشکلکشا

جانتے ہین سب حدیث احمد مختار کو — باب شہر علم حق ہو یا علیؓ مشکلکشا

لحمک لحمی سے حاصل ہے ثبوت اتحاد — جزو نور مصطفے گویا علیؓ مشکلکشا

شاہباز اوج نصرت بلبل گلزار قدس — خلق مین بے مثل و بے ہمتا علیؓ مشکلکشا

۷ — آنکھ احسان دام رنج و غم مین ہے اسیر — ۱۱
واسطہ حق کا چھڑا دو یا علیؓ مشکلکشا

دل ہمارا مبتلائے غوث الاعظمؓ ہو گیا — خاک ہو کر خاک پائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

محی دین مصطفے کی دلہن [illegible] — آئینہ صورت نمائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

رشک حورونکو ہے مرو دل پر نہ آئے کس طرح — محو حسن دلربائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

پائے محبوب خدا چومے شب معراج مین — ختم یہ رتبہ برائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

آرزو ہی آستانے پر پہونچ جاؤن کہین — سب کہین مجھکو گدائے غوث الاعظمؓ ہو گیا

سب پلٹ جاتے ہین احکام قضا ہون یا قدر
عرش تک شورِ دعائے غوث الاعظم ہو گیا

در گہِ حق سے ملا محبوبِ سبحانی خطاب
خود خدا مجوِ لقائے غوث الاعظم ہو گیا

بے نیازی پر بھی ایسا پیار تھا اللہ کو
ناز بردارِ رضائے غوث الاعظم ہو گیا

حق تو یہ ہے وہ بھی اک محبوب ہی محبوب کا
جان و دل سے جو فدائے غوث الاعظم ہو گیا

سیدِ عالم کو تھا عالم مین جو فخرِ نسب
آفتابِ اجتبائے غوث الاعظم ہو گیا

۱۱	نورِ عرفان سے کوئی حصہ ملے احسان کو ایجدا وہ مبتلائے غوث الاعظم ہو گیا	۸

نہ پوچھو مجھ سے کیا ہون مین معین الدین چشتی کا
غلامِ بے نوا ہون مین معین الدین چشتی کا

حقیقت مین گدا ہون مین معین الدین چشتی کا
خدا سے فیض چاہون مین معین الدین چشتی کا

الٰہی خواب مین وہ سوئے نورانی نظر آئے
طلبگارِ لقا ہون مین معین الدین چشتی کا

چھپا رہتا ہے شکلِ حق کا جلوہ میرے سینے مین
کہ آئینہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

مجھے اجمیر کی گلیون مین پھرنیکی تمنا ہے
کہ دیوانہ بنا ہون مین معین الدین چشتی کا

بتادون بحرِ عرفان کا اگر کوئی پتا پوچھے
حقیقت آشنا ہون مین معین الدین چشتی کا

ہوا ہے اسلیے اکسیر مجھکو شرف حاصل
کہ خاکِ زیرِ پا ہون مین معین الدین چشتی کا

بنایا ہے مجھے محمود میرے پیرِ برحق نے
جمالِ حق نما ہون مین معین الدین چشتی کا

سنونگا بلبلِ گلزارِ عرفان کی نوا سنجی
گلِ باغِ وفا ہون مین معین الدین چشتی کا

بقائے جاودانی کیا عجب مجھکو ہی حاصل
فنا ہو کر ہوا ہون مین معین الدین چشتی کا

۱۹	ملا احسان کیا کیا مجکو فیض فضل ہو اللہی غلامِ بے ریا ہون مین معین الدین چشتی کا	۹

تمنے آنے سے طبیعت کو نہ روکا ہوتا — ایک ہو جاتے جو ہم تم بہت اچھا ہوتا

خاک کر کے دل پر درد کو دیکھا ہوتا — تمکو کیا فکر ہی صدمہ سے مجھے ہوتا ہوتا

وصل مین کوئی مناتا کوئی روٹھا ہوتا — اک یہی لطف نہ ہوتا تو مزہ کیا ہوتا

دور کیون بیٹھتے ہم خوف ستم سے شب وصل — بس یہی نہ تری چٹکی مین کلیجا ہوتا

لے اوڑے دل کو یہ خواہش تہی جو تیر غم کی — تیر بنکر مرے پہلو مین وہ بیٹھا ہوتا

ضبط گریہ ہونکیون شرم سے پانی پانی — اشک کہتے ہین کسی نے ہمین روکا ہوتا

حیرت حسن بھی ہی جلوۂ رخ کی تصویر — تمنے آئینہ بنا کر مجھے دیکھا ہوتا

تم سلامت رہو مٹ جانے دو امیدونکو — بات کیا تہی کہ جو افسوس تمنا ہوتا

خفتۂ خاک جو زندہ ہی ہوا کیا حاصل — میری تقدیر کو ٹھوکر لگے جگایا ہوتا

کھو گیا دل جو رہ یار مین چلتے چلتے — شوق یہ کہتا ہی سا ہی کوئی ڈہونڈہا ہوتا

وہ نہ آئینگے نہ آئین مگر ای جذبۂ دل — اونکی تصویر ہی کو کھینچ کے دیکھا ہوتا

ہم برا ہی جو نہ سنتے تو بھلائی کیا تہی — تم جو اچھا ہی نہ کہتے تو برا کیا ہوتا

کچھ اسی چھیر کا ہی نشتر مژگانکو خیال — کوئی ملتا تو بٹھا کر اوسے چھیڑا ہوتا

آرزو یہ تہی کہ اکبار لپٹ لیتے ہم — پھر برے ہی جو ٹھہرتے بہت اچھا ہوتا

دور ہی دور رہا ہی تری آنکھونکا خیال — بیمر دت کو مرے پاس تو بھیجا ہوتا

کس کے حصہ مین ہی اوس ماہ دوہفتہ کا شباب — یہ معما فلک پیر سے پوچھا ہوتا

بول اوٹھتی مری تصویر کہ خاموش تو ہون — ضبط فریاد کا اوس سے بہی جو شکوہ ہوتا

کام کی شی ہی مرا دل یہ کہے دیتا ہون — کھو دیا ہی کہین تمنے اوسے ڈہونڈہا ہوتا

مل گئی خاک مین احسان طبیعت لڑکر

جنگجو یار نہوتا تو نہ جھگڑا ہوتا

شب وصل اور مین بیخود رہون یہ ہو نہین سکتا
مجھے لو جاگنے والا مقدر سو نہین سکتا

یہ کیا کہتے ہو خود مین جان اپنی کہو نہین سکتا
اجل کا منتظر بیٹھا ہون یہ ہو نہین سکتا

ادہر تم گھر سے نکلے ہوئے گل ہنکر ادہر پہونچے
ہماری راہ مین دشمن ہی کانٹے بو نہین سکتا

نہین ہوتے جو ہم بیٹھی ہی حسرت دشمن
تمہارے ساتھ کوئی دوسرا کیا سو نہین سکتا

گلا دابے ہوئے ہی ضبط فریاد و فغان یا نہ
یہ کیسا ہی ستم جو چیخ کر مین رو نہین سکتا

ادہر آؤ ذرا ہم گوشۂ دامن کو تو دیکھین
ہمارا دل وہ غنچہ ہی جسکو کوئی چھو نہین سکتا

نہ تم غیرونکو آنے دو نہ مین تنہا کرون کوئی
یہ مجھ سے ہو نہین سکتا وہ تم سے ہو نہین سکتا

شہیدون کو لحد مین جسکے مرنے کی خیالی ہی
کوئی جاگا ہوا راتونکا ایسا سو نہین سکتا

ٹھہری دیدۂ تر گریہ حسرت سے کیا حاصل
مرے داغ محبت کو یہ پانی دہو نہین سکتا

ہنسا دیتے ہین روتونکو بھی کچھ ایسے ہنسکہ کہین
تمہارے سامنے روئے تو کوئی رو نہین سکتا

١٣	کسیکو لے ہی آیا کھینچکر احسان جذب دل کیا ہی کام وہ اوس نے جو مجھ سے ہو نہین سکتا	١١

اوٹھکے محفل مین جو ادہر سے وہ ادہر آجاتا
نگہ شوق مین اتنا تو اثر آجاتا

دل افسردہ کی تقلید کبھی کی ہوتی
جلکے بجھنا تجھے ای شمع سحر آجاتا

ایک ہی خلش عشق ہو یا درد فراق
دلمین رہنے کو ترا تیر نظر آجاتا

ہم شب ہجر مین جمکاتے ہین داغ دلکو
آج ایسے مین کوئی رشک قمر آجاتا

نہین ملتا کوئی آرام کا پہلو نہ سہی
صبر ہی کچھ تجھے ای درد جگر آجاتا

نکلیا گردش تقدیر سے کام اتنا بھی
چلتے پھرتے ہی وہ بت ہمکو نظر آجاتا

ای فلک اور کسی شی کا نہین ہین طالب
شب فرقت کی دعاؤن مین اثر آجاتا

دل وارفتہ ہمارا نہ اوٹھاتا ذلت
اوس طرف اونسے بگڑتی تو ادہر آجاتا

تیر دلدوز نے آنکھونسے نہ سیکھا چلنا
ورنہ اوسکو بھی کچھ انداز نظر آجاتا

روز ہم جاتے ہین دلمین یہ تمنا لیکر
کچھ وہان تذکرۂ درد جگر آجاتا

آئنہ خانے مین دل کے کبھی چھپتے اگر
تم کو مین دیکھتا مین تم کو نظر آجاتا

حضرت شیخ کو میخانے مین لاتا کوئی
وہ بھی اک روز مین صحبت کا اثر آجاتا

۱۲	آپ ہی مین نہ شب وعدہ تھے ہم ای احسان خاک پھر لطف اوٹھاتے وہ اگر آجاتا	۱۳

ارمان وصل شرم کا مانع ادہر تہا
واللہ یون نہ پوچھئے ہم کو بھی یاد ہی
کہا الیا یہ اوس سے مرے اضطراب نے
کیون کہو دیا تلاش نے دونون جہان سے
ہمنے شب وصال کیا ہی مقابلہ
آنکھین ہی بند تہین تو تصور مین یار کے
قاتل پر اپنے ہم نے خوشی سے کیا نثار
لڑتی تہین میری اونکی نگاہین شب وصال
مدت کے بعد آئے ہین سو منتون سے وہ
حاصل کیا نہ عرض تمنا کا کچھ جواب
محفل مین بھی ہی پاس رقیب اشقدر نہین

جتنا ہمارا شوق تہا اوتنا اثر نہ تھا
جس روز آپ آئے تھے درد جگر نہ تھا
حیلہ کیا تہا وصل کی شب درد سر نہ تھا
کچھ اپنا دل نہ تھا مین تمہاری کمر نہ تھا
کچھ بھی تمہارے سامنے نور سحر نہ تھا
غفلت مین اپنے کام سے مین بیخبر نہ تھا
وہ دل جو زخم خوردۂ تیغ نظر نہ تھا
دلکی خبر نہین ہی کدہر تھا کدہر نہ تھا
نالہ پکارتا ہی کہ مین بے اثر نہ تھا
کیا پوچھتا کہ ہوش مین خود زمانہ نہ تھا
بیٹھے وہ اوس طرف کہ مرا منہ جدہر نہ تھا

تم سے کبھی ملا کبھی ہم سے ہمارا دل
اس مطلب آشنا کا تعلق کدھر نہ تھا

۱۳

آخر تڑپ کے گر ہی پڑا بزم یار مین
احسان کو تحمل درد جگر نہ تھا

۱۳

محبت سے کیون جی برا ہی کسیکا
کبھی کوئی شکوہ سنا ہی کسیکا

بتون پر کرین سیکڑون دل تصدق
کچھ اس سے سوا حوصلا ہی کسیکا

غضب ہی نہ میری قسمت ایکدن بھی
وہی دل کہ جو مبتلا ہی کسیکا

شب غم مین اکثر ملاقات کی ہی
تصور ہمین بھی رہا ہی کسیکا

فریب لوٹتی ہین ہماری نگاہین
شب وصل سینہ کہلا ہی کسیکا

پڑا رہنے دو اپنے دامن مین ہاتھ
نہ دھو ہو تو یہ خون وفا ہی کسیکا

کہے دیتے ہین شوخ چتون کے تیور
مرا دوست دشمن بنا ہی کسیکا

ہم اے چرخ کیا تجھسے امید رکھین
کوئی کام تو نے کیا ہی کسیکا

ستم پر ستم ہی جفا پر جفا ہی
تمھین خاک پاس وفا ہی کسیکا

اثر ہو نہ کسمین سنو تم یہ جنکو
وہی نالۂ نارسا ہی کسیکا

مگر آرزو کوئی گشتہ ہوئی ہی
یہ کیون دلمین رونا پڑا ہی کسیکا

شب وصل رہ جائین ارمان باقی
مگر ہم کو پاس حیا ہی کسیکا

۱۴

اب احسان ملنے کی امید رکھو
دل زار ناصح بنا ہی کسیکا

۱۱

پہلوی عاشق مقام عشق جانانہ ہوا
دلمین جو دو دن رہا وہ ضحک خانہ ہوا

وہ پری پیکر یگانہ بن کے بیگانہ ہوا
دشمنی کی ہمسے جب غیرونسے یارانہ ہوا

رنگ سب آئے ہمکو کیا کیا گردشِ تقدیر سے
چشمِ ساقی پر بلا گردان جو پیمانہ ہوا

دل کو ہم اپنا بنا کر کچھ بہت خوش ہو ہیں تو
وہ ہمارا ہی یگانہ تھا جو بیگانہ ہوا

جام ساقی نے دیا ہمکو تو خالی ہی دیا
گردشِ تقدیر بنکر دورِ پیمانہ نہ ہوا

آہی رہتا ہی شبِ غم آکے اک ارمانِ وصل
دل ہمارا آرزو انکا جلوہ خانہ ہوا

طولِ ہجرِ یار نے برسوں نہیں بدلا اپنا رنگ
رفتہ رفتہ غمِ امید وصلِ جانانہ ہوا

رات دن مہمان رہتا ہی کسی کا خیال
پہلے کعبہ تھا ہمارا دل اب صنم خانہ ہوا

شمع رو بزمِ سلیمان کی دکھاتے ہین ہما
جس جگہ دو چار مل بیٹھے یہ میخانہ ہوا

شیخ کی صورت بنائے بیٹھے ہیں بادہ خوار
دیکھیے مین انقلابِ وضعِ رندانہ ہوا

۱۵	دیکھ مین احسان ہمنے عشق کی نیرنگیان پھر وہ کافر ہی کہین گیسو کہین شانہ ہوا	۱۴

دل بلا آنکھ ملی دلسے مگر تو نہ ملا
پیار رہی پیار رہا وصل کا پہلو نملا

غیر سے کیا وہ اشارہ نہین کہا کرتے ہیں
آجتک ہمکو اسی بات کا پہلو نملا

بیقراری نے شبِ وصل بچایا انکو
آج وہ خوش ہین کہ دل پنجے سے قابو نملا

ہر جگہ خاک اوڑا دی مری ناکامی نے
دل مین حسرت نملی آنکھ مین آنسو نملا

کہتے ہین ہیری بلا آگئی اب ایسی جگہ
آپ مین اونکو جو وارفتہ گیسو نملا

دردِ کمبخت نے ہمکو نہ سنبھالا اٹھکر
گر پڑے ہم تو کوئی قوتِ بازو نملا

کیا نیا ظلم ہے تلودن سے مسلکر بولے
یہ وہی دل ہے کہ جسپر پنجے قابو نملا

چٹکیاں لیتے محبت سے دمِ بیتابی
جس طرف تھا مرا دل اونکو وہ پہلو نملا

لاکھ تدبیر کی شرم اونکی نہ ٹوٹی شبِ وصل
خوب کہل کہیلتے اب کوئی جادو نملا

اولنسے ہو جو ہجر کنے کا جو کرتا ہون گلہ
سب کمر زن چشم فسون ساز کے دیوانے ہین
ہم تری وضع کے کیونکر نہون قائل ایدل
کیا ہی بیتاب ہوا ہون مین تڑپنے کے لیے

ہنسکے فرماتے ہین تجھکو کوئی بدخو نملا
سامری کو بھی یہ چلتا ہوا جادو نملا
لاکھ غیر اونسے وہ ملواتے رہے تو نملا
ضعف سے درد کو اوٹھنے کا جو قابو نملا

۱۶

مرنے والونکو نہین زیست کی پروا احسان
کاٹ ہی لیتے گلا خنجر ابرو نہ ملا

۱۱

دل کی امیدین مٹاکر کیا ملا
آرزوئین بھی ہین غم بھی درد بھی
کوئے جانان سے نکلوائے گئے
جان دیتا ہین تری ہر ناز پہ
کہتے ہین ہنس ہنسکے مجھسے لگکے زخم
جو تمنائین تہین دلمین مٹ گئین
اور بھی وہ مجھسے ناخوش ہوگئے
عکس رخ پر ہوگئے شیدا وہ آپ
منہ چھپائے بیٹھے ہین وہ بزم مین
شاہی ملک سلیمان بہی ہے کم

ای فلک ہمکو ستاکر کیا ملا
پھر نہ کہنا وہ کہین اکر کیا ملا
وحشیونکو خاک اڑاکر کیا ملا
غیر سے آنکھین ملاکر کیا ملا
کوچۂ قاتل مین جاکر کیا ملا
ہمکو قسمت آزماکر کیا ملا
داستان غم سناکر کیا ملا
آئنہ کو منہ دکھاکر کیا ملا
کیا کہین ہم انکھ اٹھاکر کیا ملا
کیا بتائین ہمکو پاکر کیا ملا

۱۷

یار سے احسان پوچھو تو سہی
خاک مین ہمکو ملاکر کیا ملا

۹

لڑی جو آنکھ محبت کا پاسے بند ہوا
انگاھ یار کا ڈورا سنجھے کمند ہوا

گیا نہ درد محبت کا خاک ہونے پر
ہمین رہے ترے دورے مین الفلک کمبخت
فراق مین ہی ترقی غم جدائی کی
ہم اپنے دل کو تو لیجائین پھر نہ دیں گے
شب فراق مین روتی ہین حسرتین کہہ کہہ
دغا سے اپنی ہوا یار کی جفا کو خلوص
ہزار مرتبہ آئینہ کھہ چکا منہ پر

غبار صورت آہ رسا بلند ہوا
عدو کا بخت سیہ بخت ارجمند ہوا
بڑہا جو درد محبت ہزار چند ہوا
کہین گئے کیا جو کہین اونکا پسند ہوا
غریب مفت مین دل دیکے دردمند ہوا
کسی کا ناز ہمارا نیاز مند ہوا
وہ دیکھ دیکھ کے منہ اپنا خود پسند ہوا

۱۸

وہ ادہر ہی گات کسیکی کہ یا لگین احسان
کبھی نہ دل نے کہا ہم سے کیا پسند ہوا

۲۲

کہو ایسے ستمگر سے گلا کیا
ستانے سے کسیکے فائدا کیا
جو ہر جائی ہو پھر اوسکا پتا کیا
نہ آئے وہ تو حجت کیا گلا کیا
دل بیتاب مین آیا غم یار
ہنسو بولو اوٹہا رخ سے پردہ
یہ مانا قابل بیداد ہین ہم
محبت بھی خیال بیخودی ہی
نہ پہونچین گے نہ کچھ تاثیر ہوگی
تڑپتا دیکھکر وہ کچھ نہ بولین

جو خود تو ہے جفا کیا ہے وفا کیا
مرا دل کھو گیا تمکو ملا کیا
اونہین ڈھونڈ ہی سکی آہ نارسا کیا
ہماری ہمنشین کیا آسرا کیا
خدا کرتے ہمارے پاس تہا کیا
ہمین تم ہین یہان وصل حیا کیا
کہو گے حق سے تم روز جزا کیا
مین خود واقف نہین مجکو ہوا کیا
یہی نالے ہین تو پھر اثر کیا
صدائے آفرین کیا مرحبا کیا

نہ چھوڑو غیر سے ملنا نہ چھوڑو
خدا سے حشر مین مانگین گے تمکو
بہت سی آرزوئین نکلیگی یاسن
بنا ہون ضعف سے شکل خیالی
کبھی شوخی کبھی ہو بیحجابی
چھپے تم ہین تو پھر باہر نہ نکلے
نہین سنتا نہین سنتا وہ ظالم
پڑا ہوگا کہین پہلو مین پھر ہو
ارادہ ہی کہ منہ پر تمہین کہدو
وہ اپنے بسملونسے پوچھتے ہین
کھٹکتا ہی غم دشمن عجب روز

سمجھ دیکھو برا کیا ہی بھلا کیا
ابھی سے پوچھتے ہو مدعا کیا
ہزارون بار سمجھے کیا ہوا کیا
مین اپنی حالکو پھر دیکھتا کیا
چھپی رہتی ہی آنکھون مین حیا کیا
ہمارا اور انکا ہوتا سامنا کیا
مثل سچ ہی فقیرونکی صدا کیا
ہجوم یاس مین دل کا پتا کیا
نہ آئے تم تو جھوٹے کی سزا کیا
گلا کٹوانے مین پایا مزا کیا
کوئی کانٹا جگر مین رہگیا کیا

١٩

کسے لپٹائین ہو لین کس سے احسان
کھنچی تصویر فرقت وہ کھینچا کیا

١٧

وہ شوخ شب وعدہ جو آکر نہین ملتا
وقت اونکو مرے قتل کا اکثر نہین ملتا
کچھ غم نہین اس کا ہی کہ دلبر نہین ملتا
دیدار کی حسرت رہی جاتی ہی یہان بھی
ڈھونڈھا ہی برابر جرس وہوش نے لیکن
افشان مین تیرا تھے کی ہم ڈھونڈھ چکے جو

دل اپنا ہمین اپنی جگہ پر نہین ملتا
بالفرض جو ملتا ہی تو خنجر نہین ملتا
افسوس تو اسکا ہی کہ ملکر نہین ملتا
بے پردہ کوئی فتنۂ محشر نہین ملتا
دیوانہ ترا آپ مین اکثر نہین ملتا
ان تارون مین تقدیر کا اختر نہین ملتا

کیوں بھرتے ہو آہ مری آنکھوں میں کہ دل میں
کیا ہمکو بھی رہنے کے لیے گھر نہیں ملتا

مانگیں گے خدا سے تمہیں ہم روز قیامت
اسوقت تو کہنا کوئی مر کر نہیں ملتا

رہ رہ گئے شب ہجر میں چھیڑتے رگ جان کو
ایسا کوئی چلتا ہوا نشتر نہیں ملتا

منہ اپنا پھرا لیتے ہیں وہ آنکھ لڑا کر
یہ لطف بھی افسوس برابر نہیں ملتا

جب ڈھونڈھتے ہیں پاتے ہیں ہم دل میں خدا کو
حیرت ہے کسیکو کوئی کیونکر نہیں ملتا

کھویا گیا ایسا تری رفتار کے آگے
اب ڈھونڈھنے سے فتنۂ محشر نہیں ملتا

یک مرتبہ پوچھے مرا ارمان جو کوئی
سو بار کہوں پھلوے لبر نہیں ملتا

کیا چھیڑ ہی پوچھا بھی جو اوسنے تو یہ پوچھا
تو ہمکو کئی روز سے مضطر نہیں ملتا

رشک آتے ہیں لاکھوں مجھے تقدیر عدو پر
کمبخت کو معشوق ستمگر نہیں ملتا

محفل میں حسینوں کی ہے دور مے گلرنگ
منہ دیکھتے ہیں ہم کوئی ساغر نہیں ملتا

٢٠	کیوں مرجائے شوق میں پھرتا ہی بھٹکتا احسان تجھے کیا کوئی رہبر نہیں ملتا	٩

کوئی پوچھے گا تو کہنے کے نہیں غم اپنا
عجز سے بل کے نبالینگے اونہیں ہم اپنا

صبر کرنے سے ہوا اور سوا غم اپنا
مر ہی جائینگے اگر ہے یہی عالم اپنا

سینہ کوبی کے سوا اور کوئی شغل نہیں
جیتے جی یوں بھی کرے کوئی نہ ماتم اپنا

کام کر جاتی ہے دزدیدہ نگاہی مرقش
خنجر یار چرا لے نہ کہیں دم اپنا

کسی روٹھے کو منا لیتا ہے جو وصل کی شب
بگڑی قسمت کو بنا لیتا ہے ہمدم اپنا

اونکے سودائیوں میں ہے وہ بلاکش ہو
دلکو کر لے نہ کہیں گیسوے برہم اپنا

خوش جمالوں کو نظر اپنی ہی ہو جاتی ہے
آئینے میں نہ بہت دیکھیے عالم اپنا

حال دل اونکو سُنا دینے کی تدبیر یہ ہے	غیر کے ذکر مین کچھ ذکر کرین ہم اپنا

۲۱

ہم سے دو چار گنہگار جو ہونگے احسان
پیٹ بھر لیگا قیامت مین جہنم اپنا

۱۵

مری لحد کو کیا پائمال کیا کہنا
چلے ہو آج قیامت کی چال کیا کہنا

سُنی جو عرض تمنا لپٹ گئے آکر
غضب کا ہے یہ جواب سوال کیا کہنا

ہزارون لطف ازل سے ہین ایک بیکس پر
ترا ہی اے کرم ذوالجلال کیا کہنا

شب فراق مین چپ ہو کے بیٹھتے ہین جو ہم
پکارتا ہے بتون کا خیال کیا کہنا

سُنی ہے برق تجلی کی جلوہ آرائی
چھپا کہین نہ فروغ جمال کیا کہنا

رہے نہ دل مین کوئی آرزو شب وعدہ
یہ شوق اے مرے شوق وصال کیا کہنا

کسیکے سامنے رہتا ہے شغل نالہ کشی
زبان حال سے کہتا ہون حال کیا کہنا

ہزار خواب کا شکوہ ہے مجھسے آنکھونکو
مری طرف ہے تمہارا خیال کیا کہنا

تمہارے پرتو رخ کا فلک بھی ہے ممنون
مہ دو ہفتہ کو بخشا کمال کیا کہنا

سما گیا مری آنکھون مین حسن کا جلوہ
ترے جمال کا اے خوش جمال کیا کہنا

تری کشش کا ہون [illegible] رسا قاتل
وہ آپ لائے پیام وصال کیا کہنا

یہ بیخودی نے طبیعت کو کر دیا آزاد
خوشی کا ہے نہین جسکو ملال کیا کہنا

ہمارے دل مین وہ رہتا ہے تیر بن بنکر
خیال یار کی یہ دیکھ بھال کیا کہنا

پڑھے نہ شوق سے جو اوسکو نامہ کیا لکھنا
سُنے نہ لطف سے جو اوسکے حال کیا کہنا

شہید رسول کی محبت مین جان دی احسان
ہوا بخیر ہمارا مآل کیا کہنا

شکایت کر کے ہیں ہاں ہم وہ شمع حسن عجز شد تھا
تماشا ہی مرا رنگ شکستہ رنگ محفل تھا

اگر اتنا وہ کہہ دیتے کہ تو کل شب کو غافل تھا
تو دل کا مدعا واللہ ہر پہلو سے حاصل تھا

اسے بھی شاید انداز نگاہ یار آتے ہیں
الٰہی کیا ہوا دل میں ابھی تو تیر قاتل تھا

جدا رکھا کسے بھی نہ مثل آرزو دم بھر
تمہارا مرنے والا جیتے جی محبوب ہر دل تھا

تمہارے غم کے بہلانے کی خاطر روک رکھا ہے
نہیں تو دور پہلو سے اوٹھا دینے کے قابل تھا

نہ پوچھو وصل کی شب صبح کی کشمکش سے ہم نے
رخ امید سے آئینہ حیرت مقابل تھا

یہ کوئی بات ہی کھلتا نہ اس سے ہم کہے آگے
ہمارا حال دل کیا مدعی کا عقدۂ دل تھا

گرفتاری الفت ہیچ کا باعث نہ کیوں ہو عشق
مرا دام اسیری جوہر شمشیر قاتل تھا

دکھایا تھا تماشا وحشت خاطر نے کچھ ایسا
بھولا تک نگاہ قیس میں لیلیٰ کا محمل تھا

تصدق رنج نو میدی پہ آخر کر دیا ہم نے
وہ دل جو حسرت و ارمان کی یکمدت منزل تھا

۲۳	ہوا احسان دل لخت تو وہ کہنے لگے سب سے خدا بخشے فنون عاشقی میں فرد کامل تھا	۱۴

وصل کا خستگی عشق میں ساماں نہ ہوا
دل مرا ناوک دلدوز کا پیکاں نہ ہوا

سینہ اس بت کا ادھر سے نمایاں نہ ہوا
مجھ سے ارمان مرا دست و گریباں نہ ہوا

حسن نے آئنہ تازہ دکھایا سروں
محو دیدار تمہارا کبھی حیراں نہ ہوا

اے فلک سوچ تو انصاف کی باتیں ہیں یہی
میرے دشمن کو کبھی صدمۂ ہجراں نہ ہوا

اس جفا دوست کو کچھ حال سنایا اتنا
مجھ سے اتنا بھی کبھی اے دل نالاں نہ ہوا

اے تجمل یار مرا صبر ہی لیتا تھا تجھے
دل کا طالب نہ ہوا جان کا خواہاں نہ ہوا

اتنا کہہ سکتے ہیں ہاں ہم بھی اُن آنکھوں کے حضور
تم سا دنیا میں کوئی فتنۂ دوراں نہ ہوا

خواہشِ وصل کبھی حسرتِ دیدار کبھی
ہجر محبوب میں کیا کیا ہمیں ارمان نہوا

یہ کوئی ضد ہے کہ انداز محبت یا رب
میں جو ہندو نہوا وہ بھی مسلمان نہوا

لبِ خاموش نے وہ ضبط سکھایا ہم کو
کبھی باتوں سے بھی پیدا غمِ پنہان نہوا

یادِ گیسو میں نہ حاصل ہوئی جمعیّتِ دل
خواب آنکھوں میں کب آیا کہ پریشان نہوا

جب میں کہتا ہوں کہ پورا نہوا وعدۂ وصل
ہنسکے وہ نازسے فرماتے ہیں جی ہان نہوا

وائے تقدیر پتا پوچھتے ہی گزری عمر
خضر بھی راہبرِ کوچۂ جانان نہوا

٢۴	غیر کے گھر کبھی جاتا تھا کبھی یار کے گھر وہم احسان کو کیا شبِ ہجران نہوا	٩

ظلم کا خاتمہ بھی تیر نظر پر ٹھہرا
سینہ کو توڑکے کمبخت جگر پر ٹھہرا

جس طرح تیر ترا داغِ جگر پر ٹھہرا
تیغ کا وار کبھی یون نہ سپر پر ٹھہرا

وحشتِ دل کا برا ہو جو کبھی جا پہونچا
دو گھڑی بھی نہ میں اوس شوخ کے در پر ٹھہرا

فیصلہ خوب کیا اے فلک نا انصاف
اون سے ملنا مرے نالوں کے اثر پر ٹھہرا

اتنی ہی چلنے کی عادت ہے ترے ناوک کو
جب کبھی ہاتھ سے چھوٹا تو جگر پر ٹھہرا

دل لیا چاہتی ہے یار کے دانتوں کی چمک
مول اس مال کا اک سلکِ گہر پر ٹھہرا

وصل کی شب جو کیا موت نے جھگڑا مجھسے
فیصلہ آمدِ ہنگامِ سحر پر ٹھہرا

سچ ہے آہوں میں اثر ہے نہ کشش نالوں میں
مان جاؤگے جو آنا مرے گھر پر ٹھہرا

٢۵	کیوں نکلوایا ہے احسان جگر خستہ کو وہ کہاں جائے کہ مرنا ترے در پر ٹھہرا	١٣

کسلیے عشق میں بے صبر و تاب ہونا تھا
خراب ہوگئے ہم تو خراب ہونا تھا

سوالِ وصل پر ای بت یہ گالیان کیسی
کیا تھا ہمنے جو پیرِ مغان کا عرس ای شیخ
تمھارے ناز نے بدلا نہ کوئی رنگ اپنا
ندامتین ہوئین کیا کیا یہ پیشِ داورِ حشر
کلیم ہوش مین آتے نہ حشر کے دن تک
وہ خاک اوڑا کے بتاتا جو پوچھتا ہین یا
ہٹا گئے وہ تجھے ٹھوکرون سے آخرکار
ادھر ہی ناز جوانی ادھر ہی شوقِ وصال
وہ قید کرتے ہین اپنے گناہگارون کو
مزے کی نیند ہو آتی شبِ جدائی مین ٭
ہمارے پاس ٹھہرتا ہمارا دل کیونکر ٭

وہین نہ تھا تو تجھے لاجواب ہونا تھا
تجھے بھی آ کے شریکِ ثواب ہونا تھا
کبھی کرم کبھی قہر و عتاب ہونا تھا
مرا حساب نہ روزِ حساب ہونا تھا
ذرا کچھ اور تجھے بے حجاب ہونا تھا
پیام بر کوئی حاضر جواب ہونا تھا
یہی تو ای دلِ حسرت مآب ہونا تھا
شبابِ یار کو میرا شباب ہونا تھا
پڑے عذاب مین ہمکو عذاب ہونا تھا
خیالِ یار کو آنکھون کا خواب ہونا تھا
تلاشِ یار مین خانہ خراب ہونا تھا

۲۶	ادھر ادھر تو بھٹکتا ہی کس لیے احسان تجھے تو خاک درِ بوتراب ہونا تھا ٭	۱۵

جب ہے کہیے کسی جی سے گزرنا نہین آتا
ملتے نہین دلکو مرے تسکین کے پہلو
پڑتی نہین دل پہ نگہِ شوخ کسی کی
حاضر ہی تمھارے لیے دل لو کہ جگر لو
افسوس یہی ہی کہ کبھی یادِ عدو کو
کیون ہین یہ مری بیخودیِ عشق پہ الزام

فرماتے ہین ہم پر تجھے مرنا نہین آتا
بیتاب طبیعت کو ٹھہرنا نہین آتا
اس تیر کو پہلو سے گزرنا نہین آتا
ہم کہتے ہین جو اوس سے مکرنا نہین آتا
ای شوخ ترے دل سے اوترنا نہین آتا
مرنیکی طرح کیا مجھے مرنا نہین آتا

محبوب وہ ایسے ہین بگڑتے نہین بنتا
ناداں ہین ایسے کہ سنورنا نہین آتا

تن تن کے یہ کہتی ہے کوئی اٹھتی جوانی
دل کو بھی مری طرح ابھرنا نہین آتا

ستاو ہم ہو گیا اونکو پریشانی عاشق
رخ پر ابھی زلفونکو بکھرنا نہین آتا

چھاتی سے لگی رہتی ہے تصویر ہمیشہ
جی سے تری صورت کو اوترنا نہین آتا

بن ٹھن کے رقیبون سے ملا کرتے ہین روز
ہان ہمیر لیے اونکو سنورنا نہین آتا

کوچے مین ترے پھرتے ہی رہتے ہین شب و روز
مانند ہوا ہمکو ٹھہرنا نہین آتا

تسکین کے انداز سکھاتے رہے برسون
لیکن دل مضطر کو ٹھہرنا نہین آتا

دامن ہی مین رہتے ہین مرے اشک کے قطرے
موتی ہین وہ جنکو بکھرنا نہین آتا

۲۷ — پاس ادب یار سے چپ رہتے ہین احسان
نالہ کہ فغان کیا ہمین کرنا نہین آتا — ۱۲

دم بھرتے ہین عشق باز کس کا
عالم ہے شہید ناز کس کا

باتون سے عیان ہے کسکی تقریر
سینے مین نہان ہے راز کس کا

ہم مر گئے سر پٹک پٹک کر
پرسان ہو وہ بے نیاز کس کا

محفل مین ہون ایک مین اور اک شمع
تم دیکھتے ہو گداز کس کا

محمود تو خود ہے بندہ عشق
مملوک ہوا ایاز کس کا

مین دل کو بچاؤن یا جگر کو
دشمن ہے تمہارا ناز کس کا

قسمت نہ بنی کبھی بگڑ کر
یہ چرخ ہے کارساز کس کا

آنکھونکو ملاتے ہین کہ دل کو
کام آئیگا میرے ساز کس کا

آنکھین تری کسکو ڈھونڈتی ہین
اس ناز مین ہے نیاز کس کا

قسمت ہی ذرا بتا دے ہمکو
مقتل میں کسے وہ ڈھونڈھتے ہیں

دل لیکے وہ دل نواز کس کا
سر کاٹینگی تیغ ناز کس کا

۲۹

آنسو جو نکل رہے ہیں احسان
افشا یہ کرینگے راز کس کا

۱۳

اشک حسرت ہی کو سو مرتبہ ڈھلتے دیکھا
کبھی تسلی مری جب دلکو اچھلتے دیکھا
کچھ تو اندیشہ تھا ایسا جو وہ لپٹے آکر
وہ کسی دن جو نہ دلدار کو آجاتے ہیں
دل سے آنکھوں میں آنکھوں سے ہو دامن میں آیا
گھر میں بیٹھے ہوئے وہ بیٹھے ہیں دلکو
دست پیچ میں نکلے ہیں انکے لیے حسد لن گھر سے
وصل کے بعد ہوا نخل تمنا بے بر
ناگوارا ہی ہمیں غیر کا بھی سوز و گداز
کبھی ہنسنا کبھی چپ رہنا کبھی بول اوٹھنا
یا الٰہی مرا ارمان بھرے دلکی خبر
بیری کیا انکی پہنچتے نہیں اب حضرت دل

تیرے جلوے کو نہ آنکھوں سے نکلتے دیکھا
ہاتھوں ہاتھ اوس نے لیا ہاتھ جو ملتے دیکھا
مجکو جب دم صف محشر سے نکلتے دیکھا
اتنا ملنا ہی دل غیر کو کھلتے دیکھا
خوب ہمنے ترے جلوے کو ڈھلتے دیکھا
کیا قیامت ہے کبھو اوٹھتے چلتے دیکھا
رشک خورشید کہ سایہ کو بھی جلتے دیکھا
تپش آتش کا نہ شیشے پہ پگھلتے دیکھا
بجھ گیا دل جو کبھی شمع کو جلتے دیکھا
تیری تصویر کو سو رنگ بدلتے دیکھا
نامہ بر کہتا ہے کچھ اونکو مسلتے دیکھا
ایسے بگڑے ہوئے کو سنبھلتے دیکھا

۲۲

نہ ہی وصل نہ پامال ہی کرے احسان
کام ناکام کا اتنا بھی نہ چلتے دیکھا

۱۵

اونکو پاس وفا ذرا نہوا
ہم سے دشمن کا بھی گلا نہوا

دیکھتے ہم تری مسیحائی
درد ہی درد لا دوا نہوا

تم بھلائی کرو رقیب کے ساتھ
اور مین یہ کہون برا نہوا

اونکا ہنسنا مری تمنا پر
دل لگی ٹھہری مدعا نہوا

پھر کسی ایسے کام کا سمجھین
دل ہی جب درد آشنا نہوا

ایسی افتادگی مین ہی کیا خاک
مین جو اوس بت کا نقش پا نہوا

تم تو کیا خنجر ستم بھی کبھی
درد دل کے لیے دوا نہوا

بحث تھی شرم و شوق مین شب وصل
صبح تک کوئی فیصلا نہوا

دل کا اک کام لینگے چرخ سے ہم
شک ابھی سے یہ ہی ہوا نہوا

لیگیا تو فریب سے دل کو
او دغاباز تجھسے کیا نہوا

میری حیرت کو دیکھتا ہی بزم
یون بھی وہ صورت آشنا نہوا

تمنے جو ضد کی ہو گئی پوری
ہمنے جس کام کو کہا نہوا

اونکے دلمین ہی غیر کا ارمان
کاش میرا وہ مدعا نہوا

ایسی تقدیر پر گرے بجلی
جلوہ گہ مین بھی سامنا نہوا

۱۱	رہگئے ہائے کرکے ہم احسان دل کو لیکر وہ جب روانہ ہوا	۳۰

نہ قبر پر کبھی آنا نہ فاتحہ دینا
ہماری لاش کو تم خاک مین ملا دینا

سکھا رہی ہی یہی آرزوئے قتل ہمین
وہ تیغ کھینچکے آئین تو سر جھکا دینا

ہماری گردش قسمت ہی کیا تو ای ناصح
یہ کس نے تجھکو سکھایا ہی پھیر دینا

ملیگا تجھکو یقیناً بہت ثواب ای چرخ
ہمارا کام بگڑتا ہوا بنا دینا

یہ کھلکے سوئی ہی قسمت مری شب وعدہ
جب آے یار تو تو ذرا مجھے جگا دینا

چراغ داغ کو جلتا ہی ہنے دے ای آہ
کہین اسے بھی نہ دل کیطرح بجھا دینا

عدو کا دخل نہ ہولنے دو اپنی محفل مین
تمہین بٹھالے تو مجھکو تمہین اوٹھا دینا

اگر عدو نہین گاہک تو کیا تردد ہی
تم اپنی تیغ کو میرے گلے لگا دینا

ہمارے دلکو وہ پاکر جو خوش ہے تو کہا
اسیطرح کا کوئی اور دل ہی لا دینا

۱۵	فراق یار کا صدمہ نہ جائیگا احسان تم اپنی زیست کو اب خاک مین ملا دینا	۴۱

وہی آتے کہ تڑپ کر مجھین ہیجان ہوتا
اور کیا اسکے سوا ای شب ہجران ہوتا

تھے نہ آنسو تو جگر ہی سر مژگان ہوتا
میری آنکھون ہی سے کچھ حال نمایان ہوتا

غیر کے سامنے ہم پوچھتے ہین قاتل سے
کون ان دونون مین تم پر سے نہ قربان ہوتا

یار کی وعدہ خلافی سے ہمارا دل بھی
ٹوٹ ہی جاتا اگر وصل کا پیمان ہوتا

دل لئے کھلتا ترے جوڑے کا نہ دیکھا ورنہ
یہ پریشان تو کچھ اور پریشان ہوتا

ای ستمگر شب وعدہ تجھے آنا تھا ضرور
پھر وہی تو وہی عاشق وہی سامان ہوتا

تمکو شکوہ کہ شب وصل بہت سا چھیڑا
تجھکو حسرت کے نکلنے کا نہ ارمان ہوتا

تم دکھاتے وہ کرشمہ مجھے ان آنکھون کا
جو کبھی سحر کبھی فتنۂ دوران ہوتا

کیا بگڑتا ترا پوچھے تو فلک سے کوئی
وہ مری آرزوے دل کا جو پرسان ہوتا

دل سے رکھا تری آنکھون نے تکلف شب وصل
ورنہ سو مرتبہ لپٹانے کا ارمان ہوتا

میرے مرنیکا شب غم مین تعجب ہی اونہین
اپنی مشکل سے بھی یہ کام نہ آسان ہوتا

دل کی خواہش ہی شب وصل مریکا پہلو
اور بھرے جوبن سے کسی بت کے نمایان ہوتا

مبتلا درد مین ہی آپ ہی دل سا ہمدم | کون ہمدرد ہمارا شب ہجران ہوتا
تیری ہی منزل آرام یہ دونون گہر تھے | دل مین رہتا کہ مری آنکھ مین پنہان ہوتا

١١	یاس بنتا کہ تمنا کہ تصور احسان عشق ہر رنگ سے دلمین مرے مہمان ہوتا	٣٢

رہا جو صبر تو بے اختیار ہو کے رہا | یہ وہ گہڑی بھی نہ دلمین قرار ہو کے رہا
یہی گلہ ہی فلک سے کہ یار کے دل مین | خیال غیر نہ اکدن غبار ہو کے رہا
تاسف آتے ہین کیا کیا مقدر دل پر | تری نگہ مین وہ بے اعتبار ہو کے رہا
اوٹھا دیا تو اوٹھ آیا بٹھا دیا بیٹھا | مین اونکی بزم مین کس روز بار ہو کے رہا
تلاش یار مین برسون پہرا کیا دن رات | ہمارا نالہ غریب الدیار ہو کے رہا
وہ تیری چال کا فتنہ بنیگا جو محشر | جہان مین ستم روزگار ہو کے رہا
تمہارے عشق نے کیا کیا نہ رنگ دکھلائے | دلون مین حسرت بوس و کنار ہو کے رہا
جسے سمجھتے تھے ارمان وصل جانان ہم | وہی تو خواہش امیدوار ہو کے رہا
پہر اونکو یاد دلاتا ہی طرز جور و ستم | وہی خیال جو غفلت شعار ہو کے رہا
جو شب کو دیکھ رہی تھی وہ چشم حیرت تھی | مین تیری بزم مین آئینہ دار ہو کے رہا

١١	سر غرور اوٹھایا نہ خلق مین احسان خدا کا شکر ہی مین خاکسار ہو کے رہا	٣٣

کبھی امید کبھی حسرت و ارمان ہوگا | دل مین غم یار کا سو رنگ سے پنہان ہوگا
مجھکو غم ہی تو یہی ہی دم مرگ اے وحشت | اب ترے ہاتھ مین کل کس کا گریبان ہوگا
سحر وصل دکھائی نہ سیہ بختون کو | اور کیا تجھسے بہلا اے شب ہجران ہوگا

دیکھ پائیگا اگر وہ ترا انداز خرام
دلمین رکہنے کی مجھے کچھ بھی جو حسرت ہوگی
کالیان کہائیگا اسطرح وہ بجرم و قصور
چٹکیان اپنے دل زار مین لیتا ہوگی شوخی
اپنا آشفتہ اگر گیسوے جانان نے مجھے کیا
ای سحر منہ نہ شب وصل مین کہانا ورنہ
شکوۂ زلف سے ای حضرت دل کیا حاصل

فتنۂ حشر دبے پاؤن گریزان ہوگا
ناوک یار سمٹ کر ابھی پیکان ہوگا
جو کوئی آپکا شرمندۂ احسان ہوگا
تیر ہی ناوک دلدوز کا پیکان ہوگا
خواب راحت بھی مجھے خواب پریشان ہوگا
ہاتھ ہوگا مرا اور ترا گریبان ہوگا
مفت مین اونکا دماغ اور پریشان ہوگا

۳۴

قتل ہو جاؤنگا چتون کی ادا پر احسان
بانکپن اونکا مجھے خنجر برّان ہوگا

۱۱

گو مین خوش خوش تری محفل سے نکل جاؤنگا
اونکے قدمون سے لپٹ کے مچل جاؤنگا
تیرے ارمان نئے ہی کی مجھے دے رکھی ہے
کیا مجھی کو رہ محبوب مین ہے گرم روی
پوچھنے آیا کرے ہوش تو مجکو شب ہجر
شکر ہے آج ترے درد نے اتنا تو کہا
جیتے ہے اوٹھتے یہ کہنا ترے غم کا کیا خوف
رشک کی تاب ہے ای برق تجلی کس کو
کچھ تڑپنے مین کمی ہے تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
دیکھ لینے دو بہار چمن حسن مجھے

لیکن امید نہین پھر بھی سنبھل جاؤنگا
چال مین گردش قسمت سے بھی چل جاؤنگا
جب خفا ہوتا ہے کہتا ہے نکل جاؤنگا
شوق کہتا ہے کچھ آگے مین نکل جاؤنگا
رفتہ رفتہ مین تو نہین آپ سنبھل جاؤنگا
وصل کی رات جب آئیگی تو ٹل جاؤنگا
کوئی ارمان نہین ہین جو نکل جاؤنگا
طور کو دیکھتے ہی دیکھتے جل جاؤنگا
چٹکیون سے دل بیتاب کو مل جاؤنگا
باغ کی سیر کرونگا تو بہل جاؤنگا

۱۱	یاد ہے وصل مین ان کا کہنا احسان تھوڑی دیر اور ٹھہر لو تو نکل جاؤنگا	۳۵

دل اوڑا انجبر کا عاشق کا جگر چھوڑ دیا
لوٹ کر خاطر بیتاب کا گھر چھوڑ دیا
رحم کی کیا کسی بےرحم سے رکھون امید
سینہ توڑا ہی تو دل کو بھی بسمل کر
آج فتنون کو قیامت ہی سے لڑوا دیجے
دل ویران مین نہ گیسو کا تصور آیا
تجھکو جانا تھا مرے دل سے نکلوا کے اسے
مجمع یاس سے گھبرا کے جو نکلی شب ہجر
چور ہی جانتے نہین سنتے کسی کی لو اب ہم
دل مین آیا تو کسی اور طرف کو نہ بٹھا

تو نے احسان جہان تیر کدھر چھوڑ دیا
کچھ نہ چھوڑا مگر اک داغ جگر چھوڑ دیا
تو نے رونا بھی تو اے دیدۂ تر چھوڑ دیا
اسکو کسکے لیے اے تیر نظر چھوڑ دیا
کوئی شورش نہ سر رہگذر چھوڑ دیا
اس بلا نے بھی یہ اوجڑا ہوا گھر چھوڑ دیا
کس پہ ارمان کو اے درد جگر چھوڑ دیا
آہ نے راستۂ باب اثر چھوڑ دیا
آنکھ نے شیوۂ دزدیدہ نظر چھوڑ دیا
کیا سمجھکر ترے ناوک نے جگر چھوڑ دیا

۷	فیصلہ غیر کا اور میرا ہوا خوب احسان ہاتھ اک ادھر سے ادھر اک اب ادھر چھوڑ دیا	۳۶

دونون جانب جوش الفت کا اثر ہونے لگا
جلوہ گہ مین دیکھ لین جی بھر کے آؤ ہم کہین
اس تجاہل نے تو ہمکو اور بھی تڑپا دیا
وائے بیدردی مٹایا ہی فلک نے اسکو بھی
کچھ تو اس پہلو سے قاتل پر کھلیگا حال دل

مجھکو غش آنے لگے وہ بیخبر ہونے لگا
اب تو آنکھوں سے تقاضائے نظر ہونے لگا
پوچھتا ہے یار کیون درد جگر ہونے لگا
جب ہماری آہ کا کچھ کچھ اثر ہونے لگا
کیا ہوا خون آرزو کا اگر ہونے لگا

دل سے تم ارمان بن بن کر نکل جاتے ہو آہ	اور کہتے ہو کہ نالہ بے اثر ہونے لگا

۳۷	رسم الفت سے ہمیں احسان وہ ایذا ملی اعتبار دشمنی ہر دوست پہ ہونے لگا	۱۹

دشنام دی کہ بوسۂ رخ پر ملا دیا | بتلائیے حضور نے دل لیکے کیا دیا

صدمہ غم فراق کا بے انتہا دیا | دل شاد کرنے والوں نے ہمکو رلا دیا

سو جلوے ہر نگاہ میں ہیں وقت انتظار | آنکھوں کو تپلیوں نے تماشا دکھا دیا

پھر آرزو ہی کھا گئی تیغ ستم کا زخم | اس دلکی چوٹ نے ہمیں اچھا مزا دیا

لیجاتا ہی مجھی بھی وہاں ساتھ اپنے دل | کم بخت نے کہاں کا یہ جھگڑا لگا دیا

موج نسیم تیغ سے سب زخم کھل گئے | روتے ہوؤں کو آپ کرم نے ہنسا دیا

ہوتے ہو تم مجھی سے مکدر شب وصال | مٹی میں حوصلہ نہ عدو کا ملا دیا

روز آتے ہیں وہ دیکھنے کو میر اضطراب | درد جگر نے مجھکو تماشا دکھا دیا

آرائشوں سے نکلے وہ آفت جہان | سرمہ نے چشم شوخ کا جادو جگا دیا

رو رو کے ہمنے حسرت کشتہ کے حال پہ | پانی کی طرح خون تمنا بہا دیا

آخر شب فراق میں موت آگئی ہمیں | جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا

حیرت سے ہی مرقع تصویر انجمن | محفل کا رنگ شمع رخوں نے جما دیا

آتا تھا دل میں رہنے کو ارمان کا ہجوم | افسوس کسکی یاد نے رستہ بھلا دیا

ای آسمان ہم تو کہینگے ہزار بار | تو نے ہمارے دوست کو دشمن بنا دیا

کتنا ہی اضطراب ہو مانگیں گے تم دل | کیا اوسکا پھیرنا جو کسیکو دیا دیا

دیکھیں گے تاب لاتی ہی کسکی نگاہ شوق | جب روز حشر یار نے پردہ اوٹھا دیا

بادِ صبا نے خاکِ رہِ کوئے یار سے
دل بھی ہمارا ڈھونڈھ کے ہمکو نہ لا دیا

میر انشانِ قبر تھا مدت سے یادگار
ظالم کی ٹھوکروں نے اوسے بھی مٹا دیا

۳۸ — احسان مر گئے نہ میسر ہوا وصال
اس آرزو نے خاک مین ہمکو ملا دیا — ۱۵

ہوئی تسلیوں سے جو دل بیقرار تھا
اپنا عجیب حال شبِ انتظار تھا

سنتے ہمارے نالۂ دلکی بھی کچھ حضور
بیچارہ بے وطن تھا غریب الدیار تھا

غافل مجھے کیا ہی تو پہلوئے یار مین
دل سے زیادہ عشق مرا ہوشیار تھا

رخصت ہوئے وہ بھول گئے عیش وصل کے
یہ یاد ہو کہ شب کو کوئی ہمکنار تھا

اُجل رہی نگاہ طبیعت ہوئی جو صاف
دل سے زیادہ آنکھ کو مجھسے غبار تھا

کسکو بتاؤں مین شبِ غم کا شریکِ حال
آنکھیں تھین میری اور ترا انتظار تھا

اونکا خیال ساتھ لگا لیگیا کہ ہم
یارب ابھی تو بزم مین دل بیقرار تھا

کچھ ہوگئے ہنسی مین جو ہم وہ خفا ہوئے
درپردہ چھیڑنا بھی اونہین ناگوار تھا

پامال کرنے آئے تھے جب وہ ہماری لاش
ہم وہ اودھر اودھر ستم روزگار تھا

یاد آتی ہین کبھی کی اومنگین حضور کی
اوٹھتے ہوئے شباب مین کیا کیا ابھار تھا

آخر نثار ہو ہی گیا بختِ غیر پر
وہ دل جو تیرے وصل کا امیدوار تھا

خاطر نہ جمع دونو طرف تھی شبِ وصال
کچھ ہمکو فکر تھی کچھ اونھین انتشار تھا

کیونکر بھلائے بیٹھے رہے آجتک مجھے
دل تو تمہارے پاس مرا یادگار تھا

اے جذبِ شوق تیری کشش خوب دیکھلی
ہم ہی کھنچ گئے کیا کوئی بیگانہ یار تھا

احسان ہم تڑپکے ضرور آج دینگے جان

۱۱	آگیا یاد وہ کرن گے کوئی بیقرار تھا	۳۹

ہو گیا تہا جو گزر عشق کے دیوانون کا
ڈھیر ہے کوچہ جانان مین گریبانون کا

بال بکھرے نظر آتے ہین یہ کب شانون پہ
دیتے ہاتین ترے مجمع ہے پریشانون کا

لذت درد محبت سے ہوا انکو آگاہ
شکر کرتا ہی دہن زخم نمکدانون کا

رات بھر یار کو آغوش مین کہا ہمنے
پہر بھی پورا نہوا حوصلہ ارمانون کا

غم نے چہوڑا ہی مرے دلمین جو تہوڑا سا لہو
بچ رہا حصہ ترے تیر کے پیکانون کا

بخت خفتہ کیطرح اونکو بھی سوجانا تہا
چرخ نے لے لیا کیون خواب پریشانون کا

چرخ کے بہیجے ہوئے درد والم آئے ہین
منتظر تہا دل شیدا انہین مہمانون کا

دیکھ لیتا ہون جو اوس بت کی تجلی نکہتین
لطف ملتا ہی چہلکتے ہوئے پیمانون کا

کچھ نہ پوچھو مرے ویرانۂ دلکی وسعت
ایک میدان ہی یہ لاکھ بیابانون کا

تمنے کیا نکلے مرے دلکو کیا تہا خالی
پہر نہ آنا ہوا نکلے ہوئے ارمانون کا

۱۳	ایک ہی ہوش مین پایا نہین جاتا احسان مجمع حشر ہی یا غول ہے دیوانون کا	۴۰

پیوند زمین کب تری ٹھوکر نے کیا تہا
یہ کام ہمارے ہی مقدر نے کیا تھا

ہان اور تو کچھ یاد نہین حشر کی باتین
انصاف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا

کل ہی جو تڑپ کیون نظر آتی نہین وہ آج
کیا یاد کسیکو دل مضطر نے کیا تھا

مقتل مین تڑپتی ہی ہی لاش ہماری
اچھا یہ سلوک آپ کے خنجر نے کیا تھا

مارا ہی ہمین کو تری چتون کی ادا نے
زندہ بھی ہمین کو تری ٹھوکر نے کیا تھا

ہوتی تہی حیا سے جو شب وصل لڑائی
شوخی کو الگ غمزۂ دلبر نے کیا تھا

مغرور ہوا ایک ہی ٹھوکر کا تمہاری — دعوے تو بڑا فتنۂ محشر نے کیا تھا

تقصیر ہے تیری نہ خطا تیرے ستم کی — مایوس ہمین اپنے مقدر نے کیا تھا

کہیے ابھی آئینہ دکھا کر مین بتادون — شرمندہ کسے آپکے ہمسر نے کیا تھا

کم بخت بنا کر اوسے کیون کوس رہے ہو — کیا تم سے بھی جھگڑا دل مضطر نے کیا تھا

نازان ہو بہت لذت غم پر نہ دل غیر — یہ لطف ہمارے ہی ستمگر نے کیا تھا

ہم چشم سیہ مست کو پہچانے ہوئے ہین — بیہوش ہمین کل اسی ساغر نے کیا تھا

۱۴ — گھورا ہے قاتل کو شب ماہ مین احسان — کیسا یہ غضب دیدۂ اختر نے کیا تھا — ۱۳

اوس سے کہتا ہون شب وعدہ نہ شرما جانا — میرے گھر میری طبیعت کیطرح آجانا

کبھی ارمان کبھی دلکی تمنا جانا — اب تو سچ کہدو کہ ہمنے تمہین کیسا جانا

مجکو ای بت نہ بنا عشق مین اتنا غافل — بھول جاؤنگا تری یاد کا آنا جانا

خواہش وصل نے بیتاب کیا آخر کار — آپ نے اب تو مرا شوق تمنا جانا

کوئی تو ہو دل پر درد کی حالت کا شریک — چٹکیان لیکے کلیجے کو بھی تڑپا جانا

خوش جا لو نکے ستم مین کرم ہوتے ہین — کیا برائی ہے جو ہمنے تمہین اچھا جانا

سرکشی سیکھنے دیتی نہین آداب وفا — کچھ نہ جانا ترے جوبن نے اوبھرنا جانا

کھو لکر بال یہ کہتا ہے کوئی وصل کی شب — بوے گیسو کو نہ تم سونگھ کے اترا جانا

حضرت عشق ز خود رفتہ کیے دیتے ہین — یاد آیا نہ مرا آکے سمجھا جانا

اک نہ اک ہی خلل انداز تمنا شب وصل — اونکی آنکھون سے حیا کہتی ہے شرما جانا

مجھکو کیون چھوڑ دیا ساتھ لیے چل اے دل — بزم دلدار مین اچھا نہین تنہا جانا

وعدہ ٹھہرے کہ نہ ٹھہرے مگر آؤ تو سہی
جھوٹی قسمین ہی مرے سر کی بتو کہا جانا

۴۲ — ۱۴

جورِ بیجا کی شکایت نہ کبھی کی احسان
اِس وفا پر بھی نہ اوسنے ہمین اپنا جانا

اِس کا شکوہ نکرو ضبط کیا یا نہ کیا
لاکھ فریاد کی لیکن تمہین رسوا نہ کیا

وہ بھلائی کے عوض کاش بُرائی کرتے
بھول کر بیٹھ رہے ہین یہی اچھا نہ کیا

دلِ عاشق کو وہ مٹھی مین لیے بیٹھے ہین
کچھ تو مطلب ہی کہ جو خونِ تمنا نہ کیا

نگہِ ناز کی ہوتی ہی لگاوٹ ایسی
مجھسے ملنا بھی مرے دل نے گوارا نہ کیا

خاک پر لوٹ کے بھی ہمنے سنبھالا دل کو
راہِ الفت مین ہتو کیا نہ ہوا کیا نہ کیا

ہم اسی لطف و کرم پر تو مٹے جاتے ہین
پائمال آپ نے دشمن کا کلیجا نہ کیا

اک ادا اونکی بنا لیتی ہی اپنا سب کو
تجھے جگر و دل نے تو دہوکے ہی پرایا نہ کیا

بدشگونی ہوئی ہنگام دعا وائے نصیب
کوسنے والے نے کوسا ہمین اچھا نہ کیا

کیا بُھلایا ہی تری شانِ کرم نے ہم کو
بخت پر بھی تو کسی روز بھروسا نہ کیا

کھوئے جاتے ہین رہ عشق کے چلنے والے
یہ تعجب ہی تجھے ڈھونڈ کے پیدا نہ کیا

دل ہوا زخم طلب تیغ کے مُنہ پر چڑھکر
اس جوانمرد نے یہ کام تو مردانہ کیا

قرض کے نام سے اک بوسہ لیا تھا ہمنے
کچھ تو سمجھے ہین وہ دل مین جو تقاضا نہ کیا

دیکھتے میری وفا تیری طرف سے دشمن
اسلیے مین نے محبت کا ہی دعوا نہ کیا

۴۳ — ۱۹

اونکی باتین ہی سُنین ہمنے شبِ وصل احسان
کوئی حجت نہ بڑھائی کوئی جھگڑا نہ کیا

بنگیا گرد کدورت غمِ پنہان کس کا
ملگیا خاک مین آیا ہوا ارمان کس کا

وقتِ رخصت ہو ادب ہی نہ ادان کسکا
دیکھیے کام بنا ئیگی ہے کسکی تقدیر
وہ مرا عہد وفا آپ کا اقرارِ وصال
یہ خیالِ ظلم خود چھین لیں دل خود ہی کہیں
مسکراہٹ کی ادا آج بھی ہے پیش نظر
مجھے شوق و تمنا میں جو گھبرایا غم
خود چلے آئے ہو یا لائی ہے قسمت میری
بخت دشمن بھی ہے یا سیہ تو یہ اسرار کھلے
ہنستے ہا ہا کہ کمان کش ہو نہ تم تیر انداز
اڑتی پھرتی ہے خبر کس کی خود آرائی کی
کنگھی ہونے سے طبیعت کو ہوئی کیوں نفرت
مجھ سے وعدہ ہو وفا غیر سے ہو اتنے نصیب
اس پہیلی کو بھی بوجھیں گے کبھی یا ہم
قیس بھی چاک کیے جیب قبا دیکھیں تو
یہ ہتیلی کا پھپولا ہے اسے پھینک بھی دو
اپنے بیمار کو وہ ہوش میں پا کر بولے
غیر پر صدقے ہو کس طرح تمنائے وصال

کل ملیگا تجھے پھر گوشۂ دامان کسکا
آج وہ پوچھتے ہیں ہو کوئی مہمان کسکا
ہاں ذرا مجھ سے مضبوط ہے پیمان کسکا
لٹ گیا دیکھتے ہی دیکھتے سامان کسکا
ہم نے محل دیکھ لیا تھا لب خندان کسکا
دل سے کہتا ہے کہ سن جاؤ نہیں ارمان کسکا
غیر کے کہنے سے میں ہاں لو احسان کسکا
ساتھ دیتی ہے بلائے شب ہجران کسکا
چٹکیاں دل میں لیا کرتا ہے پیکان کسکا
ذکر کرتی ہیں سلیمان سے یہ ہاں کسکا
آج دیکھ آئے ہو تم حال پریشان کسکا
کون سامان کرے یار ہو مہمان کسکا
دن میں سو مرتبہ ٹوٹے تو وہ پیمان کسکا
دامن یار سے ملتا ہے گریبان کسکا
لے لیا ہاتھ میں تم نے دل سوزان کسکا
مانگ با سبز نگہنے کو سیب زنخدان کسکا
اب قربان کیے دیتے ہیں ارمان کسکا

۱۱	ناز سے کہتے ہیں منہ پھیر کے وہ صبح وصال آج احسان ہے شرمندۂ احسان کسکا	۳۴

کبھی ڈرتے ڈرتے جو پردا اوٹھایا
نہ آنکھین ملین اور صدمہ اوٹھایا

کسیکی لگا ہون نہ نیچو دینا کر
گرایا سنبھالا اٹھایا اوٹھایا

حسینون سے لڑوا دیا ہے مرے دلکو
فساد آرزو نے اچھا اوٹھایا

ہوئے ہم جو مشتاق رنگین بیانی
لبون نے خموشی کا بیڑا اوٹھایا

ہمین نے دل اپنا دیا ان بتونکو
ہمین نے جدائی کا صدما اوٹھایا

شباب آتے ہی ہوگئی خود نمائی
جوانی نے جوبن کا پردا اوٹھایا

ستم کی تلافی ہوئی بھی تو اتنی
وہ کہتے ہین کیون جو بیجا اوٹھایا

خدا جانے کیا دیکھا تھا وہ ظالم
کئی مرتبہ دل کو سنبھالا اوٹھایا

کیا کشتہ فتنہ خرامی نے مجھکو
قیامت نے آکر جنازا اوٹھایا

نکھ دلکی مژگان جگر کی ہی دشمن
یہ شر تو نے ای یار کیسا اوٹھایا

٤٥ — ٩

مجھے قتل کرکے وہ احسان بولے
بتاؤ اب احسان کس کا اوٹھایا

سناؤ گالیان لیکن مرا دل ہو نہین سکتا
سمجھ دیکھو کچھ ان باتونسے حاصل ہو نہین سکتا

مرے دلکی طرح جب یار کا دل ہو نہین سکتا
محبت کا مزہ غم کھاکے حاصل ہو نہین سکتا

عدو کو لاکھ تم باتین سکھاؤ رسم الفت کی
تمہارے منہ لگانے سے وہ قابل ہو نہین سکتا

یہ گھر ہی اور کا جا راستہ لیلے اپنا اے مجنون
ہمارا دل تری لیلی کا محمل ہو نہین سکتا

سجا ہی منہ جو وقت ذبح کچھ ڈرا نہین ہمکو
دہان زخم سے کیا شکر قاتل ہو نہین سکتا

بہت ہی شیاری حسرت میرا دل وصل کی شب
بناؤ لاکھ تم بیچہ وہ غافل ہو نہین سکتا

نہ روکا اسلیے پیکان تیر یار کو مین نے
کہ وہ پہلو مین رہکر دو سرِ دل ہو نہین سکتا

نہ آؤ تم تو بزم عیش افسردہ نظر آئے	کسی صورت سے قائم رنگ محفل ہو نہیں سکتا

۴۶	تصور یار کا رہتا نہیں احسان آنکھوں میں وہ کہتا ہے میں چشم شوق کا قائل ہو نہیں سکتا	۱۱

کبھی یہ انقلاب گردش ایام ہونا تھا	ادھر سے آرزوے وصل کا پیغام ہونا تھا
تجھے کیا کیا نہ اے آہ دل ناکام ہونا تھا	عدو کا صدمۂ فرقت مرا آرام ہونا تھا
مزہ جو گالیوں میں ہے کہاں شیریں بیانی میں	ترے لطف بیان کو لذت دشنام ہونا تھا
مری فریاد کو سن سن کے گھر میں بیٹھے کہتے ہیں	قیامت کی طرح در پر ہجوم عام ہونا تھا
مرے گھر تک نہ آئے وہ اجل بھی آگئی سر پر	زیادہ اس سے کیا اے بخت نافرجام ہونا تھا
مجھے وہ قتل کرتے ہیں اجل میری کہتی ہے	گنہگار محبت کا یہی انجام ہونا تھا
نہ آئے وہ شب وعدہ تو یہ تقدیر بول اوٹھی	تجھے ناکام ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا
خدا ثابت قدم رکھتا تہ خنجر نہ کیوں اونکو	شہیدان وفا کا حشر کہ میں نام ہونا تھا
تڑپ کر میں خیال یار سے کہتا ہوں فرقت میں	تجھی کو دوست بنکر دشمن آرام ہونا تھا
یہی افسوس کرتے ہیں ہم اپنی نامرادی پر	ترے غم کو تمنائے دل ناکام ہونا تھا

۴۷	اوٹھا سکتا ہے کون احسان لطف بدزبانی کو مجھی کو اونکے آگے قابل دشنام ہونا تھا	۱۵۰

مرے قابو سے شب غم دل بھی کیا جاتا رہا	آرزوے وصل کا بھی حوصلا جاتا رہا
آنکھ ملتے ہی دل درد آشنا جاتا رہا	کیا کہیں کیا مل گیا آج اور کیا جاتا رہا
پیار کی آنکھوں سے اونکا دیکھنا جاتا رہا	وہ تمنا رہ گئی وہ آسرا جاتا رہا
آج اونکو وعدۂ فردا سے بھی انکار ہے	واے ناکامی کہ یہ بھی آسرا جاتا رہا

لطف ہو جب وہ لگے کہو جا بکتا ہین شکوہ کرون
بس بہت چھیڑو نہ مجھکو مدعی کے سامنے
وصل کا وعدہ نہین کرتے مگر ہنستے تو ہین
ہاتھ رکھکر میرے سینے پر ذرا تم دیکھلو
سن لیا ہی داورِ محشر کو جب سے بے نیاز
جستجوئے دل مین مجھکو دیکھکر کہتے ہین وہ
روبرو میرے بھری محفل مین ہمزانو ہین غیر
وصل کی شب بھی سونکی دولت بچائی روٹھکر
انس کرتا خانۂ دل سے مرے کیا دردِ عشق
اوسکو پردے مین بٹھا رکھتی ہی آنکھونکی شرم

تم کہو ہم کیا کرین جب تار ہا جاتا رہا
چاہتے ہو تم کہ مین کہدون گلا جاتا رہا
یہ بھی کیا کم ہی کہ اندازِ حیا جاتا رہا
کون کہتا ہی کہ دردِ لا دوا جاتا رہا
کہتے ہین اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا
کونسی شی ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا
اونسے ملکر بیٹھنے کا اب مزا جاتا رہا
مال میرے ہاتھ ایک آیا ہوا جاتا رہا
چار دن ٹھہلا پھرا بیٹھا اوٹھا جاتا رہا
یار کی اوٹھتی جوانی کا مزا جاتا رہا

۱۵	رو کے دیکھے دل مرا احسان تیر یار کو رہ گیا تو رہ گیا جاتا رہا جاتا رہا	۴۸

اللہ ری حیا سامنے آیا نہین جاتا
دلدار سمجھکر تمھین شاید تڑپ اوٹھے
آئے ہین شبِ وعدہ وہ رہنے کو مرے گھر
بیخود مجھے رکھتے ہین مگر کہتے ہین یہ بھی
گر گر کے در یار پہ اپنا خطِ قسمت
گستاخ بناتی نہین کب وصل کی حسرت
مر جاؤن مین کہنے سے مرے بخت عدو

اونسے مری آنکھون مین سمایا نہین جاتا
دل اسلیے دکھلانے کو لایا نہین جاتا
ارمان کوئی دل مین چھپایا نہین جاتا
کیون تجھسے کبھی آپ مین آیا نہین جاتا
مین لاکھ مٹاتا ہون مٹایا نہین جاتا
کب اونکی طرف ہاتھ بڑھایا نہین جاتا
جینے سے تو یون ہاتھ اوٹھایا نہین جاتا

بسمل کی طرح لوٹ رہا ہی دلِ مضطر
گستاخ کے اک ہاتھ لگایا نہیں جاتا

کیا کوسیے تقدیر کو ای دردِ جدائی
کم بخت سے دل ڈھونڈھ کے لایا نہیں جاتا

ناکامیِ الفت کا بُرا ہو کہ کوئی کام
بگڑی ہوئی قسمت سے بنایا نہیں جاتا

پوچھیے شبِ فرقت میں کوئی میری اجل سے
تو کسکی طبیعت ہی جو آیا نہیں جاتا

ارمان بھرے دلکو بھی لیجاتے ہیں ہمراہ
ملنے کو تو خالی کبھی جایا نہیں جاتا

کیا دیکھ کے سمجھائے کوئی دلکو شبِ غم
تم سے تو تصور میں بھی آیا نہیں جاتا

محشر میں جفاؤں سے ہوئے ہیں وہ پشیمان
کہتے ہیں کہ منہ تمکو دکھایا نہیں جاتا

١١	پھر آیا دل احسان مرا پرسشِ غم پر وہ سنتے ہیں تو درد سنایا نہیں جاتا	٤٩

ذوقافیتین

ہان یاد ہی کیا کچھ مری الفت میں ہوا تھا
تمنا دلِ بیتاب کی قسمت میں لکھا تھا

کل ذکرِ عدو شکوۂ فرقت میں کیا تھا
فرمائیے کچھ میری شکایت میں مزا تھا

گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اب تک لیے بدلے
ہیں وہ ہی گھڑی یاد کی وحشت میں پھرا تھا

پوچھو نہ یہی کیا ہوئی دل کی وہ تمنا
ارمان مرا وصل کی حسرت میں مٹا تھا

لپٹا ہی لیا دلکو شبِ وصل میں اوٹھکر
مجبور تھے ہم جوشِ طبیعت میں بھرا تھا

داغِ دلِ محرور کے شعلے بھڑک اوٹھے
تجھسے بھی ترا غمزہ شرارت میں سوا تھا

آیا ہی تو اب پھر نہیں جاتا دلِ پُر درد
وان جاکے خدا جانے کس آفت میں پڑا تھا

لو دیکھلو مئی پینے لگا شیخ سا ہشیار
اک دو ہی گھڑی وہ بھی صحبت میں رہا تھا

اوس شوخ نے مٹھی مین ملا یا مرے دلکو
اچھا ہوا بیچارہ مصیبت مین پڑا تھا

تم ڈھونڈھنے آئے تھے مرے صبر کو جس دن
وہ خوف سے یان مجمع حسرت مین چھپا تھا

۵ — احسان ہین داغ دلِ پرسوز کے احسان
تا صبح یہ اکثر شب فرقت مین جلا تھا — ۱۵

ہمنفس دیکھے وہ نہ اثر گریۂ حسرت نے کیا
بد نصیبونکا کوئی کام نہ قسمت نے کیا

تجھکو بیتاب مرے جذب محبت نے کیا
کیا ہی احسان ترے وصل کی حسرت نے کیا

بیخودی ہوش مین آنے نہین دیتی دم بھر
غافل ایسا مجھے اوس شوخ کی غفلت نے کیا

آپ مین ہم نہ رہے وصل کا وعدہ لیکر
یہ سلوک اور زخود رفتہ طبیعت نے کیا

خواہشِ وصل نے اوس بت کی ستم اوٹھوائے
کیا ہی مجبور مجھے میری ضرورت نے کیا

نامرادی کا فلک سے نکرونگا شکوہ
جو کیا تمنے کیا یا مری قسمت نے کیا

دل سے سمجھینگے جو مل جائیگا قابو ہمکو
محفل یار مین رسوا انہین حضرت نے کیا

سر جھکا کر مجھے لٹیا ہی لیا اوس بت نے
کام اتنا مرا آنکھونکی مروت نے کیا

جوش دیکھا شب فرقت مین جو ارمانونکا
دلمین یاد آپکو ہر دن کی حسرت نے کیا

اے فلک طالعِ برگشتہ کا کچھ حال نہ پوچھ
جو کیا تو نے وہی گردش قسمت نے کیا

دلکو تڑپا یا کلیجے کو ملا داغ دیے
مجکو معلوم ہی کیا کیا تری الفت نے کیا

دیکھتے رہ گئے وہ صورتِ آئینہ مجھے
بزم مین مجکو تماشا مری حیرت نے کیا

جلگیا طور ہوے حضرتِ موسیٰ بیہوش
یار کیا کچھ تری شوخی و شرارت نے کیا

کیا کہون کیون مین ہوا جور و ستم کا خوگر
کچھ مرے صبر نے کچھ آپکی عادت نے کیا

بے طلب بزم مین اوسکی نگیا مین احسان

۵۱	لاکھ مجبور مجھے میری طبیعت نے کیا	۱۵

وود سمجھو نہ شمع محفل کا	یہ دھوان ہی جلے ہوئے دل کا
اگیا وقت حلِ مشکل کا	ٹوٹتا ہی دم اونکے بسمل کا
کیون رکے ہاتھ اوسکے قاتل کا	خون ہوتا ہی حسرتِ دل کا
جسکو کہتے ہین چلبلا جوبن	وہ اک ارمان ہی مرے دل کا
خاک اتنی اوڑا نہ ای مجنون	ٹھیک پہ وہ بنے نہ محمل کا
تیری چپ مین ہین وصلکے پہلو	میری باتون مین مدعا دل کا
جمع ہین دلمین سیکڑون معشوق	آئینے مین ہی عکس محفل کا
پرتوِ یار نے کمال کیا	کھو دیا نقص ماہ کامل کا
حشر مین کسکی ہم کرین فریاد	لے نہین سکتے نام قاتل کا
سچے الزام پہ جو قتل کرے	ہاتھ چھوٹا ہو پھر نہ قاتل کا
ضعف نے عشق مین پھکا مارا	اک قدم ہی ہزار منزل کا
عشق کچھ تو کہیگا حشر کے دن	آسرا ہی گواہ عادل کا
بڑھ گئے بڑھتے کمر تک آئی زلف	سلسلہ بڑھ گیا سلاسل کا
وہ بھی اب ہاتھ ملتے پھرتے ہین	کوسنا پڑ گیا مرے دل کا

۵۲	داغِ فرقت ادھر کے ای احسان آبلہ بنگیا مرے دل کا ۲	۱۵

خلوت مین بھی ذکر مدعی کا	دیکھو نہ ستاؤ دلِ کسی کا
اللہ رے جوش بیخودی کا	دشمن سے گلہ ہی دوستی کا

کیون دل سے مٹا نہ داغ الفت — کیا یہ بھی کلنگ کا ہی ٹیکا

آئینہ کو دیکھکر وہ بولے — بےمثل ہی حسن آدمی کا

اللہ رے اونکا اوٹھتا جوبن — قابو مین نہین ہی دل کسی کا

ہین اور ملامت احبّا — بدنام ہی نام عاشقی کا

داد اوسنے ندی شکست دلکی — دل ٹوٹ گیا شکستگی کا

مُروّتہ خم بھی دیدے ساقی — رکھہ چھوڑ نا کیا جی کبھی کا

وہ غیر کو دیکھکر تبسّم — رونا ہی مجھے اسی ہنسی کا

رحم آہی گیا ستمگرون کو — ممنون ہون اپنی بیکسی کا

اُف تیری نگاہ شوخ کا دور — چلتا نہین سحر سامری کا

ہین اور یہ اضطراب خاطر — تم اور یہ شیوہ دلبری کا

او دشمن دل کوئی ستم کر — دعوے ہی ہمین بھی دوستی کا

چھیڑو نہ بہت ہمارے دلکو — انجام برا ہی دل لگی کا

۵۳ — دلمین نہین صبر وتاب احسان — ۱۲

حالی بنو یون بھی گہہ کسیکا

غضب ہی لوٹ لے جوبن کسیکا — اوسی دلکو جو ہو مسکن کسیکا

دم گریہ مجھے حسرت ہی اسکی — کہ تم ہو اور رہو دامن کسیکا

محبت کا رہے پردہ بس اِک — کفن میرا ہو پیراہن کسیکا

مزا ہی روٹھنے کا جب شب وصل — کشاکش مین رہے دامن کسیکا

دعا ہے بد بھی کرتا ہون یہ کہکر — کہ میرا دوست ہو دشمن کسیکا

حیا سے سر جھکائے بیٹھے ہین وہ
محبت کے مہین صدمے اوٹھاو تم
بچائے یار کی آنکھون سے اسد
بتا دے تو ہی ای جوشِ جنون
جوانی کی امنگین کھہ رہی ہین
ہجومِ یاس و حسرت کیون نہ ہوتا
نگاہون نے بہت آنکھون مین پردہ کا

ابھی پردے مین ہی جوبن کسیکا
مرا دشمن نہو دشمن کسیکا
نہ لوٹین گھر یہ دو رہزن کسیکا
پھٹا پڑتا ہی کیون جوبن کسیکا
کریگا سرکشی جوبن کسیکا
کہ ماتم تہا سرِ مدفن کسیکا
نہ نکھرا جلوۂ پرفن کسیکا

۵۴ — تماشا ہی کوئی مقتل ہی احسان — ۱۱
ادھر ہی سر ادھر ہی تن کسیکا

ہمین بیٹھے کرین نظارہ اوٹھتے جوبن کا
عیادت کے لیے آئے تو جوڑا کھولکر آئے
خیالِ بیخودی مین دستِ وحشت بڑھ نہین سکتے
جفائین کرتے ہین لیکن مرا شکوہ نہین سنتے
شہیدانِ وفا مین سر خرور کھے خدا ہمکو
ہمین معلوم ہی شانِ حسن یا ای موسیٰ
منڈریا رِ محبت ہی بسانِ سنگ ہردانہ
وہ مجھسے وعدہ کرتے ہین دوسے جا کے ملتے ہین
اسیرِ عشق اپنا اسطرح مجھکو بناؤ تم
سمجھکر یا سے آنکھین لڑانا چاہیے ایدل

الٰہی تا قیامت حوصلہ نکلے نہ دشمن کا
علاج اچھا کیا تمنے ہمارے دل کی اولجھن کا
مری دیوانگی رکھ لیگی پردہ اونکے دامن کا
وہ بچ جاتے ہین یہ کھکر زمانہ ہی لڑکپن کا
ترے خنجر نے چیرا سا ہی لہو عاشق کی گردن کا
سیہ طور پر چمکا تہا تارا روئے روشن کا
طواف اگر کرے کیونکر نہ بجلی میرے خرمن کا
مری قسمت سے لڑتا ہی بُرا ہو بختِ دشمن کا
محبت سے گلے مین ڈالدو طوق اپنی گردن کا
کہ جادو آفرین بھی ہی اشارہ چشمِ پرفن کا

۱۵	شباب یار آجائے تو پھر احسان دیکھیں گے بہار اوٹھتی جوانی کی تکلف او بھرے جوبن کا	۵۵

تنہا کبھی ملیں گے شب انتظار کیا
کہتے ہیں وہ کہ ہمکو ترا اعتبار کیا

برسوں خرام ناز کی کھائی ہیں ٹھوکریں
ہم کو ستائیگا ستم روزگار کیا

موجود ہی تڑپ بھی وہی درد بھی ہی
تم دیکھتے ہو دل کی طرف بار بار کیا

جلوہ دکھا کے تمنے تو ہوش اڑا دیے
آگے تمہارے کھوئے گئے ہوشیار کیا

دیکھا ہی او نکو ہنستے ہوئے سعی سے آج
ٹھہریگا جوش گریہ بے اختیار کیا

دل کی تڑپ ہی شام ہی سے کچھ بڑھی ہوئی
اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا

چشم سیہ سے دیکھنے والوں کو ہی فلاں
تو کیا یہ تیری گردش لیل و نہار کیا

مر جائینگے فراق میں رو رو کے ایکدن
اس سے زیادہ اور ہی انجام کار کیا

اچھا نہ اب کہیں گے کبھی آرزوے وصل
تمکو ہماری بات ہوئی ناگوار کیا

دونوں کو بات کام کی ایسی سکھا دی عشق
پوچھیں وہ کیا جواب ہی اسرار کیا

سمجھی ہی کچھ ہمیں نے لگاوٹ نگاہ کی
جانیگا اس لگاؤ کو ناکردہ کار کیا

روکا جگر کے درد کو تیرے خیال نے
کم بخت نے کیا تھا مجھے بیقرار کیا

تمتو جوان ہوتے ہی دیکھو نکل چلے
سچ ہی ہماری حسرت دل کا ابھار کیا

لو دور ہی رہینگے نہ چھیڑینگے ہم ذرا
تمکو شب وصال میں ہی انتشار کیا

۱۱	ایسے سے حال اپنا ہم احسان کیا کہیں جو ایک بات پر بھی کہے لاکھ بار کیا	۵۶

لہو تو پیلے تری تیغ مری گردن کا
یہ جھاڑنا نہیں اچھا ابھی سے دامن کا

کیا ہی وعدہ جو ہم سے تو آؤ گے ملنے کو
جوان ہو یہ زمانہ نہین لڑکپن کا

برنگِ نکہتِ گل ہون ریاضِ ہستی مین
پتا نہ پائیگی بجلی مرے نشیمن کا

دعائین دیتے ہین ہم یار کی جوانی کو
کہ سر جھکے نہ زمانے مین اوبھرے جوبن کا

مری امید سے بہتر امیدِ غیر ذکی
مرے نصیب سے اچھا نصیب دشمن کا

فلک کے جور اوٹھاؤن یہ ہو نہین سکتا
تم آپ آکے مٹا دو نشان مدفن کا

کتر لیا ہے کسینے کہ دل بندھا تھا مرا
تلاش کیجیے گوشہ نہین ہے دامن کا

بہت نہ سینہ چھپاؤ بہت نہ جھک کے چلو
کہین اوبھار نہ دب جائے اوٹھتے جوبن کا

زبان شعلہ مرا سوزِ عشق کہہ دیگی
خموش رہ نہین سکتا چراغ مدفن کا

کہین چھپے ہی بری بات پردہ داری سے
ہمین نباؤ تو کیا حوصلہ ہے دشمن کا

۵۷

وہ سر جدا نہین کرتے تو فکر کیا احسان
تمہین اوتار کے رکھدو یہ بوجھ گردن کا

۱۷

پوچھے اون گیسوؤن سے کوئی الجھانا دلکا
سیکھے اون آنکھون سے دیوانہ بنانا دل کا

چتون انکھونکو سکھاتی ہے لبھانا دلکا
اب بتائے کوئی ہمکو بھی بچانا دل کا

کانپ اوٹھے درد بھرا سنکے فسانا دلکا
پھر بھی کرتے نہین موقوف ستانا دل کا

اللہ اللہ غم و حسرت و ارمانکا ہجوم
تنگ ہے سینۂ عاشق مین ٹھکانا دل کا

صدمۂ رشک سے کیون بیخود ہوے جاتے ہین
کچھ قیامت کا تو آنا نہین آنا دل کا

مسلکِ عشق مین ہے ایک ہی ہنجار الگ
مرگِ ناشاد کا آنا ہو کہ جانا دل کا

نہ تعجب سے کہو ڈھونڈھ دہ نکلا کیونکر
تمکو آتا ہی ہے محرم مین چھپانا دل کا

ہائے وہ غیر کی محفل مین ہی چٹکیا لی
اور پھر اپنے ہی ہاتھون سے دبانا دل کا

عوضِ غم رہے پہلو مین جو پیکانِ خدنگ
میرے پاس آیا ترے گھر سے سلامت آخر
بیخودی ایسی خوش آئی ہای کہ مین کہتا ہون
مین وہ ارمان بھرا ہون کہ مرے سینے مین
پیار وہ آئنے مین عکس کو اپنے کر کے
تو نے ای بیخودیِ عشق عجب کام کیا
وہ تمہین ہو کہ جو لیتے ہو جگر مین چٹکی
اوٹھ گئے وہ مرے پہلو سے چھڑا کر دامن

چٹکیان لیکے پہر اچھا ہی دکھانا دل کا
میری حسرت کو مبارک ہو پہر آنا دل کا
یاد ہی آپ کو وارفتہ بنانا دل کا
نہ جگہہ دردو الم کی نہ ٹھکانا دل کا
مجھسے کہتے ہین برا ہوتا ہی آنا دل کا
کہ نہین یاد ہمین پاس سے جانا دل کا
وہ تمہین ہو جو اوڑاتے ہو نشانا دل کا
آج معلوم ہوا ہاتھ سے جانا دل کا

خالق دہر کا احسان بجا لاؤ شکر
اوسکی محفل سے غنیمت ہی پہر آنا دل کا

ہم تڑپنے کی نہ حالت دیکھنا
ہم کو چاہا اونکی ہمت دیکھنا
دیدیا زاہد کو بھی جامِ شراب
ملکے دشمن سے جلایا ہی ہمین
بزم مین پردہ اوٹھا دو ایکبار
صبحِ وصل آتے ہی کیا تڑپا ہون مین
غیر سے بگڑی تو وہ مجھسے ملے
اور بھی ہمسا کوئی ہی یا نہین
اونکے دامن کیطرف بھی ڑہ چلے

دل مین رہکر دلکی حسرت دیکھنا
اکس مزے کی ہی طبیعت دیکھنا
چشمِ ساقی کی مروت دیکھنا
بندہ پرور کی شرارت دیکھنا
بیٹھے بیٹھے میری حیرت دیکھنا
میری حالت وقتِ رخصت دیکھنا
یون بدل جاتی ہی قسمت دیکھنا
آئنہ مین اپنی صورت دیکھنا
کوئی دیوانونکی وحشت دیکھنا

ہائے چلد بنا وہ اونکا اپنے گھر — اور وہ میرا بحسرت دیکھنا
حال عاشق تم کبھی سنتے نہین — عجز میرا اپنی نخوت دیکھنا
جب کہا مین نے کبھی مرتا ہون مین — ہنسکے بولے انکی صورت دیکھنا

۵۹ — منہ دکھاتے ہی نہین احسان وہ
کہتے ہین روز قیامت دیکھنا — ۱۳

ہر دل مین داغ عشق دل آزار ہی رہا — یہ پھول حسن چمن مین کھلا خار ہی رہا
روز جزا کھیگا ہماری سی کس طرح — وہ دل کہ جو بتون کا طرفدار ہی رہا
خونخواریان غضب ہین خدنگ نگاہ کی — سینے مین غرق تا لب سوفار ہی رہا
اک جلوے مین ہزار غش آیا کیے مگر — پھر بھی مین اونکا طالب دیدار ہی رہا
چہلو نکلے گل ہٹے تو بڑھے دلمین داغ عشق — گلشن ہرا اوجڑ کے بھی گلزار ہی رہا
جوش شباب یار نہ محرم سے بھی دبا — جوبن ابھرا ابھر کے نمودار ہی رہا
وہ ایک دل مرا جو بنا خوگر الم — یہ ایک غم ترا جو دل آزار ہی رہا
یہ ماجرے بھی یاد رہین گے تمام عمر — آئے وہ اور وصل سے انکار ہی رہا
آنکھین ملا کے اونسے نہ باتین ہوئین کبھی — آسان کام عشق مین دشوار ہی رہا
احسان سیکڑون خلش دل لیے گئے — پہلو مین ناوک نگہ یار ہی رہا
ہم وصل مین بھی خوف سے ظاہر نکر سکے — وہ مدعا جو قابل اظہار ہی رہا
تیغ ادا کھچی تو رکے ناوک نگاہ — لیکن مین جان دینے کو تیار ہی رہا

۶۰ — احسان اکدن جو وہ آسئے مزار پر
پھر کیا تھا روز مجمع اغیار ہی رہا — ۱۷

اشارے ہوتے رہے بام پر مین جا نہ سکا / اوٹھا تو لطف مگر ضعف سے اوٹھا نہ سکا

مین لاکھ مرتبہ رویا ہنسا دیا تم نے / تم ایکبار بھی نہ روٹھے تو مین منا نہ سکا

وہ ناتوان ہون جو بیٹھکر اوٹھا نہ کبھی / وہ نقش ہون جسے دور فلک مٹا نہ سکا

غم آیا پاس ہی آئی مگر شب وعدہ / وہی ہماری طبیعت کیطرح آ نہ سکا

نزاکت اونکی مرا ضعف دونون یکسان ہین / وہ اوٹھکر آ نہ سکے بیٹھکر مین جا نہ سکا

اودہر کلیم کو غش آگیا ادہر مجکو / کسیکی آنکھ مین جلوہ ترا سما نہ سکا

وہ ایک ظلم تمہارا جو کم ہوا نہ کبھی / یہ ایک نالہ ہمارا کہ لب تک آ نہ سکا

لیا ہی دل جو بتون نے رہا نفاق ہی / کہ اوسکو اپنی بغل مین کوئی اوٹھا نہ سکا

مجھے ڈرا ہی ہو کیا چشم سحر آگین سے / وہی تو ناز کہ مین جس سے دل بچا نہ سکا

فضول ہی جو مقدر کو کارساز کہون / کہ میرا کام جو بگڑا تو یہ بنا نہ سکا

ہمارا گریۂ حسرت تہا بے اثر بالکل / تمہین ہنسا نہ سکا غیر کو رلا نہ سکا

بتاؤن کیا کہ ہوئے چپ وہ جستجو کیا تھی / تلاش سے مین طبیعت بتونکی پا نہ سکا

ہجوم یاس نے چپ کر دیا مجھے ایسا / وہ پوچھتے رہے مین درد دل بتا نہ سکا

فریب مہر و وفا اب بھی مرنے والون سے / وہی تو دل ہی ترا جو کسی پہ آ نہ سکا

اوبہار اوبہر کے یہ کہتا ہی یار کا جوبن / مین وہ نمود ہون جسکو کوئی مٹا نہ سکا

ہمارے دل مین ہین ارمان اور بہی لیکن / جسے نکال دیا تمنے پہر وہ آ نہ سکا

۱۵	ہمارا زور نزاکت کسیکی ہی احسان بنا بھی قوت بازو مگر اوٹھا نہ سکا	۶۱

	آپ اپنا مدعی پیدا کیا	راز دار عشق داغ کیا کیا	

کھل گیا اک بات مین قفلِ دہن
یار کو منہ چوم کر گویا کیا

بام پر بے پردہ ہو کر بیٹھنا
خودنمائی نے تمہین رسوا کیا

دیکھ ای زاہد وہ ہے شیشے مین مے
مجھسے دختِ رز نے بیجا پردا کیا

نارسا ہین دعائین بے اثر
ای فلک تو نے سلوک اچھا کیا

انتہا بدنام ہونیکی یہ ہے
ہمنے رسوائی کو بھی رسوا کیا

دیکھے اوس بت کی کوئی بد عہدیان
حشر کے دن وعدۂ فردا کیا

ذکرِ دشمن یہ بجا کہتا ہون مین
کیون خفا ہو مین نے کیا بیجا کیا

تیر نے چھیدا جگر کو دل کے ساتھ
دیکھ ای ظالم یہ تو نے کیا کیا

توبہ توبہ کرتے ہو کیون اعظم
تھوڑی سی پی لی بہت اچھا کیا

جب کبھی کرتا ہون مین شکرِ ستم
وہ سمجھتے ہین مرا شکوا کیا

چرخ بھی کتنا ہے بے مہر میہربان
ہر بلا نے میرے گھیرا کیا

مان لینے کا نہ تھا انکارِ وصل
تو نے کیون صبر ای دلِ شیدا کیا

آئے ہین یہ عہد لیکر آج وہ
ہم نہ ٹھہرین گے اگر جھگڑا کیا

۶۳ — جانتے ہو خوب تم احسان کو
دیکھ ہی لے گا اگر پردا کیا — ۱۳

یون تو معلوم ہوا کب ہمین غصا تیرا
تیری تصویر بتا دیتی ہے کھینچا تیرا

محو ہین عشق مین یون چاہنے والا تیرا
دل مین ہے یاد تری سر مین ہے سودا تیرا

یاد ہے پیار سے اوس شوخ کا کہنا شبِ وصل
ہم سے بولیگا تو ملدینگے کلیجا تیرا

جیتے جی حسرتِ دیدار رہی ہے جن کو
کچھ وہی حشر مین دیکھین گی تماشا تیرا

کوستا یار کا اعجاز مسیحا ہی ہمین
جیگئے ہم جو کہا نکلے جنازا تیرا

شکر کرتے ہین فرصت نہین ہوتی دم بھر
آئے لب پر مرے کیونکر کوئی شکوا تیرا

جلوۂ شوخ کو آنکھون نے چھپایا ہمنے
رکھ لیا دیدۂ مشتاق نے پردا تیرا

یاد کرتے ہین برائی سے وہان غیر مجھے
ذکر کرتی ہی یہان دل کی تمنا تیرا

اک نظر دیکھتے ہی ہوش سے باہر کیون ہو
کچھ ندیدہ تو نہین دیکھنے والا تیرا

چھیڑتا ہون تو اشارون سے وہ کہتے ہین
ہی مری ایک ہی چٹکی کا کلیجا تیرا

وصلکی شب ہی تری آنکھ بھر آئی ظالم
دیکھ ناکام رہا جاتا ہی شیدا تیرا

داورِ حشر سے کہنا تجھے کہنا ہو جو کچھ
ہمسے طی ہوگا نہ ایدل کوئی جھگڑا تیرا

۱۱	حوصلہ دیکھ لے احسان کا او شوخ مزاج لے لیا سامنے دشمن کے بھی بوسا تیرا	۶۴

واقف نہ مین ہوا کہ بڑا بدنصیب تھا
قاتل رگِ گلو سے زیادہ قریب تھا

شامل مرے بیان مین ذکرِ رقیب تھا
سننے کو اون کے کچھ ہی قصہ عجیب تھا

ملنے دیا نہ دل نے شبِ وصل یار سے
یہ مطلب آشنا ہی ہمارا رقیب تھا

پہلو ہی مین رہا شبِ فرقت خیالِ وصل
آنکھون سے دور ہوکے وہ دلسے قریب تھا

دیوانگی سے واسطہ دشمن کو کچھ نہین
جس نے کہ خاک اوڑائی تھی مین غریب تھا

وہ نامراد تھا جسے عاشق سمجھ لیا
کم بخت جسکو تمنے کہا خوش نصیب تھا

لب پر رہی صفت رخِ گلگون یار کی
گویا ریاضِ حسن کا مین عندلیب تھا

فکرِ وصالِ غیر تمہین ہمکو اضطراب
ہم سے زیادہ حال تمہارا عجیب تھا

چھیڑا بھی یار کو تو نہایت ادب کے ساتھ
مین جتنا بدلحاظ تھا اوتنا ادیب تھا

در تک وہ آگے اور کہین کو چلے گئے	شامل مرے نصیب ہین کس کا نصیب تھا

۶۵	احسان یہ زرا سا ہی احمدؐ کا اختصاص سلطان انبیا تھا خدا کا حبیب تھا	۱۳

ناز کہتا ہی جلوہ بابی اسکا	خود غرض ہی وہ بت خدائی کا
شہرہ ہی اونکی کج ادائی کا	نام نکلا ہی بے وفائی کا
ای فلک یہ سلوک ہی کیا ستم	پاؤن ٹوٹا مری رسائی کا
اک بت جنگجو سے نار لیا	خاتمہ ہو گیا لڑائی کا
وعدہ کر لیتے ہین بھول جاتے ہین	شوق ہی مشق بیوفائی کا
نخوت دلبر تجھکو زیبا ہی	تجھمین جلوہ ہی کبریائی کا
آنکھ شرما گئی عتاب کے بعد	کیا تکلف ہی کج ادائی کا
سچ یہ ہی وہ برا ہی ہی اچھا	کام جسنے کیا بھلائی کا
فیصلہ چاہتے ہین جیتے جی ہم	اپنی آہونکی نارسائی کا
روز وصل رقیب پر یارب	سایہ پڑتا شب جدائی کا
خوبرو کس طرح رہین بیکار	کام کرتے ہین دلربائی کا
مین وفادار ہون کہو مرتا ہون	نام لیتا نہ بیوفائی کا

۶۶	سنگ در ہی سے پائینگے احسان مدعا اپنی جبہ سائی کا	۷

چتون سے اشارہ ہی چین جبین کا	یون چھین لو دل کو رہی عاشق کہین کا
حسرت کی طرح درد نکلتا نہین دلسے	کہتا ہی کہان جاؤ نکلیو سا کہین [illegible]

پہونچین گے طلب کا ترے ایک تڑپ مین
ہنس ہنس کے کیا وصل کا اقرار کسی نے
جینے سے عبادت کے وہ آئے ہین دمِ نزع
وہ دل ہی مین موجود ہین لائی ہی خبر آہ

ہر چند بہت فاصلہ ہی عرشِ بریں کا
دل کہتا ہی اس نازنین سے پہلو ہی نہین کا
دیکھین گے تماشا نفسِ بازپسین کا
معلوم ہوا حال مسافر سے مکین کا

٦٧ — احسان کدہر جائین کہان چین سے بیٹھین
بیتابیِ دل نے ہمین رکھا نہ کہین کا — ٧

مجھی فراق مین کیا بیدلی کا ڈر ہوتا
بدل گئے ہین جو وہ شوخ جلوہ گر ہوتا
ہمارے خانۂ دل مین نہین ہی غیر کا دخل
شبِ وصال بہی تہی جو شرم آنکھون مین
نہین جو مجھکو پہونچانا تہا وہین یارب
وہ باوفا ہون کہ کرتا نہ بیکسی کا گلہ

تری طرف بہی نہ ہوتا تو دل کدہر ہوتا
تو دل مین حسرتِ وصل آنکھ مین نظر ہوتا
تم آتے جاتے یہان کیا کوئی خبر ہوتا
تمہین بتاؤ مجھے رنج کسقدر ہوتا
ادہر ادہر کی ہین اڑتی ہوئی خبر ہوتا
کبھی ادہر کا زمانہ اگر ادہر ہوتا

٦٩ — تا عمر ایسے ستمگر کی ہی ہمین احسان
حسین مثلِ پری نام کو بشر ہوتا — ٩

ہم سے برہم بخت کا شکوہ بہی وہ شکر ہوا
جانتے ہو تم جو صدمہ ہجر کا مجھپر ہوا
کہدیے ہم رونے نیا تیور دیکھ تو ای ضبطِ عشق
نوک کی لینے لگی سب سے جوانی کی نمود
کیا خوشی کیا رنج مجھکو ہجرِ ساقی مین ہی ایک سا

شکر کرنے کی جگہ ہی جو ہوا بہتر ہوا
ہر گہڑی کیون پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
خون دلکی حسرتون کا سینے کے اندر ہوا
شوخیون سے جوبن اونکا اور بہی خودسر ہوا
گریۂ مینا ہوا یا خندۂ ساغر ہوا

آج چھاتی سے لپٹ کر دیگئے تسکین وہ
میرے دل سے چھیڑ کی لذت ذرا جو ہے کوئی
محتسب کو بادہ خوار دن نے کہیں گھیرا نہو

تو مبارک درد سے خالی دل مضطر ہوا
ہر اشارہ اونکی مژگان کا مجھے نشتر ہوا
دیکھنا کیسا یہ غل ہنچانے کے اندر ہوا

۶۹ | بد گمانی سے ہوا جاتا ہے احسان حزین
غیر اونکی گالیان کھانے کا کیون خوگر ہوا | ۱۵

بزم میں اونکو جاکے دیکھ لیا
دل جو تڑپا تو آکے دیکھ لیا
ہم جو ہر یار سے پھر مایوس
رشک دشمن ہی جانکا دشمن
دخت رز نے کیا خراب تمہیں
چلگئے ناوک نگہ کس پہ
آہ سوزان سے پھونک گیا عالم
متحیر ہین آج جو ہیری طرح
تیری نظروں کے چل گئے ناوک
للہ الحمد اضطراب مرا
داغ حسرت نہیں ہی مٹنے کا
بیخودی میں ہمارا حال عجیب
تملا بار کا بیتا ہم کو

آنکھ سب کی بچا کے دیکھ لیا
اک تماشا بنا کے دیکھ لیا
بخت کو آزما کے دیکھ لیا
یہ بھی صدمہ اوٹھا کے دیکھ لیا
واعظو منہ لگا کے دیکھ لیا
کس کو آنکھیں اوٹھا کے دیکھ لیا
تمنے ہمکو جلا کے دیکھ لیا
آئنہ کیون اوٹھا کے دیکھ لیا
اوس نے جب سر جھکا کے دیکھ لیا
یار نے منہ دکھا کے دیکھ لیا
ہم نے بر سون مٹا کے دیکھ لیا
ہوش نے بھی نہ آکے دیکھ لیا
کو بکو خاک اوڑا کے دیکھ لیا

اور بدنام ہو گئے احسان

۱۵	رازِ الفت چہپا کے دیکھ لیا	۰

غضب ہی دیکہا نہ وصل مین بھی رخ اونکا زیر نقاب آدہا
نگاہِ شوق اپنی شوخ ہوتی تو ٹوٹ جاتا حجاب آدہا

کسیکے عارض کے مست ہین ہم پئین تو بہول ہی کی ہو پیٹے
ہمارے ساغر مین بہر دے ساقی شراب آدہی گلاب آدہا

کبہی کرم ہی کبہی ستم ہی کبہی وفا ہی کبہی جفا ہی
بہرا ہی ظالم تری نگاہ ہون مین لطف آدہا عتاب آدہا

عدو کے گہر تک نہ جانے پائے وہ آدہے رستے سے پہر کے آئے
فلک کا پورا سلوک مانین ہوا ہی گو انقلاب آدہا

کہ راز الفت کو آکے روکو قریب ہی وقت بیخجالی
کہین نہ ہو جائے غم سے کہلکر تمہارا خانہ خراب آدہا

بہا ہی دریا وہ چشم تر سے کہ ڈوبے جاتے ہین دونون عالم
گرے فلک ٹوٹ کر جو اوسمین تو ہو وہ شاید حباب آدہا

بہار جنت ہی یاد جانان ہوائے دوزخ ہی رشک دشمن
یہ دونون ملکر ہمسے ہین ہمکو ثواب آدہا عذاب آدہا

مرے گناہونکی اتنی کثرت ہزار توبہ ہزار توبہ
گزر گئے دن شام حشر آئی ہوا نہ لیکن حساب آدہا

خوشی سے سن لیتے کس طرح ہم کہ وصل دشمن کا ماجرا تہا
جگر سے فوراً اک آہ کہینچی نہ کہنے پائے وہ خواب آدہا

ہمین یہی ڈر ہی شیخ صاحب کہ پہلا دن ہی بہک نجاؤ
بہت نہین پی کے دیکھا لو تم بس ایک جام شراب آدہا
وہ نیند کا وصل مین بہانہ وہ نیچی نظرون سے دیکھنا پھر
یہ کہتی ہی چشم نیم بستہ ابھی ہی باقی حجاب آدہا
کہا بہت بہر قتل ہم نے مگر کیا تم نے نیم بسمل
یہ کیا ستم ہی یہ کیا غضب ہی سوال پورا جواب آدہا
قرار جتنا نہین ہمکو اسیقدر وہ بھی مضطرب ہی
ہمین سے بجلی نے لے لیا تھا ازل کے دن اضطراب آدہا

۱۱	نمود جوبن کی کچھ ہوئی ہی چلین وہ اچیان تن کے کیونکر جو چڑھتا دریا ہے حسن پورا تو کیون او بھر حباب آدہا	۱۷

مٹنا جو دیکھنا ہو تمہین دل کے داغ کا
دیکھو بجھا کے ہاتھ سے بجھنا چراغ کا
لکھون سمجھ سمجھ کے صفت زلف یار کی
تو سہل ہی یہ کام مگر ہی دماغ کا
کہتی ہی راہ شوق مین ناکامی نصیب
مشکل ہی نقش پا سے بھی ملنا سراغ کا
جو حسرتین ہین دل مین انہین تم نکال دو
رہنے دو اک نشان محبت کے داغ کا
صیاد بلبلون کو نہ چھوڑے بہار مین
لیکن دکھا دے دور سے دروازہ باغ کا
خالی کیا ہی یار کے جانے نے دل کو کیا
مدت ہوئی پتا نہین گھر مین چراغ کا
ای محتسب تو اپنی ہی توبہ کو توڑ دے
لیتا ہی کیون گناہ شکست ایاغ کا
تنگ آ گئے ہین درد و الم سے دل و جگر
بس اسقدر رہی حال ہمارے فراغ کا
چھالونکے گل جو دلمین تھے آہون سے جھڑ گئے
ہر صرصر نے کچھ نشان ہی رکھا نہ باغ کا

باتیں شب فراق بھلا کس سے میں کروں
خاموش ہے زبان سے شعلہ چراغ کا

۴۲ — ۱۳

سودائے عشق یار نجائیگا عمر بھر
احسان ہم علاج کریں کیا دماغ کا

مکتوب نہ آیا کوئی پیغام نہ آیا
قابو میں کسی دن دلِ ناکام نہ آیا
لو آہی گیا یار کہیں سے شب وعدہ
ایک شب کو قاتل نے پکارا سرِ مقتل
کس سے کہیں کیا کیا ہمیں افسوس ہوا ہے
پھر جاتا ہے عاشق کا مقدر ہی سے کھٹکا
واجب تھی نہ ہوگی مگر ساقی کی یہ تقسیم
لو ختم ہوئی وعدۂ دیدار کی مدت
کل ہم نے کہا یاد عاشق سے جو تم اٹھکے گئے ہو
غیروں سے پھری آنکھ نہ اُس عہد شکن کی
او دشمن جان پھر ترا اسکو بھی ہے سودا
یوں یاد ہمیں کرتے ہیں وہ بزم عدو میں

لکھا مری تقدیر کا کچھ کام نہ آیا
آرام نہ آیا جو دل آرام نہ آیا
خوش ہوں مری تقدیر پر الزام نہ آیا
ناکام رہا میں کہ مرا نام نہ آیا
پھر کر جو وہاں سے دلِ ناکام نہ آیا
پھرنا تجھے او گردشِ ایام نہ آیا
زاہد کے عوض ہاتھ میں کوئی جام نہ آیا
حشر آیا مگر یار لبِ بام نہ آیا
بیتاب ہے اب تک اسے آرام نہ آیا
افسوس ہے گردش میں بھی جام نہ آیا
اپنا دل ناکام ہے جب کام نہ آیا
دیرانی ہوئی قابلِ دشنام نہ آیا

۴۳ — ۱۵

اب بیٹھے ہوئے روتے ہو کیوں لکو تم احسان
آغاز میں اندیشۂ انجام نہ آیا

جھلکیاں لیتی ہے دل میں تری حسرت کیا کیا
دیکھکر رنگ ہوا جوشِ محبت کیا کیا

چاہنے والے کو ہوتی ہے اذیت کیا کیا
وہ جو آئے ہیں تو آئی ہے طبیعت کیا کیا

غیر کو پیار سے چھیڑا ہی کسی لئے بزم
پہوٹ کر روئی ہی ناکامی قسمت کیا کیا

مجھسے ملتا رہا اچھے ہی حسینون کا خیال
ورنہ رہ رہ کے ستاتی شب فرقت کیا کیا

بخت ہی ہمکو بتا دے جو بنا ہی ہمدرد
آنے والی ہی محبت مین مصیبت کیا کیا

فتنۂ حشر ہی سے پوچھ لے جا کر کوئی
تیری رفتار نے ڈہائی ہی قیامت کیا کیا

تم اسے آکے نکالو تو مجھے چین آئے
دلمین بیٹھی ہوئی تڑپاتی ہی حسرت کیا کیا

کچھ بتاؤ تو سہی بات بناؤ تو سہی
تم کو مجھسے مرے دلکی ہی شکایت کیا کیا

اتنو جب جاتے ہین منہ پھیر لیا کرتے ہین
دیکھیے اور دکھائے ہمین قسمت کیا کیا

یار کی آنکھ سے پوچھو لگا مین اتنا تو ضرور
تو نے کی ہی دشمن کی مروت کیا کیا

کچھ تمہین نے مجھے مجبور بنا رکھا ہی
ورنہ قابو سے نکلتی یہ طبیعت کیا کیا

میرے مرنے سے بھی غصہ نہ گیا اونکا ذرا
تیوریان چڑھتی ہین آکر سر تربت کیا کیا

فتنہ انگیز ہی یار کی شوخی شب وصل
ایک نہ ایک بات پہ آئی ہی قیامت کیا کیا

دل کو پہونکا ہی کبھی ہمکو جلایا ہی کبھی
جلوۂ یار نے کی ہم سے شرارت کیا کیا

۴۴	دردِ دلمین وہ نہین ٹیس جگر مرزا احسان ہر جگہ رنگ بدلتی ہی محبت کیا کیا	۱۸۵

کیا ابھی باقی ہی کچھ رونا مری تقدیر کا
زخم پہ ہنستا ہی کیون سوفار تیر کا

آج شکوہ سنکے عالم ہو گیا تصویر کا
یار ہی خاموش کیا کہنا مری تقریر کا

اوسکی خاموشی بھی خوش آئی ہی مجھکو قدر
دوڑ کر منہ چوم لیتا ہون تری تصویر کا

عرش ہل جائے تو البتہ دل اوسکا بھی ہلے
ورنہ یون قائل نہین مین آہ بے تاثیر کا

مجھ گرفتار محبت کا کیا سب نے ادب
پاؤن پڑنا دیکھ لو تم پاؤن کی زنجیر کا

ہم تجھی سے پوچھتے ہین کیا برا ہی اے فلک — کام بن جاے اگر بگڑی ہوئی تقدیر کا

میرے پہلو مین رہے برسون کب اسکی ہی امید — بیٹھ جانا ہی غنیمت ہی تمہارے تیر کا

پوچھتی ہی آہ کس بیدرد کے گھر کا پتا — ڈھونڈھتا ہی کسکو نالہ عاشق دلگیر کا

مسکراہٹ کی ادا کیا کیا ہی ہونٹون نے عیان — کسقدر ہنسمکھ ہی چہرہ یار کی تصویر کا

اس اسیری سے تو اچھی ہو چکی دیوانگی — اور سودائی بنا دیتا ہی غل زنجیر کا

مشق ناوک افگنی کی کیا ضرورت ہی تمہین — سیکھ لو برچھی لگانا ہو لئے لگانا تیر کا

تم سے ناکامی کا شکوہ کیا کرین عاشق ہین تو — چھوڑ رکھا ہی خدا پر فیصلہ تقصیر کا

پیار کی باتون مین آجاتا ہی غصہ بھی انہین — گالیان دیکر چکھا لیتے ہین مزہ تقریر کا

دل لئے میری بیخودی کی اونکو پہنچا دی خبر — اب وہ کیا آئین گے موقع ملگیا تاخیر کا

۷۵ — صبر کر احسان اس فریاد سے کیا فائدہ / عیش ہو یا رنج سارا کھیل ہی تقدیر کا — ۱۹

تردد عشق ابرو مین نہین کچھ حل مشکل کا — کھلے گا ناخن شمشیر سے عقدہ مرے دل کا

گلے سے میرے لپٹی کیا بر آیا مدعا دل کا — خدا رکھے سلامت ہی عجب دم تیغ قاتل کا

فلک پر گرم ہی بازار شور نالۂ دل کا — سر گردون کٹورا بج رہا ہی ماہ کامل کا

دکھایا بخت نے آئینہ دل کو تیغ قاتل کا — تماشا ہی کہ طوطی بولتا ہی مرغ بسمل کا

ہزارون حسین موجود ہین لاکھون تماشائین — ہمارے دل مین لطف آتا ہی اونکو اپنی محفل کا

دکھائیگا جو وہ مہ جوبن اپنا بام پر چڑھکر — اوتر جائیگا چہرہ رات بھر مین ماہ کامل کا

رہے معشوق پیش پیش عاشق تو چھپا ہی — چراغ حسن کو زیبا ہی روغن آنکھ کے تل کا

تہ خنجر کہین میرا تڑپ اوٹھنا نہ گھبرا دے — خدا حافظ بہت ہلکا ہاتھ ہی میرے قاتل کا

کھلی ہیں حسرت دیدار قاتل میں مری آنکھیں
دکھاتی ہیں تماشا پتلیاں بھی رقص بسمل کا

لگی میری سمجھا شاید وہ گھر سے دوڑ کر آئے
مبارک ہو گیا میرے لیے جلنا مرے دل کا

خدا دے شرم میری سخت جانی کو کہ زندہ ہوں
گلہ دست اجل کا ہے نہ شکوہ تیغ قاتل کا

نکلنے ہی نہ پائے تھے کہ سینے سے پہنچے عرش پر نالے
گھڑی بھر میں ہوا طے گو سفر تھا لاکھ منزل کا

ترے سودائے محبت کو اگر سینے میں پنہاں ہو
جگر کا داغ بن جائے پھپھولا ہو مرے دل کا

مرے دل تک بھی آنا ہے گھر سے اس کو مشکل
نزاکت کچھ رہی ہے فاصلہ ہے لاکھ منزل کا

اسیروں سے ستم اٹھوائے ہیں ظالم نے کچھ ایسا
ہمارے پاس فریادی نہ ہو نالہ سلاسل کا

محبت سے گلے میں ڈال دیں باہیں جو دشمن نے
کلیجا پھٹ گیا دو ہاتھ اک بوسے سائل کا

تماشا ہے ہر طرف نازنیں آنکھیں لیے بیٹھے ہیں
بدلنے آئے ہیں اندازہ عاشق کی محفل کا

دل مضطر کو وہ چھینیں تو چھینیں پر یہ آنکھوں سے
پتا ملتا ہے ان رمزوں کو میری غزل کا

۱۳	کدورت سے اگر احسان والوں کو بھلا کرتا ہے ملا دوں خاک میں ارمان وہ حسرت بھرے دل کا	۵۶

کس طرح بار عشق اٹھایا نہ جائیگا
کیا یہ بھی کوئی غم ہے جو کھایا نہ جائیگا

دل میں خیال دوست تمنا ہو مقیم
یہ بھید ہم سے گھر میں چھپایا نہ جائیگا

دل لو کہ جان لو کہ جگر لو کہ صبر و ہوش
تم سے یہ کوئی مال چھپایا نہ جائیگا

راز نہفتہ ہے کوئی تیرا خیال بھی
دشمن جو آئیگا تو بتایا نہ جائیگا

اللہ رے رشک دیکھ لیا ہے جو یار کو
کہتی ہے آنکھ دل کو بتایا نہ جائیگا

مدفن تک آؤ میرے جنازے کے ساتھ ساتھ
کیا تم سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا

آنکھیں تری کرشمے دکھاتی ہیں صلح میں
جادو تو آج کوئی جگایا نہ جائیگا

ای چشمِ شوق روک نہ دیدارِ یار سے
تیری بلا سے ہوش مین آیا نجائیگا

بے پردہ کردیا تمہین جوشِ شباب نے
پھر ہم کبھو گے سامنے آیا نجائیگا

رسوا کرین کسکو لہو روکے کس طرح
دامن مین ہم سے داغ لگایا نجائیگا

آئے ہین وہ یہ کہتے ہوئے میری بزم مین
پہلو مین آج کوئی بٹھایا نجائیگا

محفل یہ شام ہی سے ہوا اونکی شبِ وصال
ہم روٹھ جائینگے تو منایا نجائیگا

۷۷ احسان وان پہونچکے تڑپنا تو سہل ہے
مشکل مگر یہی ہے کہ جایا نجائیگا ۱۱

مجھے پہلے تم اک نظر دیکھ لینا
جدھر چاہنا پھر ادھر دیکھ لینا

جس آنسو کو تم آنکھ مین دیکھتے ہو
ابھی تم اوسے خاک پر دیکھ لینا

تمہارے شہیدِ محبت کا لاشہ
پڑا ہی سرِ رہگذر دیکھ لینا

نہایت ہی آسان مٹنا ہمارا
مٹے گا نہ داغِ جگر دیکھ لینا

عدو اور ہم بیٹھے ہین دونون جناب
ادھر دیکھکر پھر ادھر دیکھ لینا

محبت کا بیمار دم توڑتا تھا
اب آئی ہی ہوگی خبر دیکھ لینا

غلط ہی کہین گر پڑا یار کا خط
کوئی نامہ بر کی کمر دیکھ لینا

وہ کہتے ہین آئین تری لیے ٹھیرین
نہ باور ہو تو کھینچکر دیکھ لینا

حیا سے لڑیگی شبِ وصل شوخی
تماشا یہ تم رات بھر دیکھ لینا

تمہاری نگہ کسنے بدلے کھڑے ہین
جوانی کا صدقہ ادھر دیکھ لینا

نہ بولیگی احسان تصویر اوسکی
کسی روز منہ چومکر دیکھ لینا

وہ پوچھتے ہیں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا
دل میں خلش عشق کا ساماں نہیں دیکھا

کیا چھیڑ ہی پوچھے ہی جو کوئی تو یہ کہیے
کیوں پوچھتے ہو مجھ سے شب وصل کی باتیں

معلوم تو ہو دست جنوں کس کا ہے کیونکر
ناقی نے غزل جو کھینچی تو وہ بولے

منہ دیکھ کے آئینے میں نخوت ہوئی انکو
اور بھی انداز ہیں انکے مگر اک ناز

سو بار پتا آئے گئے وہ دیوانہ غافل
میرے ہی سبب خار ہیں کیوں پہلو کے ہمنا

وہ لطف شب وصل سے واقف نہیں تک
ہم تمکو دکھاتے ہیں پھر اس دل کا تڑپنا

ہو لطف جو ہوئے بھی کہیں ہاں نہیں دیکھا
رہ جائے کوئی ٹوٹ کے پیکاں نہیں دیکھا

ہمنے کئی دن سے تجھے گریاں نہیں دیکھا
کیا حوصلۂ حسرت و ارماں نہیں دیکھا

دامن نہیں دیکھا کہ گریباں نہیں دیکھا
ایسا کسی تصویر کو حیراں نہیں دیکھا

خود کہتے ہیں اس حسن کا انساں نہیں دیکھا
یوں تیری طرح جانکا خواہاں نہیں دیکھا

تو نے ابھی کچھ اے دل ناداں نہیں دیکھا
کیا ہجر کا گھر اے شب ہجراں نہیں دیکھا

حسرت بھرے دل کا ابھی ارماں نہیں دیکھا
پھر کھولا وہی ناز سے ہاں ہاں نہیں دیکھا

۱۵	احسان وہ خوش ہیں مجھے مٹی میں ملا کر اس جور و ستم پر بھی پشیماں نہیں دیکھا	۷۹

شکوہ نصیب کا نہ گلہ آسمان کا
دیکھا نہ خوب رو کوئی اس آن بان کا

قسمیں بہت نہ کھاؤ مکر جاؤ گے ابھی
پہلو میں لا کے کون اٹھائیگا یار کو

وہ مدعی کے ساتھ شب بادہ میں پئیں
یہ داغ بھی دیا ہوا اک مہربان کا

اچھا بتاؤ بھی مرے بانکے جوان کا
کس کو ہوا اعتبار تمہاری زبان کا

اٹھتا نہیں ہے درد بھی مجھ ناتوان کا
دیکھا نجائیگا یہ ستم آسمان کا

۸۱	احسان لائیگا کوئی آفت یہ دل ضرور دل آیا تھا کل اوسنے مگر آج پھر گیا	۱۵

دیکھیں گے آسمان کہانتک ستائیگا
اوس کا یہی ہے رحم کہ ہمکو ستائیگا

تنہا نجائیے پاؤ گے تم بزم غیر مین
رشک رقیب کم نہین ہوتا کسیطرح

باہین گلے مین ڈال کے بیٹھو نہ شب وصال
تقدیر کو بگاڑ کے وہ کیا بنائیگا

مدت سے کوے یار مین بیٹھے ہوے ہین ہم
اوسکی یہی ہے صلح کہ آنکھین لڑائیگا

کہنا زسے وہ کہتے ہین ارمان وصل کو
ٹھہرے رہو کہ دل بھی مرا ساتھ جائیگا

حیرت کھڑی رہیگی نگاہ ہو نکے روبرو
کب تک مرے جلے ہوئے دلکو جلائیگا

دیکھنگے سب کہ زخم سے جو ہوگی دل لگی
ہم تم ملے رہین گے تو لطف اور آئیگا

دل کی تڑپ کو دیکھنے آتے نہین جو تم
کب آسمان خاک مین ہمکو ملائیگا

حسرت وصال یار کی لکھی ہے ہجر مین
دل ہی مین رہنے دو یہ بہت کام آئیگا

دردِ فراق یار کا شکوہ اسی سے کیا
دیکھے گا جو تمہین وہ تماشا دکھائیگا

یون کم نہ ہوگا دردِ محبت شب فراق
سوفار تیر یار بہت مسکرائیگا

وقتِ خرام ساتھ رہے فتنہ بھی کوئی
کیا پوچھنے کے واسطے عشق بھی نہ آئیگا

خوش ہوگا وہ جو سینے سے مجکو لگائیگا

یہ دل کی پھانس نکلے بہت دل دکھائیگا

سمجھا کے تم کہو گے تو ہان مان جائیگا

تمکو مری لحد کا ٹھکانا بتائیگا

	احسان آج کہتے ہین وہ روبروے غیر روٹھینگے ہم تو پھر کوئی کیونکر منائیگا	

۸۲	ردیف یائے تازی	۱۹

موجِ صہبا جو ہوئی ہم نفسِ جامِ شراب
سبزہ چرخ کو سمجھا مین خسِ جامِ شراب

کیا فلک سیر ہے رندو ہوسِ جامِ شراب
مہر و مہ ہین نہین پیش و پسِ جامِ شراب

رات بھر بزم مین چلنا کبھی پھرنا اوسکو
گر کھڑا آتا نہین پاسِ فرسِ جامِ شراب

دل کی خواہش ہے ملے بوسہ چشمِ ساقی
رند بیکس ہین نکیون ہو کسِ جامِ شراب

دل کو لیجائیگی اکدن نگہِ دزدیدہ
تا لبجا گشت کریگا عسسِ جامِ شراب

بنکے تنکا کبھی محفل مین جو رکھو تمین قدم
دور پھینکے وہ مجھے مثلِ خسِ جامِ شراب

وقت کا جم ہے وہ جس رند کے سر پر بیٹھے
کم ہما سے نہین ہرگز مگسِ جامِ شراب

بادہ خوارو یہ حیا ہی نہین تم لیتے ہو
دیکھو منہ کہولے ہوئے ہے ہوسِ جامِ شراب

جور کرتے ہو عبث محتسب شیشے کو
سر تمہارا ابھی نہ توڑے عسسِ جامِ شراب

آج خورشید جمالون کا مین آئینہ ہون
کہہ رہا ہے لبِ آتش نفسِ جامِ شراب

کسکو ہو تجھے خبر قافلہ کیف و سرور
کون سنتا ہے صداے جرسِ جامِ شراب

اوس طرف عکس یہ ساقی کی ہتیلی کا نہین
رنگ مے چھوٹ کے نکلا ہے پسِ جامِ شراب

ہون وہ بلبل کہ ہے دانہ مجھے ہر قطرۂ مے
[illegible] ساقی کی ہتیلی قفسِ جامِ شراب

آفتاب اپنے زمانے مین ہے انگور کی شکل
اب تو اک یہ بھی ہوا دسترسِ جامِ شراب

آنکھ ساقی کی ہوئی بند کھلی آنکھ اپنی
اس ادا سے بھرے ہے جام بسِ جامِ شراب

خط نمایان ہے جو ساقی کے لبِ میگون پہ
دلمین رندونکے کھٹکتا ہے خسِ جامِ شراب

قبل مے آنکھ کا بوسہ جو دیا ساقی نے
ہوئین آنکھین بھی شریکِ رسِ جامِ شراب

آج لبریز ہو کس کا پیالہ دیکھین
نہین محفل مین وہ مست ہوسِ جامِ شراب

بزم مین دیکھتا ہون یار کی آنکھین احسان

٨٣	کس قدر دل مین بہری ہی ہوس جام شراب	١٢

مصرع اول	مصرع ثانی
اوٹہین گے راہ عشق مین مثل غبار کب	آنکہون سے ہم لگائینگے دامان یار کب
ٹھہرا ہی آج وعدۂ فردا پر اونکا وصل	آئیگا حشر ای مرے پروردگار کب
مجہسے شب فراق ہی کہہ رہا ہی دل	تم کو نہین صبر تو ہم کو قرار کب
آئینہ بہی دکہا او ٹوکتے ہین ناز سے	اسطرح جائیگا مرے دلکا غبار کب
مدت گزر گئی کہ پڑے ہین مزار مین	ای صور حشر ہوگی ہماری پکار کب
محو اونکو کر دیا ہی ترے شوق دید نے	امید کی سنینگے اب امیدوار کب
چاہین تو دل کو پہیر لین اونکیطرف سے ہم	اس جبر پر بہی ہمکو نہین اختیار کب
پہونچا کبہی جگر مین کبہی دل مین آگیا	ٹھہرا کہین یہ درد دل بیقرار کب
پوچہے کوئی اذیت الفت کے ہمسے لطف	راحت اوسے سمجہتے ہین ناکردہ کار کب
رخصت تو ہو چلے وہ مرے گہر سے صبح وصل	دل اتنا بڑہکے پوچہ لے آؤگے یار کب
اللہ رے بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہین	پہلو سے لیگئے وہ دل بیقرار کب
اب کیا ہوا جو ڈہونڈہتا پہرتا ہی کو بکو	دلکو تلاش یار تہی یون بار بار کب

٨٤	احسان جوش پر ہین طبیعت کے ولولے ہوگی نصیب لذت بوس و کنار کب	١١

مصرع اول	مصرع ثانی
کیا اور کچھ ہماری وفا کا نہ تہا جواب	کہنے پہ برا کہا ہمین اچہا دیا جواب
آیا نہ ذہن مین کوئی حسرت بہرا جواب	ہمسے کسیکے خط کا نہ لکہا گیا جواب
دل نے بتا دیا اونہین رشک عدو کا حال	نادان تہا ذرا نہ سمجہکر دیا جواب
بوسہ دہن کا مانگتے ہی ہوگئے وہ چپ	اک عرض مدعا نے کیا اونکو لاجواب

قاصد سے بدگمان ہوں کیوں اوسنے کہہ دیا | لایا نہ تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب

پانی سے جب بنا نہ نشانِ دہانِ تنگ | تصویرِ یار بول اوٹھی ہیں ہوں لاجواب

کہتے ہو تم کہ عشق میں مرتا نہیں کوئی | تو ہمنے زیست کو تو دے دیا جواب

تمنے سوال وصل کو سنکر کہا ہے ہان | اللہ اب نہیں نہ ہو بس ہوگیا جواب

شکوہ زبان سے نہ نکلنے دیا کوئی | منہ بند کر کے تمنے کیا مجھکو لاجواب

وہ اپنا منہ چھپائے ٹہلتے ہیں بام پر | آنکھوں نے دل پہ پوچھا ہے کیا ملا جواب

٨٥ — خنجر بکف وہ کیوں نہ ہوے سنکے شوقِ قتل / احسان اس سوال کا مشکل تھا جواب — ٧

لکھا نہ جائیگا تری تحریر کا جواب | کس سے رقم ہوا خطِ تقدیر کا جواب

آئینہ خانہ ہے مجھے گھر شوقِ دید میں | حیرت سے ہوں میں یار کی تصویر کا جواب

تمنے برا کہا تو شکایت نہیں مجھے | یہ سب ہے میری خوبیِ تقدیر کا جواب

لکھنے سے پہلے آج اونہیں سے نہ پوچھ لیں | کیا ہے تمہاری شوخیِ تحریر کا خواب

وعدہ ہو مجھسے جائیں وہ دشمن کی بزم میں | تقدیر غیر ہے مری تدبیر کا جواب

تڑپا نہ تیرا دل مرے دل کیطرح کبھی | آہوں سے ہو سکا نہ ترے تیر کا جواب

٨٦ — لکھا ہے خط میں اوس لئے کہ ہر گز نہ آئینگے / احسان ہے یہ نامۂ تقدیر کا جواب — ١٣

ردیف باے فارسی

صبحِ وصال جائیں اگر میرے گھر سے آپ | سمجھا دیں حشر تو انکو ذرا اپنے گھر سے آپ

سر پھوڑ کر نہ ہی مر گئے ہم سنگِ در سے آپ
اسباب تھا گلہ کہ نکلے نہ گھر سے آپ

دو بیقرار دل کیے خدا جانے کیا کرین
رکھین علیحدہ مرے دلکو جگر سے آپ

کیونکر تمیز دوستی و دشمنی نہین
دیکھین تو مدعی کو ہماری نظر سے آپ

مجکو نہ آسمان کا شکوہ نہ بخت کا
رہتی ہین دور دور دعائین اثر سے آپ

بانہی جو بھی کمر کہین جانیکے واسطے
باندہین ہمارے ہاتھ بھی اپنی کمر سے آپ

کیا خوش کرینگے دلکو ملاقات راہ کی
کیا فائدہ ادہر سے چلین ہم اودہر سے آپ

کہدے مری طرف سے کوئی اونکے کانمین
کیون اتنے بے خبر ہین کسی بیخبر سے آپ

ایسا بھی بیقرار نہوگا کسی کا شوق
پہلے وہان پہنچ گئے ہم نامہ بر سے آپ

دل نذر بھی کیا تو وہ بولے غرور سے
یہ تحفہ لیکے آئے یہان کسکے گھر سے آپ

مطلب کی چال چلکے اونہین لا نچے پھر
یہ کہکے جائین غیر کے گھر کو ادہر سے آپ

اونکی نگاہ ہو نہین تو سمایا ہو اغیر
وہ کہین گئے اپنا حال ہم اپنی نظر سے آپ

۸۷	احسان نقش سجدہ آئے تو گھر سے اب اپنے گھر کو پہر چلے ایسے سفر سے آپ	۱۱

سنگِ جور و ستم لگا کر آپ
پہوڑ لیے ہین مرا اسقدر آپ

خلشِ عشق کی ملے لذت
میرے سینے مین رکہدین نشتر آپ

ہر ادا نے بتادیا ہمکو
سیکڑون مین ہین ایک دلبر آپ

مجکو بیخود بنا کے کہتے ہین
آپ سے ہوگئے ہین باہر آپ

حال میری تڑپ کا کہلجائے
ہاتھ رکہین تو اپنے دل پر آپ

وعدۂ وصل کا یقین آجائے
ہاتھ رکھدین ہمارے سر پر آپ

دلمین رہنے کا حال جان لیا
آپکے جان نثار دل سے ہم
لطف دیتی ہی لذتِ آزار
خاک مین مل چکا تھا مین ناکام

لوٹنے آئے ہین مرا گھر آپ
ہم غریبونکے بندہ پرور آپ
مجکو کہالنے دین زخم خنجر آپ
اور آتے اگر نہ دم بھر آپ

۸۸
کیا سزاوار اسی کا ہی احسان
گالیان دیتے ہین جو اکثر آپ
۱۱

ردیف تاے فوقانی

دل عرش کبریا ہی کہ دولت سراے دوست
دل ہی جگر ہی جان ہی سب ہین برائے دوست
نکلی نہ آرزو دل پر داغ سے کبھی ۶۶
پیکانِ تیر دل ہی مین رہتا تمام عمر
پہونچین گے جلوہ گاہ مین جنت کو چھوڑ کر
ناکامیِ نصیب کہانتک رہیگی ساتھ
ایفائے وعدہ کا نہ خیال آئیگا او نہین
ای رشک تونے یہ بھی اجازت نہ دی ہمین
شکوے کے بدلے شکر رہے گا زبان پر
آنسو نکل پڑے جو کبھی ذکر آگیا

اس گہر سے روز آتی ہی ہمکو صدائے دوست
راضی ہین ہم اوسیمین جو کچھ ہی رضائے دوست
جلتی ہی اس چمن مین ہمیشہ ہوائے دوست
کم بخت کی خلش مین وہی ہی جفائے دوست
مانین گے روز حشر نہ محو لقائے دوست
کام آہی جائینگے کبھی نازو ادائے دوست
تقدیر کہہ رہی ہی یہی ہی وفائے دوست
سنتے زبان غیر ہی سے ماجرائے دوست
راحت ہمین اسی مین ہی ہمکو ستائے دوست
انکہو نسے ٹپکنے کوئی نہین آشنائے دوست

احسان عشق مین رہے بیگانہ سب سے ہم

٨٩	جانا کبھی نہ غیر کو ہمنے سوا دوست	١١

بجا ہیگی دلسے تمہاری محبت
کہ ہی جان سے بڑھکے پیاری محبت

شب وصل جب کچھ کہا تو وہ بولے
اسی بات کی ہی یہ ساری محبت

وہ چھوڑیگی عاشق کو بدنام کرکے
کریگی نہ کچھ پردہ داری محبت

وہ اوٹھنے لگے دلکو ٹکڑے جسد میں
ابھی اور ٹھہرو پکاری محبت

ستم یہ اوٹھاتے جفائین نہ سہتے
نہوتی جو ہمکو تمہاری محبت

دکھائینگے تمکو اثر جذب دل کا
تمہین کھینچ لیگی ہماری محبت

ہوا خون دلکا مرے رفتہ رفتہ
مگر ہیچ ہی یا گھٹاری محبت

محبت سے مل جلکے دشمن رہینگے
ہماری تمنا تمہاری محبت

عدو کے تڑپنے کا افسوس کیا ہی
کہ مطلب کی ہی اوسکی ساری محبت

ذرا آکے دیجاؤ دلکو تسلی
بنی جاتی ہی بیقراری محبت

٩٠	کلیجے سے احسان رکھون نہ کیونکر کہ ہی میرے پیارے کی پیاری محبت	١١

رچھونے نے ہنسی کی لب سوفار کی کیا بات
ڈلوا دیا لہو ناوک دلدار کی کیا بات

ہم سے نہ کہلی شوخی گفتار کی کیا بات
باتین نہ کبھی کین دہن یار کی کیا بات

کس شوق سے آنکھو نمین کٹی اپنی شب وصل
سو یا نہ ذرا طالع بیدار کی کیا بات

کہتے ہین وہ ہر بار نہ آئین گے کبھی ہم
اس بخت کی اس صفت کی تکرار کی کیا بات

کہنے سے نہ چھوڑا کوئی مطلب ہے آگے
ای شوخ ہمارے لیئے اظہار کی کیا بات

نالان ہین یہی ہے پوشیدہ کچھ انداز نہین ہے
انکار ہی نکلا تری اقرار کی کیا بات

ٹھہرے ہین ہمین قابل بیداد خوشا بخت
کی وصل مین کیا کچھ تری آنکھون نے لگاوٹ
کھوا ہی لیا یار سے آنے کو لب بام
بول اوٹھتی ہی آگے مرے تصویر کسیکی

لڑتی ہی ہمین سے نگہ یار کی کیا بات
غافل نہوا اس دل ہشیار کی کیا بات
جذب اثر حسرت دیدار کی کیا بات
چپ رہتی نہین شوخی گفتار کی کیا بات

۹۱	نکلی جو مرے دل سے گئی چرخ تک احسان ٹھہری نہ کہین آہ شرربا کی کیا بات	۹

روکے اوسے دل ہر اگر آئے طبیعت
تم کیا نہین آسے کہ تصور ہی نہ آیا
بن ٹھن کے خدا کے لیے محفل مین نہ بیٹھو
ہمدرد سے ہو جاتی ہی تکلیف بھی آسان
جس بات کا غم تھا وہی اب سامنے آیا
ہر روز کا جانا ترا کب تک یہ رہیگا
عاشق کو نصیحت کا اثر ہو نہین سکتا
مٹنا ہو تو مٹجائے سنبھلنا ہو تو سنبھلے

ایسا نہو قابو سے نکل جائے طبیعت
کس طرح اکیلے مین نگھبرائے طبیعت
اچھا نہین دشمن کی جو آجائے طبیعت
خود آپ تڑپ کر مجھے تڑپائے طبیعت
کہنا ترا فرقت مین ہمین یاد آئے طبیعت
اونکو بھی کبھی کھینچ کے لے آئے طبیعت
بیٹھی ہوئی دلکو مرے سمجھائے طبیعت
حسرت کی طرح پاون نہ پھیلائے طبیعت

	چھوڑین نہ کبھی ہم ورد اُنکے مضامین احسان زری دیر جو لڑ جائے طبیعت	

۹۲	ردیف تاے ہندی	۱۱

گردن سے رہی خنجر قاتل کی لگاوٹ
کام آہی گئی عاشق بسمل کی لگاوٹ

بانو لگانہ مین خوبی تقدیر کا احسان — ساتھ اونکو لگا لائی مرے دلکی لگاوٹ

مین شوق شہادت مین ہوا جاتا ہون بیخود — جادو تو نہین خنجر قاتل کی لگاوٹ

کل غیر کی محفل مین تھے تم آج یہان ہو — دیکھی کشش الفت کامل کی لگاوٹ

آبیٹھے ادہر پہلوے دشمن سے تم اوٹھکر — انصاف ہوا اچھی ہی کس دل کی لگاوٹ

اچھا نہ ملے سونگھنے کو زلف معنبر — کچھ مانگ ہی لیگی ترے سائل کی لگاوٹ

یون بزم عدو مین کبھی جانیکو نہ تھے ہم — لے آئی کسی رونق محفل کی لگاوٹ

لو دیکھنے آئے ہین وہ غفلت کا تماشا — ہشیار سے اچھی رہی غافل کی لگاوٹ

تڑپائیگی تمکو بھی مری طرح کسی دن — بیکار سمجھنا نہ مرے دل کی لگاوٹ

وہ تیغ بکف سامنے آجاتے ہین اکثر — خنجر سے چلی جاتی ہی بسمل کی لگاوٹ

۱۳	احسان سنبھالا دل بیتاب کو ہر چند تڑپا ہی گئی ناوک قاتل کی لگاوٹ	۹۳

لاکھ چاہا ہوئی نہ اچھی چوٹ — پھر اودھر آئی ہے مرے دلکی چوٹ

عشق بیمار ہی بیاری اسکی چوٹ — ہمنے دلمین چھپا کے رکھی چوٹ

دل جگر دونون ہوگئے بیتاب — اپنے غمزے کی تمنے دیکھی چوٹ

صدمۂ عشق مین ملا جو مزہ — دل یہ کہتا ہی اور پڑتی چوٹ

اس سے بڑھکر ہی کونسی نعمت — شکر کرکے مزے سے کھائی چوٹ

پھر کیا مضطرب کسی نے ہمین — پھر نئی ہوگئی پرانی چوٹ

عشق کرتے ہی ٹھگ گئے عاشق — کس قیامت کی تھی یہ پہلی چوٹ

خود اودھر کر جگر کو ملنے دے — چوٹ آئے ہمارے دلکی چوٹ

مرے گھر سنگ تفرقہ پھنکے
سر کو ٹھوکر لگا کے کہتے ہین
نگہہ یار ہی بہت بانکی
ہاتھ رکھکر ہمارے دل پر وہ

ایفا کئے نے مجھسے بھی کی چوٹ
کیون پسند آگئی یہ اچھی چوٹ
ہمسے رو کی گئی نہ اوسکی چوٹ
کہتے ہین ہو گئی اب اچھی چوٹ

پھیر لو او نسے اپنا دل احسان
کس سے اوٹھے گی مدعی کی چوٹ

۹۴	ردیف الثاء	۱۵

قسمت ہی ہو عدو تو دعائے سحر عبث
پہونچا کرے جگر کی طرف ہی کبھی کبھی
تدبیر وصل یار کی کرنی تھی کچھ اوسے
ہم سر جھکائے دیتے ہین کھینچو تو تیغ کم
اپنا کبھی نہ ہو گا حسینون کا دوستدار
اگر تجھے نکالدیگا خیال یار
جو کچھ کیا نصیب نے یا رشک غیر نے
سینے مین دلکی پھانس جو بنتا تو خوب تھا
در پر ہی ہمکو مرنے دیا جب نہ آپنے
ناکام رہکے کھوئے گئے یار کے حضور
لکھا ہی جو نصیب مین عیش آئیگا وہی

نالے فضول آہ رسا کا اثر عبث
بیٹھا ہوا ہی دل مین خدنگ نظر عبث
غافل پڑا ہوا ہی دل بے خبر عبث
تھوڑے سے کام کے لیے باندھی کمر عبث
اوٹھ اوٹھکے دلسے ملتا ہی درد جگر عبث
ای غم بنا لیا ہی مرے دل مین گھر عبث
افسوس کسیکو مرے حال پر عبث
رہتا ہی دور دور خدنگ نظر عبث
ٹھوکر لگانے آئے سر رہگذر عبث
ہمنے شب وصال مین باندھی کمر عبث
فکر عدو عبث گلۂ نامہ بر عبث

آرام پائیگا نہ مٹا کر ہمین کبھی
پہلو مین مین چھپائے ہوے تھا اک آفتاب ہے
جب جی مین آئے قتل کرے بڑھ کے شوق سے

یہ فکر ہی سپہر کو شام و سحر عبث
ہمنے مٹا دیا مرا داغ جگر عبث
ہمسے کشیدہ رہتی ہی تیغِ نظر عبث

احسان سچ ہی فقر کی دولت ہی لازوال
ملجائے سلطنت بھی کسیکو مگر عبث

۶۵	ردیف جیم عربی	۱۷

اوٹھتا ہی مثلِ درد جو ہر دم غبار آج
ہونیکو ہی جو آہ و فغان کا اوبھار آج
یا وصل مرگ ہو مجھے یا وصلِ یار آج
پائی جگہ فراق مین زیرِ مزار آج
فرقت کی رات حشر کے دن سے بھی ہی دراز
وہ چھپ رہے سمجھکے طلبگار وصل کا
ڈہونڈھتا ہون نکل گیا ہی مرا صبر کس طرف
اللہ رے تاسفِ یارانِ رفتگان
حسرت نہین نکلتی نہ نکلے مگر کہین
وعدہ کی شب ہی عیش مین پڑ جائیگا فتور
آئینے لے جو سامنا روکا تو رہ گئے
نامے کے لکھ رہا ہی دل اپنا شبِ فراق

کیا مر مٹا ہی کوئی ترا خاکسار آج
لیتا ہی چٹکیان مرے دلمین قرار آج
ہو جائے مجھ تو ای مرے پروردگار آج
مٹی مین ملگیا ترا امیدوار آج
کچھ کو بھی کرے نہ مرا انتظار آج
ذلت سے مرے کیا مجھے لے اعتبار آج
ٹھہرے جو کوئی دم کو دل بیقرار آج
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج
ارمان ہی کو ای غمِ دوری بہار آج
دلمین ہمارے جمع رہے انتشار آج
اپنا سا لیکے منہ ترے امیدوار آج
لازم ہی چڑھکے عرش پر اوسکو پکار آج

کیا شام ہی سے صبح کی نوبت ہی وصل مین
آواز آرہی ہی کوئی بار بار آج

آتا ادہر ہی اپنے غریبونکی خاک پر
ہم بھی پڑے ہین راہ مین اے شہسوار آج

کیفیت شراب وہی ہی نگاہ مین
آنکھون مین رہگیا ہی جو کل کا خمار آج

کیا آکے دیگا بوسہ لب نزع مین کوئی
ہونٹون پر آرہا ہی جو دم بار بار آج

۹۶ احسان یہ ستم ہی پہر خدا مجھے
کل سو رکھائیان نہین ہونگی ہزار آج ۱۷

غافل ہون مین شرمندہ ہو او بت کی نظر آج
جذب اثر شوق ادہر ہی نہ ادہر آج

مہمان ہوا ہی بت بدخو مرے گہر آج
روکے ہوئے فریاد کو او درد جگر آج

ملتا ہی گلے لگکے جو رو رو کے جگر آج
کرتا ہی اسے بھی ترے کوچے کا سفر آج

دیکھیے کر ظلم ای فلک تفرقہ پرداز
کل وصل کی وہ شام یہ فرقت کی سحر آج

وہ کہتے ہین ٹہر جائینگے ہم کہتے ہین اچھا
مجبور ہین کرتی ہی ادہر اٹھکے نظر آج

بیتاب نہو جاؤ تو بیتاب نہ کہنا
ہم تمکو دکھاتے ہین دعاؤن کا اثر آج

عاشق ہی ہین جب تو رہے کیون کوئی دلسوز
مٹ جائیگا مرے ساتھ مرا داغ جگر آج

اب مجھسے ملا دیگا خدا ہی مرے دلکو
گم ہو گیا آئی ہی کہین سے یہ خبر آج

مانا کہ نہ کچھ پوچھا حالت مری لیکن
پھر کھلوا دسی ناز سے آئے ہو ادہر آج

ارمان تو کیا غم ہی تمہارا نہین دل مین
بے پردہ چلے آؤ کہ خالی ہی یہ گہر آج

ہوتے رہے کل غیر کو محفل مین اشارے
کچھ ہمسے بھی کہدے تری شوخی نظر آج

تسکین ابھی دیتے ہین کہے جاتے ہین یہ بھی
پہلو مین نہ ہم بیٹھینگے تڑپے نہ اگر آج

شاید اسی حیلہ سے وہ روٹھے ہوئے آئین
مرجانے کی ہم اپنے اڑا دینگے خبر آج

فرداے قیامت ہی ہمین وعدہ فردا
بجلی کو بتائین کہ رگ گل کو بتائین
بوسہ شب وصل آنکہہ ہو نکا مانگا تو وہ کہو لے

عاشق سے جو ملنا ہی تمہین ہل ہو مگر آج
دیکھی ہی تمہاری سی کہین ہمنے کمر آج
کُہل کہیلنے والی نہین بے شرم نظر آج

احسان بڑے بہید کی آہین ہی کوئی بات
خاموش کہڑے تھے وہ سر راہگذر آج

ردیف جیم فارسی

۹۷ — ۱۳

آئین وہ آہستہ آہستہ ادہر ایسا نہ کہینچ
شام ہی سے فیصلہ ہو جائے مرگ و زیست کا
خار او لجھین گے جو دامن سے تجہو ٹینگے کبھی
رنگ نہ ہنسنے دے طبیعت کا کہ پژمردہ ہو غنچ
ساتھ ہین کچھ حسرتین ہو کچہ بنا ئین ہی ہو
اے دل بے صبر دشمن کو خبر ہو جائیگی
خون دل مین ڈوب لینے دے لب سوفار کو
جعد زلف عنبرین ہو جائیگی بار کمر
ضبط کرتا ہون تو یہ ہمکی مجھے دیتی ہے آہ
یا وہ یہ گت ہمین کیا ملنے لگی لذت مجھے
حشر کے دن فیصلہ خواہی اکیلے ہو چکی
دیکھنے والے ہوئے جاتے ہین تجہہ اے نسیم

کہینچ تو اے جذب دل اونکو تو بیتابانہ کہینچ
روز محشر کیطرح طول اے شب ہجرانہ کہینچ
مجکو اے جوش جنون تو جانب صحرا نہ کہینچ
اے تصور میرے گلرو کا ابہی نقشا نہ کہینچ
میرے دلکو سوئے یار اے شوق تو تنہا نہ کہینچ
پنجہ کہینچا ہی تو اچہا ہی مگر نالا نہ کہینچ
میرے پہلو سے ابھی اے شوخ تیر اپنا نہ کہینچ
ہم کہے دیتے ہین گیسو سے کہ طول اتنا نہ کہینچ
خود نکلجائینگے ہم دلسے ستا جہانہ کہینچ
اب تو کہتی ہی خلش ہی پاؤن سے کانٹا نہ کہینچ
یان یہی کہتا ہے ادب امتحان گر کا نہ کہینچ
اپنی آنکہون ہمین تو سنگ طور کا سرمہ نہ کہینچ

دیکھیے احسان ہم سے کب کہیگا یہ کوئی
پاس بیٹھا ہون مین آہ بین ای مرشد انکہ ہیچ

٩٠	ردیف حای حطی	١٣

تم ستاؤ ہم اوٹھائینگے ستم اچھی طرح
وصل کے ہوگئے بہی ہین کہائینگے غم اچھی طرح

عشق کے صدمے اوٹھا لیتے ہین ہم اچھی طرح
درد و غم اچھی طرح جور و ستم اچھی طرح

ہمنفس دل کا جگر دل ہی جگر کا غمگسار
کیا یہ دو دیوانے رہتے ہین بہم اچھی طرح

میکدے مین واعظ آیا ہی بڑی منت کے بعد
میکشو ٹہر کہ زرا لینا قدم اچھی طرح

دیکھ لینا ایک لحظہ بہی نہ آئیگا قرار
ہمکو تم تڑپاؤ تو تڑپین گے ہم اچھی طرح

قتل گہہ مین کل ملینگے ہم نہ اوس بیرحم کو
آج لپٹا لے ہمین تیغ دو دم اچھی طرح

کہانے پینے کی کوئی تکلیف ہو سکتی نہین
میرے سینے مین ہین یہ درد و الم اچھی طرح

بوسۂ لب کیلیے کہتا ہون مین خط مین جب
ہنسکے فرماتے ہین ملدینگے ہم اچھی طرح

حشر کے دن تجہکو دیدارِ خدا ہو یا نہ ہو
دیکھ لے ای شیخ تو روئے صنم اچھی طرح

ایک بوسہ کی عوض ہی مفت ہی عاشق کا دل
اوس نے پہلے ہی یہ لکھ لی یہ رقم اچھی طرح

نامرادی زندگی سے سیر کردیگی ہمین
آپ ہی کہا لیجیے جہوٹی قسم اچھی طرح

گالیان دینا کسی دن چٹکیان لینا کبہی
اب تو ہوتے ہین ترے لطف و کرم اچھی طرح

٩٩	ساتھ لیجاتے ہین احسان وہ دلکو ترے کوئی یہ سمجہا دے رکہنا ای صنم اچھی طرح	١٣

دلکو بہی تڑپاؤ جگر کیطرح
شوخ ہو تو شوخ نظر کیطرح

دلمین بسے آکے وہ گھر کیطرح
چھپ گئے نظروں سے نظر کیطرح

آہ نکلجائے تو کیونکر ملے
وہ بھی ہو نایاب اثر کیطرح

شوق ترے وصل کا اے بیوفا
کم نہوا درد جگر کیطرح

حسرتِ کشتہ کی خبر مدعی
لیگئے مرنے کی خبر کیطرح

ہنستے ہین کیا آج یہ مرد لگے زخم
روئینگے کل دیدۂ تر کیطرح

دیکھتے ہی دیکھتے محفل مین آج
پھر گئی ہم سے وہ نظر کیطرح

دردِ محبت کی شکایت نہ کی
کسکو تحمل ہی جگر کیطرح

پردہ نشینی کا ہوا ہی جو شوق
اب نہ ملینگے وہ نظر کیطرح

اونکی طرف آمد و شد بھی گئی
بند ہوئی راہ گذر کیطرح

یار جو آیا ہی تو کہتا ہی دل
اوٹھ گئے ملو درد جگر کیطرح

خاک مین اشکونکو ملاؤ نہ تو
آنکھ مین رکھا ہی گہر کیطرح

۹	شام ہی سے وصل مین احسان آج ہنستے ہین ہم پہ وہ سحر کیطرح	۱۰

خانۂ دل مین وہ کب ٹہرے ہین مہمان کیطرح
آئے ناوک کیطرح بیٹھے تو پیکان کیطرح

ہو چکی جمعیتِ دل سو چکا مین چین سے
خواب مین آتے ہین وہ خوابِ پریشان کیطرح

اے مقدّر ہم نہ کہتے تھے نہ زلفون سے اولجھ
تجھمین بھی بل آگئے گیسوئے جانان کیطرح

عشق کی ایذا کو میرے دلسے کوئی پوچھ لے
یہ ستمگر چٹکیان لیتا ہی پیکان کیطرح

اے خیالِ یار ہم سے اسقدر بیگانگی
دلمین ہم رکھتے ہین تجکو شوق ارمان کیطرح

حوصلہ بیطاقتی مین بھی کہین جاتا ہی
ضعف کہتا ہی کہ اوٹھو دردِ ہجران کیطرح

خود پکار اوٹھتی ہی عصمت ایسے مین ہاتہی چلی	تیری چتون جب کہاتی ہی کوئی بانکی طرح
روک لے دلمین خیال یار کو ای ضبط آہ	ہو وہ خود مطلب نکلجائیگا ار بانکیطرح

پہر خیال موئے مژگان آگیا احسان کیا
دلمین کہٹکا تہا ابہی کچہ نوک پیکا نکیطرح

۱۰۱	ردیف خاے معجمہ	۱۱

چہایا ہی اوٹہکے باغ پر ابر بہار سرخ	موقع ہی اب شراب مین بادہ خوار سرخ
جب سر پٹک پٹک کے رہین حسرتین	ہوتا کسی سے کیا مرا سنگ مزار سرخ
چہینٹین لہو کی رنگ جماتین ہزار مین	کیا کہیے وقت ذبح تہی پوشاک یار سرخ
آنے کو تہا جو وہ بت گل پیرہن ادہر	ہر شی نگاہ مین تہی شب انتظار سرخ
گلپوش باغ مین نظر آتے ہین اب سبہی	جوڑے بنا کے لائی ہی فصل بہار سرخ
چمکے جو میرے داغ جگر مثل آفتاب	دم بہر مین تمتما کے ہوئے روے یار سرخ
ساقی بہی اپنا رنگ جمائے بہار مین	مینا جو سبز ہو تو مئے خوشگوار سرخ
روئے ہین پہوٹ پہوٹ کے خون آبلے مرے	جنگل مین ہر طرف نظر آتے ہین خار سرخ
آئیگا وہ نہ رنگ جو میرے لہو مین ہی	مہندی سے اپنے ہاتہ کرو تم ہزار سرخ
جوش عتاب ہی رہا تا صبح وصل مین	غصے سے روئے یار ہوا بار بار سرخ

۱۰۲	احسان کسکے دست حنائی کا ہی خیال کرتے ہین اشک بہی جو دم اضطرار سرخ	۱۵

ہر ادا سے ہی اوسکا شیوا شوخ	ترچہی چتون کسیکی ہی کیا شوخ

ہیرا دل شوخ تیرا غمزا شوخ
کیا مزہ ہو جو ہون اکٹھا شوخ

دیکھہ لینا شبِ وصال مین تم
تم سے بھی ہی مری تمنا شوخ

نہ سمایا ہماری آنکھون مین
کس قدر ہی تمہارا جلوا شوخ

دل نہ ٹھہرا جو میرے پہلو مین
برقِ بیتاب کیطرح تھا شوخ

دیکھیے کیا جواب آتا ہے
خط مین لکھا ہی اکدن اُشوخ

اوٹھتے جوبن کا ماہیے احسان
جسنے اوس شوخ کو بنایا شوخ

تیری آنکھونکو ہمنے دیکھا سحر
تیری چالونکو ہمنے پایا شوخ

پہرتا رہتا ہی سارے سینے مین
عشق کا درد ہی کچھ ایسا شوخ

خوبرویون سے دل بچے کیونکر
ناز بیداد گر ہی غمزا شوخ

دل لگی کرتی ہی مرے دلسے
تیری چتون ہی ہوگئی کیا شوخ

جانتے ہین نگاہِ یار کو ہم
ہمنے دیکھا نہین ہی ایسا شوخ

وصل مین چوٹ ہی برابر کی
مجھسے وہ اونسے مین زیادا شوخ

وصل کی رات ہی منسو بولو
چپکا بیٹھے غضب ہی تمسا شوخ

ہمکو معشوق چاہیے احسان
خوش ادا خوش جمال بانکا شوخ

۱۰۳ — ردیف دال مہملہ — ۱۱

دل کو ہمارے لیے ہی لیا دلدہی کے بعد
اک دشمنی بھی پالنے کی دوستی کے بعد

مغموم دل ہو آپ نکیون دل لگی کے بعد
آنکھونمین خود بھر آتے ہین آنسو ہنسی کے بعد

دیکھے شبِ وصال کوئی اونکی شرم کو
زخموں نکو ہاتھ آیا ہی اچھا یہ مشغلہ
خالی بجا نئے پائے محبت کی جھیڑ چھاڑ
احباب جائیں ٹھہرے رہو تم مزار پر
تاثیر عشق اودہر سے ادہر لائیگی اونہیں
کیا صدمہ رشک کا تملا ہا مجھے کبھی
ساقی کو چاہیے ہی بزرگوں کا کچھ ادب
فتنے نہ چل سکے ترے ہمراہ دو قدم

بیٹھے ہین سر جہکائے ہوئے سرکشی کے بعد
ہنس لیتے ہین وہ ولسے گھڑی دو گھڑی کے بعد
چٹکی ہی لیلو دلمین کوئی دل لگی کے بعد
روئینگی حسرتین مجھے اب بیکسی کے بعد
ہو جائینگے وہ دوست مرے دشمنی کے بعد
بلوایا آج آپ نے کیون بدعی کے بعد
رندونکو دے شراب مگر شیخ جی کے بعد
آخر کو تھک کے بیٹھ رہے ہیں پری کے بعد

۱۰۴	احسان شانِ ختمِ رسالت ہی بیمثال کوئی نبی ہوا نہ ہمارے نبی کے بعد	۹

ہجر مین آئی ہی جسدم مرے لب پر فریاد
اکتئی کام ترے ای دلِ مضطر فریاد
ضبط کی یار نے جس ونے سے کی ہی تاکید
عرش تک جائے عجب کیا ہی جو ملجائے وہان
کیا تعجب ہی کرو اونکی خوشامد میری
ایک کی بھی نہین سنتے وہ خفا ہین ایسے
ایفلک تو ہی بتادے وہ کہان ہی مہمان
تمنے اتنا ہی نہ پوچھا ادہر آئے ہو کہان

دلکی حسرت ہی نکل جاتی ہی ہمکر فریاد
ہو کچھ وہ بھی تڑپ جائے ہین سنکر فریاد
جان سے بڑہکے ہین جو کبھی دو بھر فریاد
اپنی تاثیر کو ڈھونڈہ ہے تو نکل کر فریاد
حشر مین سنلے اگر دادرِ محشر فریاد
میرا نالہ بھی نہ اچھا ہی نہ بہتر فریاد
ڈہونڈہتی پھرتی ہی اکجا ند کو گھر گھر فریاد
ہمتو محجوب ہوئے او ر بھی لاکر فریاد

بے سبب شکوہ کرین چرخ کا ہم کیا احسان

١٥	خود نکل جاتی ہی تاثیر سے بیکر فریاد	١٠٥

دشمن کیے دلکی تجھکو ہوئی آرزو پسند — اچھی نہین ہی یہ تری ای خوبرو پسند
اب کوئی لپسند کہے یا عدو پسند — ہمکو وہی پسند ہی جسکو ہی تو پسند
کہلے تو اسقدر نہ لگاوٹ ستم کی تہی — تیغ نگاہ کب سے ہوئی ہی گلو پسند
جو دل کی طرح یار کا سینہ اوبہار دے — سب آرزوؤن مین ہی وہی آرزو پسند
سیر چمن کو جاکے وہ نازک دماغ کیا — پہولونکی بو پسند نہ کانٹونکی نو پسند
یہ چاہتے ہین زیب بنا گوش یار ہون — مثل گہر ہین اشک مرے آبرو پسند
لاکہون ہجوم ہون نہ رکیگی مری زبان — کہدونگا روز حشر ہی مجکو ہی تو پسند
آنکھین لڑا کے صلح نکرنا یہ بات کیا — تجھکو تو ہی فساد ہی ای جنگجو پسند
کہنے کو وہ آلتے ہین بالائے بام روز — ایسی ہی طور یہ کی ادا مین گفتگو پسند
ارمان وصل یار کو اجوش غم بڑہا — حسرت پسند ہوکے ہون آرزو پسند
راہ طلب مین کہو گئے ہم گو ہزار بار — لیکن ہمارے دلکو ہی جستجو پسند
ای فصد کچھ تو رہنے دے جسم نحیف مین — شاید کسی کے غم کو ہی لہو پسند
ملجاؤ تم ملے نہ زمانہ تو غم نہین — ہمنے تو کی ہی ایک ہی آرزو پسند
پہر کہلو ایکبار کہ پہلو سے دور ہو — دل کو وصال مین ہی ہوئی آرزو پسند

١١	احسان ہم زبان سمجھتے ہین ہیچ ہیچ ہمکو تو ہی محاورہ لکہنو پسند	١٠٦

سن لیجیے مجھ عاشق ناشاد کی فریاد — روداد کی روداد ہی فریاد کی فریاد
جو کشتۂ انداز تغافل ہین کسیکے — کرتے نہین وہ خنجر بیداد کی فریاد

اچھا ہی قیامت کہین ہو جائے تو مٹتا غم
داور بھی سُنے گا ستم ایجاد کی فریاد

کھجاتی ہی کیا بات نسیم سحر آ کر
مرغان قفس کرتے ہین صیاد کی فریاد

ہر آہ پر آتی تھی دل کوہ سے آواز
بیتاب کیے دیتا ہی فرہاد کی فریاد

شکوے مرے نالونکا وہ کرتے ہین عدو سے
کیا بات ہی ہونے لگی فریاد کی فریاد

تقدیر نے پہلے ہی سے آگاہ کیا تھا
ناکام رہیگی دل ناشاد کی فریاد

بیتاب ہی ہو جاؤگے دم بھر کے لیے تم
خالی نہ کبھی جائیگی ناشاد کی فریاد

چاہین بھی تجھے تیری شکایت بھی کرین ہم
ہوتی نہین ہم سے ترے بیداد کی فریاد

دشمن ہی ہمارا فقط انداز تغافل
بھولے سے نہ کی ہمنے تری یاد کی فریاد

کچھ ایسا پریشان کیا بے اثری نے
احسان کو کرنی پڑی فریاد کی فریاد

ردیف دال ہندی

١٠٧ | ١٣

اے مقدر تو بھی کر اپنی رسائی پر گھمنڈ
بیوفاؤن کو بہت ہی بیوفائی پر گھمنڈ

ہم سے سیدھی ہو کے پیش آئے مروت سے وہ کیا
ترچھی چتون کو ہی اپنی کج ادائی پر گھمنڈ

چار دن کی بات ہی کعبے مین دیکھا تھا تمھین
کب سے ہی تمکو بتو اپنی خدائی پر گھمنڈ

لن ترانی کی صدا آتی ہی بام یار سے
دو ہی دن مین ہو گیا جلوہ نمائی پر گھمنڈ

صلح ناممکن ہی میرے دل کی چشم یار سے
اوس ستمگر کو تو ہی اپنی لڑائی پر گھمنڈ

خاطر عاشق کی ہی ابتک وہی مردہ دلی
تیرے لب کو تھا اسی معجز نمائی پر گھمنڈ

تیری نخوت سے ہی میرے دلکو بھی ہونا بھی
نامرادی پر تکبر نارسائی پر گھمنڈ

جو ملے ہی ہمین دشمن ہوا دشمن اپنے نصیب
کیون نہو دلکو مرے درد جدائی پہ گھمنڈ

ایسے دل کو ہم کہین نادان تھے بیجا ہے پر
جسکو ہو نا آشنا کی آشنائی پہ گھمنڈ

ہٹ نہین سکتا مقابل ہوکے دو نیمچہ سے ایک
ہم کو مرنے پر او نہین تیغ آزمائی پہ گھمنڈ

خیر گزری جلوۂ عارض کو روکا شرم نے
ورنہ روپوشی کو ہوتا خودنمائی پہ گھمنڈ

کیا ستم ہے پہلوئے عاشق کو خالی کر گئے یون
دلربا کر لیتے ہین اپنی دلربائی پہ گھمنڈ

خالق کونین کو احسان یہ زیبا ہے سب
جسقدر چاہے کرے وہ کبریائی پہ گھمنڈ

۱۰۸	ردیف ذال معجمہ	۱۱

سب نعمتون سے ہمکو تمہارا ہے غم لذیذ
کہاتے ہین رات دن یہی اک چیز ہم لذیذ

گالی لذیذ لگے جور و ستم لذیذ
ان سب مین ہے مزہ نہین کسکو ہم لذیذ

رشک رقیب ہجر کے غم سے زیادہ تلخ
جنت کی نعمتین ترے بوسون سے کم لذیذ

کیا کیا مزہ ملا ہے مقدر کو چوٹ مین
ٹھوکر بھی تیرے پاؤنکی ہے اے صنم لذیذ

ہم بھوک مین بھی آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھتے
ہوتے اگر نہ یار کے درد و الم لذیذ

پوچھے تو اپنے بوسۂ لب کا مزہ وہ بت
کہدونگا صاف کھا کے خدا کی قسم لذیذ

کہتے ہین سننے والے مزہ ہے نبات کا
باتین تری ہین کیا لب شیرین سے کم لذیذ

میٹھی نظر سے ہمکو جو دیکھو تو ہم کہین
شیرین تمہارا لطف تمہارا کرم لذیذ

میٹھا کیا ہے بوسۂ لب دیکے منہ مرا
قسمت سے ہوگیا مجھے لطف صنم لذیذ

عاشق کو ذبح کرتے ہو میٹھی چھری سے تم
ظاہر مین تو سمجھتے ہین اوسکو بھی ہم لذیذ

مرنا ہو کہ سبزہ رخسار پر ہمین
احسان ہو گیا ہی جوازروزِ دن سم لذیذ

۱۱	ردیف راے مہملہ	۱۰۹

اتنو کرم ہو خاطرِ حسرت مآب پر
کچھ اور ہی ہی حضرتِ واعظ کا رنگ آج
گنوائین گے خدا ہی سے جور و ستم ترے
انکارِ وصل کر کے وہ دل مانگنے لگے
پہچان رکھو حضرتِ واعظ کو میکشو
چلمن سے جہانک جہانک کے ہنستا ہے حیا سے
ہم جسکو دیکھتے ہین وہ آنکھون سے دور ہی
ظالم ملا ہی دیگا کسی روز خاک مین
ساقی نے خوب رنگ جمایا بہار مین
میری لحد کو ڈھونڈہ نہ اے شہسوارِ ناز

جوبن ہی کہہ رہا ہی ہم آئے شباب پر
مستانہ جھوم جاتے ہین ذکرِ شراب پر
جھگڑا اوٹھائے رکھتے ہین روزِ حساب پر
پیدا کیا سوال خود اپنے جواب پر
سو بہتیان اوڑائین ہین کیفِ شراب پر
ہر بار لوٹ جاتی ہی شوخی حجاب پر
تقدیر ہنس رہی ہی زلیخا کے خواب پر
ہمکو بچہوڑ بیٹھے دلِ خانہ خراب پر
تو بہ بھی ٹوٹی ہی پری ہی جام شراب پر
یکمشتِ خاک تھی جو پڑی ہی رکاب پر

۱۲	احسان کیون نہ روئے لہو ہجر یار مین سب دل کے زخم ہستے ہین چشم پر آب پر	۱۰۱

نہ تڑپانے سے باز آئیگا وہ دلمین مہمان ہو کر
وہ اونکی بے حجابی وہ لپٹنا شادمان ہو کر
دلِ مجروح کو جب لطف تہا خنجر ترا ای بت

طبیعت کی طرح آئے رہے درد نہان ہو کر
لڑکپن کی ادائین بہول جائینگے جوان ہو کر
دہانِ زخم مین رہتا محبت کی زبان ہو کر

زمانے کو ستانا چاہتے ہو تم تو کیا مشکل
ستم ایجاد ہنجاؤ شریک آسمان ہو کر

ادب تیری محبت نے سکھایا ہے اشکونکو
گرے ہین سر کے بہل دامن مین انکھونسے رواں ہو کر

شب غم مین اجل یون سیر دیوانونکے پاس آئے
خیال زلف ہو کر یا بلائے ناگہان ہو کر

وہ بہولی بہولی باتین یار کی وہ وصل کا وعدہ
مزے کا وقت ہی منہ چوم لون نطق زبان ہو کر

بہار فصل گل اس سال درد انگیز ہو شاید
دل بلبل کو تڑپاتے ہین غنچے چٹکیان ہو کر

تمنا ہی دل عشاق کو نشتر کی طرح چھیڑین
وہی پلکین کہ جو چبھ جاتی ہین نوک سنان ہو کر

عدوئے تیرہ باطن کا یہ منہ ہی او جل جائے
کہ جس محفل مین یہ تک شمع اڑتا ہی دھوان ہو کر

کسیکو بوسہ کا اقرار شاید یاد آیا ہی
لبون تک آرزوئین آرہی ہین ہچکیان ہو کر

بلا سے میری قسمت مین نہین ہی وصل کی دولت
زبان یار وعدہ تو کرے میری زبان ہو کر

۱۱۱

نصیب غیر ہی یا قبول احسان ہا جاتا
دعائے وصل کیون پہونچی نہ دشمن کی فغان ہو کر

۱۱

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہو کر
دل مین آرہتے ہین وہ اک نئی آفت ہو کر

جستجو ہی کچھ اسی بات کی مدت سے ہمین
آلئے دل مین وہ رہتے ہین محبت ہو کر

طالب وصل ہین ہی شان کرم سے یہ امید
چھپ رہی یار کی آنکھون مین مروت ہو کر

مجھکو ہر حال سے تم ہو رہے بیداد کرو
قہر ہو کبھی انکو کبھی آفت ہو کر

شکوۂ ناکامی تقدیر کا ہو کیون ہمین
دل مین ہی رہتے ہین وہ وصل کی حسرت ہو کر

مجھکو اب آرزوئے وصل رسا کہتے ہم
دل مین رہتی ہی جو حسینونکے محبت ہو کر

دل فریبی کے طریقے سے ملاتے ہین وہ آنکھ
دہوکا دیتی ہی نگہ چشم مروت ہو کر

دل بیتاب یہ تڑپا کہ نہ قابو مین رہے صبر و قرار
دو قدم ہی وہ چلے تھے ابھی رخصت ہو کر

اپنے اک بوسہ کے سائل سے ملا لو آنکھیں
دن تو پھرنے دو دعاؤ نہیں آنے دو اثر

چشم پوشی نکرو صاحب ہمت ہوکر
دوست بن جاؤ نگی دشمن مری قسمت ہوکر

۱۱۲ — سرد مہری رہی محفل میں کچھ ایسی احسان
آج ادھر آئے ہم افسردہ طبیعت ہوکر — ۱۵

گردش کا ہی احسان قدر سے نکلکر
قسمت ہوئی سیہ ہی بڑے چکر سے نکلکر

رستہ نہ بخیر ہونکو ملا گھر سے نکل کر
بھٹکے ہے مرا نالے دل مضطر سے نکلکر

دم اپنا خفا ہی تو ہمیں کچھ نہیں پروا
جائیگا کہاں وہ ترے خنجر سے نکلکر

آنکھیں تو کہے دیتی ہیں تم لاکھ چھپاؤ
آئے ہوا سیوقت کسی گھر سے نکلکر

آہونکو سوئے کوچۂ دلدار جو بھیجا
ارمان ہی دوڑے دل مضطر سے نکلکر

لپٹا تو لے بڑھکر او نہیں اجوشش تمنا
تنتے ہیں بہت کچھ وہ برابر سے نکلکر

جلوہ ترا آنکھوں سے اوترا آتا ہی دلمین
مے شیشے میں آجاتی ہی ساغر سے نکلکر

کچھ اونکی کمر نے لیے کچھ زلف نے مانگے
اچھے رہے بل تیرے مقدر سے نکلکر

دنیا میں کہاں ہی کوئی دلچسپ جگہ اور
جاؤ نہیں کہاں کوچۂ دلبر سے نکلکر

امید اثر کیا ہو کہ خود کہتی ہیں آہیں
برباد ہوئے ہم دل مضطر سے نکلکر

ہان جانتے ہیں ہم خلش ہوئے مژہ کو
خون اپنا بہا ہی اسی نشتر سے نکلکر

جو بات ہی دلمیں وہ لکھے دیتی ہی چتون
جاؤگے کہیں اور مرے گھر سے نکلکر

رشک جبل طور جلانے کے لیے تھا
اس آگ نے پہونکا ہمیں پتھر سے نکلکر

خوش ہوکے گھر اپنا نہ کسی نے کبھی چھوڑا
روتی ہی تمنا دل مضطر سے نکلکر

آنکلے وہ بہت خوف شکایت سے عجب کیا

۱۱۳	احسان پڑھو توصفِ محشر سے نکلکر	۱۳

حسرت و یاس و غم و درد و تمنا لیکر
وان سے یون آئے غم زلف چلیپا لیکر
کیا ستم ہی کہ خفا ہوتے ہین جب دشمن پر
تمکو خواہش تھی کہ ہو شوخ حنا کی رنگت
آہ کرنا ہی اگر قیدِ محبت مین ہی جرم
درد دل دور ہوا منہ سے جو نکلا یا دوست
لطف انکار کی باتون کا نیا یا کچھ بھی
پینے والون کا رہا دخل لب کوثر بھی
ناتوانی کا برا ہو کہ ترے کوچے مین
لائے ہین شرم عدو سے یہ خبر نالہ و آہ
اِس ستم کا بھی ٹھکانا ہی کچھ ای تیر فلک
ہمکو یہ لطف بھی حاصل نہین ای تیر افگن

کیا بتائین تمھین ہم آئے ہین کیا کیا لیکر
جسطرح پھرتے ہین بازار سے سودا لیکر
گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر
کیون نہ ہاتھون مین ملا میرا کلیجا لیکر
چھوڑ دو ہم سے تڑپنے کا تحمل کا لیکر
سچ یہ ہی جیتے ہین ہم نام مسیحا لیکر
کیا مین خوش ہون تری تصویر کا بوسا لیکر
سیکڑون بیٹھ گئے ساغر و مینا لیکر
روز گر پڑتا ہی مجھکو مرا سایا لیکر
آج کچھ لکھتے تھے وہ نام ہمارا لیکر
دلمین آئے ہین وہ غیر کی تمنا لیکر
زخم ہنستا لب سوفار کا بوسا لیکر

۱۱۴	کل نہ آئینگے وہ آئیگی قیامت احسان آج ہم کرین خوشی وعدۂ فردا لیکر	۱۳

اوٹھائے عیش دو روزہ ہم نے خوشی سے کیا کیا اُمنگ کر
اوڑے تو باد بہار بنکر چھپے تو محفل کا رنگ ہو کر
خموش ای بت رہینگے کب تک تری جدائی مین تنگ ہو کر
جواب دیدینگے ضبط کو ہم اب اپنے جینے سے تنگ ہو کر

خیال آیا جو اوس نگھہ کا تو درد دل نے کہا یہ اوٹھکر
ہمارے پہلو مین کوئی دم تو حضور بیٹھین خدنگ ہوکر
جسے سمجھتے ہو آئنہ تم یہ وہ شوق ہی کسیکا
کہ شکل تصویر بن گیا ہی کمال حیرت سے دنگ ہوکر
طرح طرح کے اوٹھائے صدمے مگر نہ الفت سے باز آیا
نکال کر دل کو پھینکدینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہوکر
چھٹیگا کس طرح وحشت کوئی پھرینگے مثل غبار ہر سو
رہیگی وحشت ہمارے دلمین تو ہین جو چھید اومنگ ہوکر
کبھی جو تیغ نگاہ قاتل صف مژہ نے کیا اشارہ
شہید الفت کے مرغ دل پر چلین گے ہم بھی خدنگ ہوکر
تعشق ان مہر خو نکالا کدن ضرور رسوا کریگا ہمکو
حجاب ناموس مین رہی ہی کہین محبت بھی ننگ ہوکر
خدا بچائے نگاہ بد سے اوبھار جوبن کا ہو چلا ہی
سما گیا حسن نوجوانی بتون کے دلمین اومنگ ہوکر
چمن مین فیض قدم سے تیرے خوشی ہی جوش شگفتگی ہی
عجب نہین سو جگہہ سے ٹکرے قبا ہو غنچے کی تنگ ہوکر
عبث بہالتے ہو خون عاشق کبھی نہ اخفائے راز ہوگا
تمہارے خنجر سے مثل جوہر یہ پھوٹ نکلیگا رنگ ہوکر
نہین میسر جو وصل جانان تو ہو ہجوم الم ہی یارب

یوں نہیں نکلے جائیے دل کی حسرت ہمارے سینے سے تنگ ہو کر

۱۵	پہنسے ہیں جسمان آفت میں نہ غم سے فرصت نہ دل کو راحت نصیب سے قید زندگی بہی ملی ہی قید فرنگ ہو کر	۱۱۵

تیری بہی خوشی ہو تو آ پا ئمال کر
کہنے سے مدعی کے نہ ہم سے ملال کر
غیر ونکے گہر چلے گئے ہمکو وہ ٹال کر
کہتی ہی اونکی بید ہنی مجہسے وصل مین
دلمین ہمارے آؤ تو حسن اور بہی کہلے
خلوت مین اپنا کام کرے کیا مری نگاہ
دل نالہ وہ پہلے ہوا جا نکا عدو
[illegible] ہی ایک تمنائے وصل ہی
چہڑ [illegible] چاہیے او بانی جفا
فرقت مین مانگتے ہین دعا ہاتہ اوٹہا کے ہم
چاہا بہت نہ خواب مین آیا کبہی وہ شوخ
اعمال بد کیطرح نہ پایا کوئی رفیق
محفل مین اونکی گالیونکا اور بہی ہے رنگ
بیٹہا ہوا ہون مین بہی جو آنکہو نکے سامنے

مٹی ہی مین ملا دے ہمین ایسی چال کر
او بیوفا غریب کا بہی کچہ خیال کر
ممکن نہین کہ بیٹہہ رہین خاک ڈال کر
جسکا جواب ہی نہو ایسا سوال کر
خوش ہو تمہین بنائینگے سانچے مین ڈہال کر
بیٹہے ہین آج آنکہونمین آنکہین وہ ڈال کر
آفت مین پڑ گئے ہین ترے غم کو پال کر
تم تیر چہوڑنا تو ذرا دیکہہ بہال کر
ہم سے جو خوش نہین ہے تو بید ملال کر
یارب نصیب دولت عیش و وصال کر
ای چشم انتظار تو ہی کچہ خیال کر
چہوڑا ہی ساتہ ہمکو جہنم مین ڈال کر
ہمکو سنا رہے ہین عدو پردہ ڈال کر
کہتے ہین شرم ہے کہ نکل دیکہہ بہال کر

۱۱	احسان کہو نہ دست کہین مینا کی جستجو سر پر اجل سوار ہی جلد ی تال کر	۱۱۶

نکل یار کی چہیتون سے نکل جاتے ہین کیونکر
اے چشم فسون ہمارا زرا تو ہی بتادے
دل ہین کہ تمنا ہین کہ عاشق کی طبیعت
مہمان تو ہونے دو دمِ گہر ہین اے نہین آج
اتنا بھی بتاتے نہین اب اشک ہمارے
تم دل مین جو آتے ہو تو آہستہ غم و درد
چھپ چھپ کے خیال آتا ہی ظاہر نکلیگے
انکہون نے مرے دلکو زخود رفتہ بنایا
تقدیر سے پوچھین گے جدائی مین ہم اتنا
ناساز رہی میرے لیے چرخ کی گردش

انداز لگا ہونکے بدل جاتے ہین کیونکر
بیمار سنبہالے سے سنبہل جاتے ہین کیونکر
وہ وصل مین قابو سے نکل جاتے ہین کیونکر
یہ دیکہنا ہی مجہکو وہ کل جاتے ہین کیونکر
آنکہون سے جو گرتے ہین سنبہل جاتے ہین کیونکر
خلوت مین ہمین دیکہکے ٹل جاتے ہین کیونکر
گہبرائے ہوئے اونکے بہل جاتے ہین کیونکر
او شوخ یہ جادو ترے چل جاتے ہین کیونکر
بت تیری طرح آنکھ بدل جاتے ہین کیونکر
کام اونکے غیرون کے نکل جاتے ہین کیونکر

انداز نگہ اونکے چہلاوا تو نہین ہین
احسان مرے دلکو وہ چہل جاتے ہین کیونکر

بہار آفرینش ہٹ چلی ہی کوئے جانان پر
وہ کافر ہی نگہ جو یار کو سوگند قرآن پر
بچےگا بسمل ناز و ادا اس تیغ سے کیونکر
جدائی مین ملا ہی وصل سے اچھا مزہ ہمکو
ڈراینگے یہ کہکر حشر کے دن شیخ خشمون کو
پڑے رہتے ہین مردے کیطرح جب غم نہین ہوتا
بہرا ہی اسقدر شور محبت اونکے سینون مین

کہو حور و ملک سے اترائین نہ اتنا باغ رضوان پر
سکھاتی ہی کبھی جا تم نہ رہنا عہد و پیمان پر
قضا سے غیر لوٹی جاتی ہی شمشیر عریان پر
دعائین دیتے ہین دشمن کو ہم تکلیف ہجران پر
کہو تو خون کا دعوی کرین ہم تیغ مژگان پر
ہماری زندگی موقوف ہی اندوہ و حرمان پر
ترے مجروح ٹوٹے پڑتے ہین خالی نمکدان پر

غبار رہ میں نہان ہین یہان دشتِ جنون لاکھون
ہوا ہی قیس کو کیون ناز اتنا اک بیابان پر

وہ آئینگے تو پہلو میں دلِ بیتاب تڑپیگا
بہروسا کر لیا ہی میرے دل نے دردِ پنہان پر

شراب عشق کا پینا سمجھتے ہین کہ اچھا ہم
اسے بھی ہمنے چھوڑا اد اغلو نکلے دین و ایمان پر

۱۱۸	بلایا ہی مرے چھالون نے پانی بیطلب سون مرا احسان ہوا احسان ہر خار بیابان پر	۹

ابرو و لب ترے ہین مقرر ہلال چار
نکلے نہ اسطرح کے فلک پر ہلال چار

تیرے سمندِ ناز کا اللہ رے فروغ
اک نقش نعل کے ہین برابر ہلال چار

دو وار تیغ کے جو کیے میرے ماہ نے
لبہائے زخم بنگئے ملکر ہلال چار

ہونا رہیگا سر بگریبان تمام عمر
آنکھین تو یار سے کرے دم بھر ہلال چار

کہتا ہی یہ فلک سے تری بجلیون کا عکس
اب ہین ہمارے سامنے کمتر ہلال چار

کھائے ہین ہمنے تیغ ہلالی کے چار زخم
پیدا ہوئے ہین اسلیے تن پر ہلال چار

حیرت ہی یار کو لب و ابرو کے عکس سے
کہتا ہی آئنے مین ہین کیونکر ہلال چار

روشن ہین کسقدر ترے توسن کے نقش نعل
گویا پڑے ہین سطح زمین پر ہلال چار

۱۱۹	احسان ہمکو سختیِ مضمون نہین پسند ورنہ دکھاتے باندہ کے تیغ ہلال چار	۱۵

لاکھ حسرت ہو دلِ درد آشنا کو دیکھکر
اف تو کر سکتے نہین اپنی وفا کو دیکھکر

زندگی پائی تھی ہمنے حسن ادا کو دیکھکر
آج وہ یاد آگئی شکلِ قضا کو دیکھکر

یہ نئی ضد ہی طبیعت اور ہی کچھ ہوگئی
بیوفا تم بن گئے میری وفا کو دیکھکر

آرزوئے وصل کو جتنا برا کہتے تھے وہ
اوتنا ہی خوش ہین اپنے مدعا کو دیکھکر

منہ دکھانے کو کہا ہنسنے تو یہ بولا وہ بت
آپ کیا ایمان لائے ہیں خدا کو دیکھکر

سیکڑوں ناز کی چتون نے دکھائے ہیں ہمیں
کیا تماشا ہیں مضطرب ہیں کس ادا کو دیکھکر

عرض مطلب سننے سے پہلے وہ سمجھاتے ہیں ہمیں
ہم سے کچھ کہنا تو تھا تیر دعا کو دیکھکر

مجھکو یہ حیرت ہی کیوں ہوتا نہیں مجھ امتیاز
آئینہ دیکھا تمہارے نقش پا کو دیکھکر

حضرت دل بھی نظر آتے ہیں ہمکو منچلے
خوب بگڑے ہیں گئے بناوٹ کی ادا کو دیکھکر

چرخ سے ہوتے ہیں یہ شور سے ہٹائیں کس طرح
پڑ گئی یہ فکر نقش مدعا کو دیکھکر

بمروت بھی بہت کچھ ہیں سے مر ارمان وصل
کچھ نمایاں ہو گئے وہ آنکھوں میں حیا کو دیکھکر

چٹکیاں لینے کو آیا ہی خیال اک شوخ کا
میرے پہلو میں دل درد آشنا کو دیکھکر

یہ ہی ہجر ناکامی تقدیر کی اک دل لگی
چرخ ہنس دیتا ہے آہ نارسا کو دیکھکر

ہجر کی رات تو ہمیں ہم مرجائے یا زندہ رہے
کچھ تو کہتے جاؤ اپنے مبتلا کو دیکھکر

۱۲۰

حق یہ ہے احسان ہم مو سے کچھ اچھے رہے
کھل گئیں آنکھیں جمال دلربا کو دیکھکر

۱۱

مجھپر کیے ہیں جور و ستم بات بات پر
ٹوٹا نہ آسمان جدائی کی رات پر

درد و الم ہیں کچھ مرے لئیں ٹھیر ہوئے
تم سے مقابلہ ہے اسی کائنات پر

ہنسنے ہی کہا تھا کہ بوسہ دہن کا دو
بگڑے ہو منہ بناتے ہو تھوڑی سی بات پر

لاکھوں کو اک نگاہ سے اس نے کیا شہید
گویا ہے تیغ ناز کا قبضہ حیات پر

بوسے ملیں نہیں لب شیریں کے بار ہا
بالا تمہاری بات رہیگی نبات پر

تقدیر میں نہیں ہی خوشی عیش و وصل کی
مٹنا پڑا امید کو فرقت کی رات پر

تم نے مریض غم کو نہ دیکھا وہ مر گیا
ٹھہری تھی زندگی نگہ التفات پر

دعوے ہے آسمان کو جنکے نہ دینگے پاؤن — تقدیر ہنس رہی ہے ہماری ثبات پر

دشمن کے سامنے نکہو مجھکو جان نثار — مارا پڑے دین نہ ہین کہین منہ دیکھی بات پر

کہتے ہین سب کہ کیا ہی البیلا جوان ہے — اوٹھتی ہین اونگلیان مرے قاتلکی گات پر

احسان گردش فلکی کیا ستائیگی — تکیہ ہے مجھ فقیر کا اللہ کی ذات پر

ردیف راے ہندی

مدت کے بعد آنکھ نے کی دل سے چھیڑ چھاڑ — بید بدلنے شروع کی مشکل سے چھیڑ چھاڑ

تیغ ادا نے سیکھ لی کس دل سے چھیڑ چھاڑ — رہتی ہے روز عاشق بسمل سے چھیڑ چھاڑ

لیلی کا کچھ مزاج پریشان ہو گیا — مجنون نے کی جو پردہ محمل سے چھیڑ چھاڑ

نشتر کی طرح روز چلی جاتی ہے نہین — نوک مژہ کی آبلہ دل سے چھیڑ چھاڑ

لو آسمان پر بھی پہونچنے لگی نگاہ — کل شب کو اوس نے کی مہ کامل سے چھیڑ چھاڑ

ہنسمکھ بنا دیا ہے اونہین کیسے لطف نے — کرتی ہین حسرتین بہی مرے دل سے چھیڑ چھاڑ

جب تک ہے میرے دلمین شہادت کی آرزو — ہوتی رہیگی خنجر قاتل سے چھیڑ چھاڑ

وہ بیقرار اور بھی بیتاب ہو گیا — جب کی تری نگاہ نے بسمل سے چھیڑ چھاڑ

سودائے عشق یار کا ہے کچھ بھی علاج — نشتر زنا کرے تو رگ دل سے چھیڑ چھاڑ

راہ طلب مین پاؤن سے کانٹے جدا نہ ہون — اچھی ہے ہمکو سختی منزل سے چھیڑ چھاڑ

شانہ ہلا کے ہوش مین لاگئے ترا خیال — غفلت مین یعنی ہوا کرے عاقل سے چھیڑ چھاڑ

پہلو سے گل مین بیٹھ کے ایسے نہین شوخ — کانٹے کیا کرین نہ عنادل سے چھیڑ چھاڑ

احسان اب تو جوشِ طبیعت کی داد دو
یاد اونکی آکے کرتی ہی کچھ دل سے چھیڑ چھاڑ

۱۲۲ ردیف زاے معجمہ ۱۱

یوسف کو حسن تیرا زلیخا سے ہی عزیز
حورون کو قد ترا قدِ طوبی سے ہی عزیز

کس کس طرح سے کہتے ہین ہم اوسکو اپنے پاس
غم تیرا ہم کو اپنی تمنا سے ہی عزیز

رشکِ عدو کو دور ہی رکھے مرا خدا
کیونکر رکھون کہ ہجر کی ایذا سے ہی عزیز

ہم خاک مین ملین تو یہ ہی زندگی کا لطف
ٹھوکر تمھاری نازِ مسیحا سے ہی عزیز

ٹیکا جبینِ یار کا چمکا جو رات کو
کہتا ہی چرخ بھی کہ ثریا سے ہی عزیز

دیکھینگے ہم نہ باغ مین جاکر کسی کی آنکھ
چشمِ سیاہ نرگسِ شہلا سے ہی عزیز

شکرِ خدا کہ کہنے لگے وہ شبِ وصال
حسرت تری عدو کی تمنا سے ہی عزیز

دیکھو نہ پھینک دینا کہین دلکو لیکے تم
یہ مال ہمکو دولتِ دنیا سے ہی عزیز

جو داغ دے گئی ہی تری یاد اے صنم
وہ ہمکو دل کے داغ سویدا سے ہی عزیز

وحشت کو لاکھ دشت کا میدان چاہیے
پھر بھی تری گلی ہمین صحرا سے ہی عزیز

احسان دل مین کہتے ہین غم کو خوشی سے ہم
وہ ہمکو اپنی یاس و تمنا سے ہی عزیز

۱۲۳ ۱۵

شوخی سے بھرے تھے جو بہت یار کے انداز
تڑپا گئے دلکو نگہِ یار کے انداز

پردے مین تمھین بیٹھنے دینگے نہ وہ چھپکر
رکھتے ہین اثر حسرتِ دیدار کے انداز

ہر دفعہ نئے ناز ہون تازہ ہون ادائین
دیکھینگے نہ دیکھے ہوئے سو بار کے انداز

شوخی و ادا چشم و نگہ ابرو و گیسو
دلکش ہین زیادہ انہین دو چار کے انداز

پہلے سے کہے دیتے ہین اور دلکے مسیحا
اچھے نظر آتے نہین بیمار کے انداز

آئینگی قیامت بھی تو کیا چال کرے گی
فتنون کو مٹا دیتے ہین رفتار کے انداز

یہ کیا ہی جب آتے ہو تو کہا جاتے ہو تو آنکھ
کچھ لطف کے غمزے ہین تو کچھ پیار کے انداز

وہ سب کو ڈرا دیتے ہین تلوار دکھا کر
بانکے ہین بہت ابروے خمدار کے انداز

کی ہمنے شب وصل ہین تا صبح خوشامد
بدلے نہ ذرا چشم ستمگار کے انداز

کہلتا نہین منہ یار کی تقریر کے آگے
خاموش کیے دیتے ہین گفتار کے انداز

کیا دیکھتا ہی تمکو لڑائے ہوئے آنکھین
دیکھے تو کوئی آئنہ بردار کے انداز

سنتے نہین ہم غم کی شکایت کئی دن سے
سمجھا گئے دل کو نگہ یار کے انداز

دل ہی کا لہو ہی کہ جو آنکھونسے بہا ہی
معلوم ہوئے دیدۂ خونبار کے انداز

پہلو ہین جدائی کے ترے وصل ہین پنہان
اقرار سے پیدا ترے انکار کے انداز

احسان وہ کہتے ہین تو یہ بیساختہ کہنا
پیارے ہین بہت ہمکو ترے پیار کے انداز

سہ [illegible]	ردیف سین مہملہ	۱۱

آتا جاتا ہی جہان تک نالہ [illegible] دلکے پاس
واہ کیا جذب اثر ہی الفت کامل کے پاس

درد الفت دلمین ٹھہرا ہی جگر مین ہی قرار
اور بھی اک دوسری منزل ہی منزل کے پاس

تیز ناقے کو لیے جاتا ہی کیون ای ساربان
خاک مجنون کو ذرا آلینے دے محمل کے پاس

روک رکھا ہی بڑی منت سے [illegible]
جی کے بہلانے کی اک شی ہی ہمارے دل کے پاس

ایک بوسہ دیکے سب لیلے بھلا ہوگا ترا
ای ستمگر کچھ دعائین ہین ترے سائل کے پاس

سوئے دریا کسکی چشم مست نے دیکھا ہے آج
گرکے ہے اکثر موج ابر گر پڑتی ہے ساحل کے پاس

مضطرب ہونا اچھلنا لوٹنا دم توڑنا
اضطرابی کے سوا کیا ہے تڑپتے بسمل کے پاس

لیلیا ہے بیخودی عشق نے پہلے سے ہی
ہوش اسکا ہے کہان تیغ قاتل کے پاس

آرزو مین وہ لیٹی ہے جو کچھ وہ تجھے ہے شرمگین
ایک حسرت رہ گئی ہے عاشق بیدل کے پاس

اس طرف بھی دیکھ لے او رشک شمع انجمن
خاک پر بستر کیے بیٹھے ہین ہم محفل کے پاس

اس ادب پر بھی نہ پوچھے تو قسمت ہے مری
سر کے بل جاتا ہون ای احسان قاتل کے پاس

۱۲۵	ردیف شین معجمہ	۱۵

لپٹا کے مجھے دل کو کیا ہے جو نہایت خوش
دیتا ہون دعا رکھے ترے حسن کو خدا خوش

دل مین نے دیا ہے تجھے تو مجھسے ہوا خوش
راضی ہے ترے انداز ترے ناز و ادا خوش

دل میرا ترے ناز سے مجھسے ہے ادا خوش
اچھا تو ہی یا ہم ہین یہ اہل وفا خوش

شکلی ہے خدا نے مری امید کی شاید
ہین دلکو بہت پا کے انھون کام وفا خوش

بے مانگے جو دیتے ہین بوسہ وہ دہن کا
کس ناز سے کہتے ہین بتا تو ہوا خوش

درد و الم و یاس نے کی خوب رفاقت
تسکین دل ناشاد ہے ہم سے نہ ہوا خوش

ہر شخص کو ہمجنس کی صحبت ہی مین ہے لطف
گیسو سے بلا خوش تری انکھون سے حیا خوش

باہر نہ کبھی ہونگے اطاعت سے تیری ہم
تم ہم سے اگر خوش ہو تو گویا ہے خدا خوش

کچھ غیر کے پہلو ہی مین لطف آتا ہے اونکو
ناشاد سے ناکہ بھی ہوئے ہنس کے بھلا خوش

یہ جان بھی جائے تو مجھے کچھ نہیں پروا
مرتا ہوں میں اس پہ کہ ہے تیری ادا خوش

انجام ہوا کشتۂ ناشاد کا اچھا
سنتا ہوں لہو پیکے ہوئی تیغ جفا خوش

رونے بھی ہیں ہم آہیں بھی کرتے ہیں شب و روز
اس آب ہوا نے ہمیں رکھا نہ ذرا خوش

پہونچا ہمیں جس بزم میں بیٹھے تھے وہ چھپکر
ہم تیری رسائی سے ہیں اے آہ رسا خوش

چپ ہی دل ناشاد جو اوس شمع کے آگے
حسرت ہی کہے ہمکو کسی نے نہ کیا خوش

احسان برابر کی محبت میں چلی چوٹ
ہم جینے سے ناراض رہے ہمسے وہ ناخوش

١١	ردیف صاد مہملہ	١٢٦

ہزار غیر نے چاہا ہوا نہ کم اخلاص
بڑھا کیا مرا اوس بت سے دمبدم اخلاص

وہ بخت ہی نہیں پایا کہ کچھ ملے راحت
عداوت اور ہو ظاہر کریں جو ہم اخلاص

نگاہ یار جو ہمسے پھری تو کی تونے
وہ کیا ہوا تری آنکھوں کا اے صنم اخلاص

لگے ہی درد جدائی کی ٹیسکے پہلو میں
خدا کے فضل سے دونوں میں ہے بہم اخلاص

سنبھالنے کو مجھے وقت جانکنی آئے
ترا خیال کرے کچھ تو مرتے دم اخلاص

کبھی تو یار تغافل کو بھول جاؤ ستم
خبر کبھی ہی نہیں یار کہتے ہیں تمسے ہم اخلاص

لگے ہیں ڈالکے بانہیں ترے لپٹنے میں
جہاں میں نہیں تمسا ہی کوئی کم اخلاص

جفائیں کیجے وہ ہمسے بلا سے ہیں نہیں
سلوک بخت کا سمجھے ہیں ہم ستم اخلاص

لگاؤ چاہتے ہیں ہم تری محبت کا
ترا ستم بھی ہو ہمپر تو سمجھیں ہم اخلاص

شب وصال میں کام آتے ہیں یہی دو
کرشمہ ناز محبت ادا کرم اخلاص

	سجاتے پائینگے عاصی ستعین ہی احسان ٭ کہ اونسے رکھتے ہین شاہنشہ امم اخلاص	

۱۵	ردیف صاد معجمہ	۱۲۷

وہ نوجوانی کی شوخیان ہین کہ جنسے ٹوٹا حجاب عارض
ہمین بھی کچھ دسترس جو ہوتا اولٹ ہی دیتے نقاب عارض

نقاب عارض سے چھن چلا ہی وہ جلوۂ بے حجاب عارض
جلیگا دل ہوش اوڑین گے میرے کہ برق امین ہی تاب عارض

تڑپتی ہی وصل کی تمنا اوبھرتی ہی آرزوئے خلوت
اب اوٹھتے جوبن کی خیر مانگو کہ دل ہی محو شباب عارض

نہ طور پر جانے کی تمنا نہ حور کے دیکھنے کی خواہش
سما گیا ہی ہماری آنکھون مین جلوۂ بے حجاب عارض

خدا حسینون کو بخشدیتا جو کوئی رتبہ پیمبری کا
یقین ہی سب سے کہتے پھرتے کہ ہم پراوتری کتاب عارض

کہان سے آئے ہو اس گھڑی تم غبار رستہ پہ جما ہوا ہی
مجھے یہ ڈر ہی کہ رفتہ رفتہ نہ خاک ہو جائے آب عارض

شب جدائی کی تیرگی پر گمان نور سحر ہی ہمکو
چمک گیا تھا ابھی تصور مین جلوۂ آفتاب عارض

یہ شوق دیدار کی کمی ہی یہ بخت ناساز کی خطا ہی

ہزار کی تاک جہانتک ہمنے مگر نہ سرکی نقاب عارض
ہوئی ہی دلمین ہوس یہ پیدا کہ چوم لیتے ادب سے اکدن
سنا ہی جس دن سے عاشقون نے صحیفۂ زرخطاب عارض
پڑا ہون بیہوش فرش غم پر کوئی سونگھا ہے مجھکو آکر
تمہارے رخسار کا پسینا کہ جسکو کہیے گلاب عارض
وہ آئنہ بھی جو دیکھتے ہین تو ہاتھ گالون پر اپنے رکھکر
بناؤ کے وقت یہ تکلف نئی ہی جنبش حجاب عارض
بہت ہی دلکش تمہارا اجالا ہوا وہ مشتاق دید ایسا
قمر کی ہی آرزو کہ بنتا مین ذرۂ افتاب عارض
ہمارے دل سے تو کوئی پوچھے کہ جسکو مرنا ہی ہر ادا پر
غضب کا بانکا ہی اوٹھتا جوبن غضب کا حسن شباب عارض
نہ اس بلا کے ہین موئے سنبل نہ اس غضب کی ہی سرخی گل
کسے سمجھ لین مثال گیسو کسے بنائین جواب عارض

وہ ہم سے احسان لیتے تھے جب کوئی مخل تھا وصل کی شب
حجاب آنکھون کا ٹل گیا تھا سرک گئی تھی نقاب عارض

۱۱	ردیف طائے مہملہ	۱۲۸

چمکتا ہی ترے رخسار کا خط
نہ دیکھا ہمنے ایسا خوشنما خط
وہان پہونچا تو گھبرایا کچھ ایسا
کہ قاصد نے عدو کو دیدیا خط

بتا دیتے نہین تم اپنے گہر کا
لکہی تہی درد کی روداد مین
پڑہا سو بار مین نے نامۂ یار
کرون مین کیا خوشامد نامہ بر کی
ستم یہ کیا کیا اوس بیوفا نے
زہے ناکامئی تقدیر اوس نے
بہت کچہ جستجو کرنا پڑے گی
جواب اچہا دیا قاصد کو اوس نے

کہان بہیجے تمہارا مبتلا خط
تڑپکر رہ گیا جس نے پڑہا خط
کہ دلکش تہی عبارت دلربا خط
تو ہی پہونچا دے اے آہ رسا خط
مرے دشمن سے پڑہواکر سنا خط
نہ کچہ پوچہا نہ قاصد سے لیا خط
اگر کہو دے گا قاصد یار کا خط
پڑہا جاتا نہین ہم سے ذرا خط

بہت احسان مانونگا مین احسان
اگر لے جائے گی بادِ صبا خط

۱۳۹	ردیف ظائے معجمہ	۱۳

کسی ون جو شیخی مین آتا ہی واعظ
کبہی میکدے مین جو آتا ہی واعظ
مئے عشق سے ہم نہ توبہ کرینگے
یہ کوچہ ہی ساقی کا وہ میکدہ ہی
نہ مرتا ہو حور و پری پر کوئی
سنی ہی بہلا میکشون نے کسی کی
بغل مین چہپائے ہوئے مے کی بوتل

قیامت کی باتین بنا تا ہی واعظ
تو رندو نشے آنکہین چرا تا ہی واعظ
ڈرا اے جو ہم کو ڈراتا ہی واعظ
بہک کر یدہر آج آتا ہی واعظ
ہمین فکر جنت سناتا ہی واعظ
یہ بک بک کیے کیون ہمین آتا ہی واعظ
وہ کیا ہوشیاری سے جاتا ہی واعظ

ملا ہی ہمین جب کبھی میکدے مین
کہان اپنی منہ چہپاتا ہی واعظ

کہو تم بہی رندو برس جائیگا بادل
دعا کے لیے ہاتہ اوٹہاتا ہی واعظ

ذرا بادہ خواری کی بحث آپڑی ہی
کئی روز سے منہ کی کہاتا ہی واعظ

پیے شوق سے آگئے رندو مین بیٹھے
اگر رنگ اپنا جماتا ہی واعظ

یہ مے کی مذمت یہ مستونکا جلسہ
کہان ہی کہانکی سناتا ہی واعظ

غضب ہی کہ منبر سے احسان چڑھکر
قیامت کے جہگڑے چکاتا ہی واعظ

ردیف عین مہملہ

تم جو کہتے ہو نزاکت نہ حیا ہی مانع
میرے گہر آنیکو پہر کون ہوا ہی مانع

تم ستاتے مجہے اور مین نہ شکایت کرتا
اسلیے چپ ہون کہ خو میری وفا ہی مانع

سر جہکائے ہوئے بیٹہا ہی شب وصل کوئی
آنکہ کہتی ہی ملین کیا کہ حیا ہی مانع

یار کو مضطرب الحال بنا کر لے آ
تجہکو کون اے اثر آہ رسا ہی مانع

تم سے لیتے عوض جور کسیدن لیکن
کیا کرین ہم کہ تو خوف خدا ہی مانع

یون تو ملنے کو شب غم نے کہا ہی سو بار
کس طرح جائے کہ گیسو کی بلا ہی مانع

یار کہتا ہی شب وعدہ ہم آئین کیونکر
تیری تقدیر الگ غیر جدا ہی مانع

صدمے ہوتے ہین مگر اف نہین کرنے دیتے
دلکو اوس بت کا ادب میری وفا ہی مانع

ہم شب وصل جو پہلو مین بٹہاتے ہین اونہین
کس تکلف سے وہ کہتے ہین حیا ہی مانع

یاد کرتے ہین قضا کو مگر آئے کیونکر
اوسکے آنیکو حسینونکی ادا ہی مانع

چلتے پھرتے ہیں مجھسے نہیں اٹھتے ہو مگر
کھینچ لاسکتا ہی کیا اونکو وہ جذبِ الفت

کیا کوئی اور نزاکت کے سوا ہی مانع
جسکو ناکامیِ تاثیرِ دعا ہی مانع

جاننے والے ہیں جو داورِ کیفِ ہم احسان
کس خوشامد سے وہ بت روزِ جزا ہی مانع

۱۳۱	ردیف غین منقوطہ	۱۱

جوہی دہانِ زخمِ جگر نے زبانِ تیغ
اس سے زیادہ کوئی نہیں قدردانِ تیغ

مقتل میں سب سے پہلے ہمیں پر پڑی نگاہ
آتے ہی آج اوسنے کیا امتحانِ تیغ

کیا تیز کردیا ہی بتونکی نگاہ کو
گردش ہی چشمِ شوخ کی گویا فسانِ تیغ

قاتل سے کچھ نہ داد ملی اضطراب کی
ہم خاک پر تڑپتے ہیں چپ ہی زبانِ تیغ

برسوں رہی ہی خنجرِ قاتل سے چھیڑ چھاڑ
میری زبان سے کوئی سن لے بیانِ تیغ

عاشق کو جسنے قتل کیا ہی جو بیگناہ
اس غم سے جھک گیا بدنِ ناتوانِ تیغ

کسکی نگاہِ ناز ہوئی جھپکے کارگر
بسمل ہی دل مگر نہیں تن پر نشانِ تیغ

جوہر نہیں ہیں کشتۂ غم کے لہو کے داغ
چھالے ہیں دکھاتی ہی گویا زبانِ تیغ

سرخی جو وقتِ ذبح لہو کی اوڑ گئی
چوما تڑپ کے ہمنے لبِ خونفشانِ تیغ

تنہا کریں اشارۂ ابرو سے جان نثار
ای قاتل جہان ہی کس جا ہو جانِ تیغ

تلوار گھاٹ سے نہ پڑی تشنہ کام پر
احسان یار نے نہ کیا امتحانِ تیغ

۱۳۲	ردیف فا	۱۱

کسکے خیال مین ہو مرا دل ہی کس طرف
پوچھے ہے رنگ کے یار کی منزل ہی کس طرف

آج امتحان عاشق و دشمن ہی ایک ساتھ
یہ دیکھنا ہی خنجر قاتل ہی کس طرف

اللہ رے اثر تو مین تڑپوان تجھے اس طرح
آئین وہ پوچھتے ہوئے بسمل ہی کس طرف

کچھ شوخی و حیا مین ہین جھگڑے شب وصال
اسکی ہمین خبر ہی نہین دل ہی کس طرف

رحم آگیا جو اونکو اسیرونکے حال پہ
اتنا کہا یہ شور سلاسل ہی کس طرف

کام آئین راہ شوق مین کچھ تو جناب خضر
ہمکو بتا دین یار کی منزل ہی کس طرف

آئے ہمارے پاس تمہین اب تو کچھ کہو
تاثیر جذب الفت کامل ہی کس طرف

ارمان وصل بیٹھنے دیتا نہین ہمین
یہ جستجو ہی کوچہ قاتل ہی کس طرف

اللہ رہی بیخودی کہ یہ معلوم ہی نہین
اب تک مرا خیال مرا دل ہی کس طرف

ملتے نہین وہ مجمع ارمان و شوق مین
محفل ہی جمع رونق محفل ہی کس طرف

احسان کچھ کہو کہ تجاہل سے آج وہ
پہلو مین بیٹھے پوچھتے ہین دل ہی کس طرف

۱۳۳	ردیف قاف	۱۳

پامال کرگئی مرے دلکو سپاہ عشق
پائی یہ بیخطا نے سزاے گناہ عشق

ٹھہرے کمال عشق سے ہم بادشاہ عشق
یا رب رہے ترقی اقبال و جاہ عشق

آہی گئی طبیعت دل اپنی یار پہ
چلائے ہم کوئی نہوا داد خواہ عشق

ڈالے گا کیون سقر مین خدا ہمکو زاہدو
ایسا بڑا گناہ نہین ہی گناہ عشق

بیچین کر دیا ہی اوسے دلکے درد نے
سنلو جو کچھ سنائے تمہین داد خواہ عشق

سفاک تم بناؤ تو شوخی حسن کو
چھوٹے گا اس طرف سے بھی تیر نگاہ عشق

ہو جائے کوہ طور سے دل کا مقابلہ
وہ جلوہ گاہ حسن ہے یہ جلوہ گاہ عشق

ظاہر ہے حال زردی رخ سے نحیف کا
اس سے زیادہ کوئی نہیں ہے گواہ عشق

فرصت نہیں کہ یار کو ڈھونڈھیں ادھر ادھر
خود اپنی جستجو میں ہیں گم کردہ راہ عشق

پنہاں ہے ہمارے دل میں ہیں غم فراق یار
اس ایک برج میں ہیں کئی مہر و ماہ عشق

ہر اک سے حشر میں کہے غمزہ ہے یار کا
حاضر جواب چاہیے مجھکو گواہ عشق

لاکھوں ستم کرو کہ تمہیں دیدیا ہے دل
لاکھوں سزائیں دو کہ کیا ہے گناہ عشق

احسان حشر میں بھی ہے داور ہے حسین
چپ ہو رہو یہاں نہ بنو داد خواہ عشق

۱۳۴ ردیف کاف تازی ۱۳

آوارہ پھریں کوچہ وحشت میں کہاں تک
پہونچا دے خدا ہمکو سر کوئے بتاں تک

دل سے کوئی فریاد نہ آئیگی زباں تک
ہم کرتے ہیں ضبط آپ ستائینگے کہاں تک

اب بھی ہمیں شیدا نہ کہو تم ستم ہے
قربان کیے دیتے ہیں ہم پر دل و جان تک

کچھ کہتے کو ہیں یار سے ہم بزم عدو میں
دل سے مگر آتیں نہیں باتیں وہ زباں تک

ہم پہلے سے کیوں ضبط کا احسان و ہیں
دل درد سے خود ہو چلے ہیں کرنے کہاں تک

پامال کیا خوب مری قبر کو تمنے
ٹھوکر وہ لگائی ہے کہ چھوڑا نہ نشاں تک

قسمت کی تپا کیسے بیٹھے رہو گھر میں
دل کی یہ تمنا ہے رسائی ہو وہاں تک

دل میں نظر آتے نہیں اب حسرت و ارماں
گھر لوٹ لیا تم نے غنیمت ہے یہاں تک

دل کہتا ہی تم پاؤں اوٹھا ہی ہوئے جاتا | لیجائے یہ آوارگی عشق جہاں تک
پھرتا تھا بھٹکتا ہوا ہر کسی در سے | پہونچا دیا ہستی نے ترے سنگ آستاں تک
تم اور ملاقات کی کچھ رسم بڑہاؤ | اس دل کے لیے دوڑ کے آئے تو یہاں تک
تنہا تو بہلنے کا نہیں دل شب فرقت | تم کیا نہیں ہو میں نہیں ہوں رہو یہاں تک

۱۳۵

بڑھ جاتے ہیں اب عشق میں سے بھی کچھ آگے
احسان یہ نالے مرے جائینگے کہاں تک

۱۳

خواہش وصل میں تڑپیگا کلیجا کبتک | چٹکیاں لیگی مرے دل میں تمنا کبتک
پاس بیٹھے ہیں بیچ ہمارے ہوتے تنہا کبتک | نیچا نہ ملو آنکھ کا پردا کب تک
ہر گھڑی کہتے ہو بے مانگے دیا ہی بوسہ | اس عنایت کا میں ممنون ہونگا کبتک
نہ سہی وصل یہی کہدو کہ مر جا کم بخت | طے کروگے مری امید کا جھگڑا کبتک
آپ مانیں نہ برا کچھ تو ہم اتنا پوچھیں | وعدے جھوٹے ہیں تو ہر بات پہ اٹھا کبتک
ہم دعائیں دیے جاتے ہیں خدا خوش رکھے | ہمکو کوسیگا کوئی کوسنے والا کبتک
کچھ جو پایں ملتا ہی تو پھر دیر ہی کیا | تمہیں سمجھائینگے ہم ای دل شیدا کبتک
وہ گھڑی بیٹھ کے کٹتے ہیں صبح وقت رخصت | گھر تو ہم جاتے ہیں اب دیکھیں وہ آتا کبتک
ضبط فریاد و فغاں کا نہیں کچھ اور سبب | دیکھنا ہی تمہیں ہوگی مری پروا کبتک
خود ہی سنتے ہیں بہت شوق سے میری حالت | خود ہی کہتے ہیں یہ ہر روز کا شکوا کبتک
ہر گھڑی کیا کہوں میں اونسے کہ وعدہ وفا ہو | نا امیدی تو یہ کہتی ہی تقاضا کبتک
ہو رہی ہیں وصل میں بھی کچھ بھی باتیں دلسے | کب منائینگے وہ روٹھی تمنا کبتک

وعدہ آنیکا لیا یار نے احسان اگر

یہ خوشی تھی ہمین اتنا بھی نہ پوچھا کب تک

۱۳۶	ردیف کاف فارسی	۱۱

اوکھڑا ہوا ہی مجمعِ رنج و محن کا رنگ
رکھون نہ کیون عزیز شبِ تارِ ہجر کو
آجائے وہ بہارِ جوانی کو جوش پر
پھر دین گلا بیان مرساقی نے پھول سے
کہتے ہین دیکھکر وہ مرے رنگِ زرد کو
پوشاک سے چھپا نہ حسینونکا رنگ روپ
کمہلا گئے ہین پھول تو بلبل ہین دم بخود
اوٹھین گے روزِ حشر ہی کشتے لہو مین تر
اتنا ہی ہجر شام ہی سے ہین شبِ وصال
ترچھی نگہ سے خون مری حسرتون کا ہو

کس دن جمالئے آو نگے اس انجمن کا رنگ
ملتا ہی اوس سے زلفِ شکن در شکن کا رنگ
کھل جائیگا کچھ اور مرے گلبدن کا رنگ
مینخانے مین جما ہی بہارِ چمن کا رنگ
پھیکا ہی کس قدر ترے رنج و محن کا رنگ
اللہ رے جوش پھوٹ ہی نکلا بدن کا رنگ
کیا شکیبا ہی فصلِ خزان مین چمن کا رنگ
ڈوبا ہوا ہی رنگ مین اونکے کفن کا رنگ
بدلا ہوا ہی آج بھی چرخِ کہن کا رنگ
اچھا تو ہی جمائے کوئی بانکپن کا رنگ

فضلِ خدا سے شاعرِ رنگین خیال ہین
احسان ہم جمائے ہین بزمِ سخن کا رنگ

۱۳۷	ردیف لام	۱۱

منہ کھولکر تم آؤ تو ہو بے قرار دل
کسکام آئیگا کچھ تو ای مرے پروردگار دل

ان بے حجابیون کا نہین پردہ دار دل
رکھکر وہان بڑھائے مرا اعتبار دل

کرتا ہون بات بات پہ اونکی نثار دل
یارب نہ کیون دیے مجھے تونے ہزار دل

دونون کا نام ہجر مین ہوتا مقابلہ
لیے دیدار اونکی آنکھ مرا بیقرار دل

ایسا ملا وہ فتنہ رفتار یار سے
میرے لیے بنا ستم روزگار دل

خود سر کو زلف کرے یہ عجب ہی بات
مجھ سے بھی سے پھر سبب انتشار دل

اے آفتاب دیکھ چمکنا نہ روز حشر
پہلو مین ہم بھی رکھتے ہین یک داغدار دل

لیے اعتنا ہوں سے طبیعت ہی دور دور
جاتا ہو تو آئے تمہیں ابھی لاکھ بار دل

تسکین کیجئے ہین وہ آنسو اچھے
بول اوٹھے کچھ نہ حشر کے دن بیقرار دل

انہا بنا کے تمنے تو کیا سکھا دیا
کچھ کھو رہا ہی مجھسے بھی بیگانہ وار دل

۱۴	احسان اوس سے پوچھ لو پھر کیا کرین علاج جھوٹی تسلیون سے جو ہو بیقرار دل	۱۳۸

جلوہ یار کو بے پردہ جو دیکھا شب وصل
ہوش ہی ہین نہ رہی دلکی تمنا شب وصل

صبح تک وصل سے محروم ہی رکھا شب وصل
میری قسمت کہ شب ہجر تھی گویا شب وصل

کچھ بھی طالع نا رسا سے شکوہ ہی ہین
لاکھ جاتا کوئی پہلو مین نہ بیٹھا شب وصل

یا ہر وقت ہی رہے آنکھ مین یا تیری حیا
ختم ہو جائے کسی طرح نہ جھگڑا شب وصل

تج سے کہ کے مجھے آئینہ بنا کر رکھیے
دیکھیے حیرت عاشق کا تماشا شب وصل

تم حیادار نہو یا مجھے بیتاب کرو
دل مین رہنے کی نہین دلکی تمنا شب وصل

آنکھ ملتے ہی نہ خود رفتہ ہوئے حضرت دل
آنکھ یار ہمین دے گئی دھوکا شب وصل

دو گھڑی چین سے بیٹھو کہ اسی مین ہی مزہ
چٹکیون سے نہ ملو میرا کلیجا شب وصل

آنسو نہ بکرہ کہین رہے یہ نہ دلمین ظالم
آنکھ ناز کو اس ڈر سے نہ چھیڑا شب وصل

اِس ستم پر بھی وہ ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین
کیون نہ خود روک لیتا ہی تجھے کیسا شب وصل

کبھی ٹوٹا یا کبھی قربان ہوئے آنکھون پر
مرنے والے نے طبیعت کو نہ روکا شب وصل

نہ ہنسنی آتی ہے لب پر نہ اوٹھاتے ہو نظر
شوخ آنکھون کو ہی کس بات کا پردا شب وصل

۱۳۹
صبح تک ہمکو مناتے ہی گزرتی احسان
خیر گزری کہ وہ بے رحم نہ روٹھا شب وصل
۱۴

ہمین نے کیا اونکو پیار اوّل اوّل
جوانی کی لوٹی بہار اوّل اوّل

نہ انکار کر اے نگار اوّل اوّل
کرآئے ہین امیدوار اوّل اوّل

تری ترچھی چتون تری شوخ تیوری
ہمین کو کرے سے بیقرار اوّل اوّل

عدو اور ہم دونون مرتے ہین تم پر
کہو کون ہوگا نثار اوّل اوّل

مرے مرغِ دلکو وہ تڑپا کے بولے
اسی کو کیا ہے شکار اوّل اوّل

محبت کا انجام ہوگا نہ اچھا
تم آنکھین ملاؤ ہزار اوّل اوّل

اگر شوق فتنہ خرامی ہے تمکو
ہٹاؤ ہمارا اصرار اوّل اوّل

مزا شیخ کو مے مین آتا ہے اب تو
ہوئی تھی بہت ناگوار اوّل اوّل

طبیعت مری اوٹھتے جوبن پر آئی
اسی نے کیا ہے دوچار اوّل اوّل

تمھارے ہین اب آرزو مند لاکھون
ہمین تھے اک امیدوار اوّل اوّل

ہمین سے رہے وصل یار آخر آخر
ہمین سے ہوا آنکھو لگا یا اوّل اوّل

شب وصل ہم بے تکلف ہوئے یون
لیا بوسہ روئے نگار اوّل اوّل

۱۴۱
وہ پھر تسلی اب احسان آتے
نہوتا جو مین بے قرار اوّل اوّل
۱۵

تمہین لیجانے دیتے ہم بہلا ں
اگر ہوتا ہمارے کام کا دل

کبہی تجہسے کبہی اونسے ملا دل
نہوا ایسا ہی مطلب آشنا دل

تمہاری آرزو مین مٹ گئے ہم
تمہاری جستجو مین کہو گیا دل

کہان پائین کہان سے ڈہونڈلائین
طلب کرتے ہین وہ بے مدعا دل

کرے پیکان تیر آباد پہلو
ہمین درکار ہی اک دوسرا دل

عجب خوبی ہوای تقدیر تیری
بہلائی کرکے ہو جاتا برا دل

یہ کیا نا اتفاقی آپڑی ہی
خفا ہم جان سے ہم سے خفا دل

منانے کے لیے آیا نہ کوئی
اسی امید مین رُٹہا رہا دل

سخن سازی ہمین اچہی نسبت وصل
بناوٹ سے بگڑتا ہی مرا دل

پلٹ جاؤ تو یہ کہدین ابہی ہم
وفادار آپ ہین اور بیوفا دل

کہے دیتا ہون محرم ہین نہ کہنا
نہایت شوخ ہی حسرت بہرا دل

کہو دیکہا تہا تمنے کس ادا سے
نہ آیا ہوش مین پہر قلق مرا دل

رہے قابو مین تو ہم تجہکو رکہین
جہان جاتا ہی جا او بیوفا دل

بہلا پہلو مین وہ کس طرح ٹہہرے
عدو سے ملکے ہم سے ہٹ گیا دل

ستم کی داد ملجائے گی احسان
کہ روز حشر کا داور ہی عادل

۱۱	ردیف میم	۱۴۱

منہ لگائین کہا کسی ساغر سے ہم
لڑتے ہین جہینٹے ہی کوثر سے ہم

ہوشیار ای قاتلِ نازک مزاج
کسکی ٹھوکر سے اوٹھیگا روزِ حشر
حشر مین بھی کیا ستاؤ گے ہمین
وقتِ گریہ کو ہنستا آگیا
ہاتھ کا دیدو سہارا تم زرا
خوب جھگڑا عشق کا طے ہو گیا
اونکو دل دین صبر دین آرام دین
دلکے چھالون سے ہی آتش دل لگی
صدمہ دردِ محبت کا گلہ ہے

آج لپٹین گے ترے خنجر سے ہم
پوچھ دیکھین فتنۂ محشر سے ہم
چپ رہینگے کیون تمہارے ڈر سے ہم
دیکھتے ہین کسکو چشمِ تر سے ہم
یون نہ اوٹھینگے کبھی بستر سے ہم
ہٹکے نکلے کوچۂ دلبر سے ہم
مال اتنا لائین کسکے گھر سے ہم
اونکو چھیڑا کرتے ہین نشتر سے ہم
روز سنتے ہین دلِ مضطر سے ہم

۱۴۲

منہ لگائین خم ہی سے احسان آج
تھوڑی تھوڑی کیا پئین ساغر سے ہم

۱۵

یہ آرزو ہی مجھے ساہنے بٹھا کے تم
چکھاتے رہتے ہو مجکو مزے جفا کے تم
کبھی نہ انکو خدا سے بھی مانگون
جواب دو دلِ عاشق کی بدگمانی کا
برا کہینگے نہ چھوڑون ہی ہم عدو کو تو
کبھی دکھاؤ تو انداز ترچھی چتون کے
بہت خوشامدین کرنا پڑین گی حشر کے دن
رہِ طلب مین تو مٹ جاتے دو زرا دکھو

ادا سے پوچھتے عاشق کو کس ادا کے تم
مٹا ہی دو گے یونہین جا پڑ پڑ لگا کے تم
بنو جو آرزوئے وصل دل مین آ کے تم
کہان گئے تھے ابھی اپنا منہ چھپا کے تم
خدا کے واسطے کو سو نہ ہاتھ اوٹھا کے تم
سنا ہی منہ سے کہ بانکے ہو انتہا کے تم
اگر کہو لگا چلو ساہنے خدا کے تم
ابھی سے ہو گئے دشمن مری وفا کے تم

ابھی تھے پاس ابھی دور اوٹھکے جا بیٹھے
نکل گئے ہو تڑپا کے ہاتھ آ کے تم

ہوئے نہ ہم شب فرقت تو یہ وداد ملی
وہ کہہ رہے ہیں کہ ہو آدمی بلا کے تم

ہجوم شوق سے رہتی ہے کچھ نہی تاکید
ہمیشہ ساتھ پھرو نالۂ رسا کے تم

تمہیں جو ضبط سے ہم رو گئے بغیر نالو
یہ وجہ ہے کہ چھپ آ لیتے نہیں چھپا کے تم

فلک کی طرح مٹانے کی فکر رہتی ہے
عدو بنے ہو مرے نقش مدعا کے تم

یہ بانکپن یہ جوانی یہ ناز یہ شوخی
کسے دکھاؤ گے پابند ہو حیا کے تم

۱۳۳	اوٹھالو سنگ در یار سے نہ اب احسان نصیب دیکھ چکے قسمت آزما کے تم	۱۱

اک بات ایسی ہے جو چھپاتے ہیں بانسے ہم
ورنہ کسی کے دل کو ملالتے فغان سے ہم

انداز دلبری کو تو چاہا کریں مگر
روز ایک دل ترے لیے لائیں کہاں سے ہم

پہلو سے دل ہی دور ہو یا وصل یار ہو
تنگ آ گئے ہیں روز کے درد نہاں سے ہم

آہو نکلے آگئے نالے یہ کہتے ہوئے چلے
اس دم تو کم نہیں جرس کارواں سے ہم

مجنوں کا ہو بیان کہ فرہاد کا ہو ذکر
بہلائیں دل کسی نہ کسی داستان سے ہم

جب سر ہی نذر خنجر بیداد ہو چکا
پھر کیا ٹلیں گے معرکۂ امتحان سے ہم

عاشق سے ہمکو پیار ہے کہتے ہیں علی
ہاں کیا ذرا سنیں تو تمہاری زبان سے ہم

کیا مل گیا جو خاک میں ہم کو ملا دیا
اتنا ضرور پوچھ لیں گے آسمان سے ہم

تقریر ناز کرتے رہے وہ شب وصال
پہلو نکالتے رہے لطف بیان سے ہم

مدت ہوئی کہ گھر کے کہیں کھو گیا تھا دل
لائے ہیں آج ڈھونڈھ کے کوئے بتاں سے ہم

احسان راہ شوق میں برباد ہی رہے

مشتِ غبار ہیں جھاڑکر اوٹھے جہان سے ہم

۱۵	ردیف نون	۱۴۴

وصل کی شب ہین کہان ایسے باہر ہمین
دل یہ کہتا ہی کہ لیجائینگے وہ اکثر ہمین
آرزوؤن نے کیا بیتاب کیا کہکر ہمین
مرکے جینا ہی تو پہر کیون خنجر کا احسان لین
کوئی دیکھے تو جمال یار کی نیرنگیان
بے تکلف کردیا ایسا جوانی نے انہین
تیرے افسانے سنا کر رہتے ہین پیش نظر
یہ بھی کیا رکھا گلے پر تیغ فورًا پہیر دی
اور اب کسکو سنائین عشق مین ہم خیر خواہ؟
باتین کرنے مین تو عذر بیوفائی ہی بہت
چھیڑ کی لذت کا کوئی پوچھ لے ہمسے مزہ
کیا مزہ ہو ہم ستم کی او جائین روز حشر
اپنی نگاہ یار دشمن کو کیا بسمل تو کیا
غصہ کرنے پر نہ روئینگے ہنسی کے واسطے

تو نے کیا دہوکا دیا ای غمزۂ دلبر ہمین
ایسے دلوانے کی باتونکا نہین باور ہمین
بیٹھے بیٹھے پیار آجاتا ہی کیون تجھپر ہمین
حشر سے پہلے اوٹھا دیگی تری ٹھوکر ہمین
جلوہ آرائی دکھائی آرزو بنکر ہمین
جب کبھی ملتے ہین کوسا کرتے ہین شب بھر ہمین
رات بھر آنکھین نہین رکھتے ہین یہی اختر ہمین
دم نکلنے تک تو رہنے دو تہ خنجر ہمین
حضرت ناصح نے سمجھایا تو ہی اکثر ہمین
ہم بھی سن لین گالیان تیری وہ تم کہو نہ بگڑ کر ہمین
دیکھین ہم رکھین اگر ملجائین سو نشتر ہمین
اور دینے یار ہی کو داور محشر ہمین
اعتبار دوستی اب بھی نہین تجھپر ہمین
کیا بنائینگے ترے بگڑے ہوئے تیور ہمین

۱۱	گرکے دیکھا ہی حبابی احسان فرط ضعف سے خود سنبھالا ہی نگاہ ناز نے اوٹھکر ہمین	۱۴۵

آب حیوان کا اثر یار کے خنجر مین نہین
مر کے جینا کسی عاشق کے مقدر مین نہین

شب کو جب دلمین کھٹکتا ہی خیال مژگان
دیکھ لیتا ہون کوئی خار تو بستر مین نہین

اس طرح آپ سے باہر ہون شب فرقت مین
مین بھی جانتا ہون آج کوئی گھر مین نہین

وصل دشمن مجھے دکھلا کے یہ کہتا ہی فلک
یہ وہی عیش ہی جو تیرے مقدر مین نہین

صلح کروا دی ہی مرے ساقی گلفام نے آج
چشمگین کی طرح شیشہ و ساغر مین نہین

گھر سے وہ جائین کہین کو تو ادھر آتے ہین
یہ بھی گردش ہی تقدیر کے اختر مین نہین

اپنا ساقی مجھے کس طرح بنائے کوئی
قسمت غیر کی گردش ترے ساغر مین نہین

جان پڑ جاتی ہی مردون مین ترے چلنے سے
اس قیامت کی ادا فتنۂ محشر مین نہین

بے تکلف مری گردن سے لپٹ جاتا ہی
تیرے دلکی سی رکاوٹ ترے خنجر مین نہین

کہتے ہین سنکے وہ شکوہ مری محرومی کا
آرزو ہی نہین جسکی وہ مقدر مین نہین

۱۴۶	وہ شب وعدہ بھی پوچھے آئے احسان کوئی بے شرم تو حسرت دل مضطر مین نہین	۱۲

ہمنے مانا کوئی تازہ ستم ایجاد کرین
جسمین کچھ لطف کا پہلو ہو وہ بیداد کرین

یہ نگاہین تری شوخی کو بھی ایجاد کرین
نئے انداز دکھائین نئی بیداد کرین

دلمین ہم آرزوئے وصل کی رکھین کبتک
ساتھ حسرت بھی نکلجائے جو فریاد کرین

اور بھی کیا خانہ خرابی کا گلہ جو یہ سمجھے
کون ویران ہوا ہی جسے آباد کرین

خاک اوڑائین بھی تو دین گوشۂ دامن جھٹکے
کبھی برباد نہو جسکو وہ برباد کرین

جانب غیر نہین لطف و محبت کی نگاہ
میر کہنا ہی غلط آپ ہی ارشاد کرین

اسلیے دلمین ہی درد و غم و حرمان کا ہجوم
کہ شب ہجر مین ہم دھوم سے فریاد کرین

یاوری غیر سے مانگون نہ فلک سے چاہون
وہ بھی امداد جو دشمن مری امداد کرین

نہ کبھی لطف کی باتین نہ غمزے کی راتین
صبر پر صبر کہان تک ترے ناشاد کرین

پاس رہتا نہین آوارہ پھرا کرتا ہی
دلکو تم قید مین رکھو تو ہم آزاد کرین

یہ تمنا ہی کہ جب دلمین کوئی آ بیٹھے
ہم کچھ ایسا اوسے بھولین کہ نہ پھر یاد کرین

١٤٧ — مر سکو انکو خدا دے یہ تحمل احسان
اُف بھی مُنہ سے نہ تہِ خنجرِ بیداد کرین — ١٥

ہمکو جسدم وہ یاد آتے ہین
صدمے فرقت کے بھول جاتے ہین

درد کو ضبط سے دباتے ہین
اوٹھنے والے کو ہم بٹھاتے ہین

اونکا کہنا یہ ہے سرِ ذبح کے وقت
خاک مین ہم تجھے ملاتے ہین

دل ہی تک تھا یہ شیوۂ دزدی
ابتو نظرین بھی وہ چراتے ہین

دل کے ارمان جتنے ہین سب وصل
وقت پر ہم بھی کام آتے ہین

تیر چلتے ہین جب نگاہون کے
اسطرف ہی کو سیدھے آتے ہین

ہائے مٹ جاتی ہی وہی حسرت
جسکو سینے سے ہم لگاتے ہین

جان پہچان ہی نہین گویا
اسطرح مُنہ کو وہ چھپاتے ہین

ملتے ہین خوبرو دعاؤن سے
ہاتھ اوٹھانے سے ہاتھ آتے ہین

دل ہی مین ڈھونڈھو [؟] کو ای یار
ہم ٹھکانا تجھے بتاتے ہین

نیک سیرت بنا دے ای اللہ
خوبصورت ہمین ستاتے ہین

ظلم کرتے ہین جسقدر معشوق
ترچھی چتون کے ساتھ جاتے ہین

درد و غم بھی ہین ہمزاج ایسے
دلکی حسرت سے روٹھ جاتے ہین

کچھ اونہین کو ہے لذت دیدار
جنکی آنکھون مین وہ سماتے ہین

۱۴۸ — یہ ہوا نقش مدعا بنکر
مجھکو احسان وہ مٹاتے ہین — ۱۱

زبان پہ بھی برابر شب وصال نہین
تمہین ہماری خوشامد کا بھی خیال نہین

وہ اور ہین کہ جنکا کیا تھا شکوہ جور
مجھے خدا کی قسم آپ سے ملال نہین

مجھے یقین کہ وہ بیخبر ہین عاشق سے
اونہین گمان کہ مین کچھ شکستہ حال نہین

مجھی سے شرم مجھی پر ستم مجھی سے غرور
مجھی سے اونکا یہ کہنا مین خوش جمال نہین

وہ شب کو پھرتے ہین تنہا کسی سے کیا پوچھو
فلک ہی کیون نہ کہے اسمین کوئی چال نہین

وہ دور بیٹھے ہین اسطرح منہ چھپائے ہوئے
شب فراق ہے گویا شب وصال نہین

تلاش ہے کسی بانکے حسین کی ہم کو
نگاہ شوق کی ہو جو دیکھبھال نہین

کسی کی آنکھون کے وحشت بھری نگاہون سے
اشارے ہوتے ہین ہم دیدۂ غزال نہین

اوبھر لئے ہین دل امیدوار کے ارمان
کہ اب وہ ای فلک پیر خورد سال نہین

یہ سچ ہے خواب کی باتین ہین وصل کی باتین
کہون نہ یہ بھی تمہین کچھ مرا خیال نہین

۱۴۹ — اوسی گلی کے ہین ہم رہنے والے ای احسان
جہان کہ نقش قدم تک بھی پائمال نہین — ۱۳

ملا وہ دل جسے الفت مین صبر وتاب نہین
ملی وہ آنکھ جسے آرزوئے خواب نہین

کوئی یہ مان لے کیونکر تمہین حجاب نہین
پھر اور کیا ہے یہ رخ پر اگر نقاب نہین

سوال وصل کو ٹالا ہے اوس نے تنہائی سے
ہمارے پاس تری بات کا جواب نہین

پڑا نہ ہاتھ کبھی اونکے اوٹھتے جوبن پر
نمود کی کوئی شے ہمکو دستیاب نہین

شمار جور و ستم کا اگرچہ مشکل ہے | حساب کر لو کچھ ایسا بہت حساب نہیں

بلا لو شیخ کو اپنے گروہ میں رندو | بہت ہی نیک ہے وہ آدمی خراب نہیں

تسلیاں ہمیں تم آج ہی دیے جاؤ | نہیں توکل یہ کہو گے وہ اضطراب نہیں

چھپائے بیٹھے ہو سینہ اگرچہ تنتے ہو | ہمارے کام کی یہ شوخی شباب نہیں

یہ شب کا وقت یہ عجلت یہ محفل تنہائی | کہاں چلے ہو کہ سایہ بھی ہمرکاب نہیں

جگہ ملی مجھے مر کر بھی کوئے ساقی میں | خدا کا شکر کہ مٹی مری خراب نہیں

نگاہ قہر کو اپنا بنائیں ہم کیونکر | غضب تو یہ ہے محبت بھری عتاب نہیں

تری زبان مرے منہ میں ہے تو پھر کیا بات | کبھی گلہ نہ ہوا اس کا میں کامیاب نہیں

۱۵۰ | شب وصال میں احسان تم بھی کچھ بھولو | کہ اب تو انکو تکلف نہیں حجاب نہیں | ۲۱

بیقراری بڑھ گئی ہم کیا کریں | دم بھی اب لیتا نہیں دم کیا کریں

بیخودی رہتی ہے ہر دم کیا کریں | ہمدمو تم کیا کرو ہم کیا کریں

صورت تصویر ہم خاموش ہیں | گھر میں ہے حسرت کا عالم کیا کریں

آگئے جوش جوانی سے وہ تنگ | خود سمٹ جاتی ہے محرم کیا کریں

عشق میں یہ کہہ کے فلک نے بے نصیب | غم بھی ہم پا لیتے نہیں غم کیا کریں

نالہ و فریاد کی چلتی نہیں | بخت وارژون ہو تو ہمدم کیا کریں

آخر کار ایک دن ہونا ہی ہے | حسرت مردہ کا ماتم کیا کریں

تیغ کے آگے جھکا دیتے ہیں سر | اور اے سفاک عالم کیا کریں

جان لیگا ادا کا یہ کہنا ضرور | آپ مرتے ہیں تو پھر ہم کیا کریں

لیکے دل دیتے نہین وہ کچھ پتا ۔ کہتے ہین چوری گیا ہم کیا کرین
ظلم سہتے سہتے خوگر ہو گئے ۔ رونہ کی تکلیف کا غم کیا کرین
حضرتِ دل مر گئے اچھا ہوا ۔ ایسے خود مطلب کا ماتم کیا کرین
وقت پر آنسو نہ نکلا ایک بھی ۔ اعتبارِ چشمِ پُرنم کیا کرین
شدتِ دردِ جدائی کیا کہین ۔ دم اوکھڑ جاتا ہی ہر دم کیا کرین
واعظو بیٹھے ہین ابتو ایک گھونٹ ۔ اور اس سے بھی سوا غم کیا کرین
رنج اونہین بھی ہی دلِ خون گشتہ کا ۔ ہاتھ ملکر کہتے ہین ہم کیا کرین
عادتِ جور و تغافل تو نہین ۔ دوست کیا سمجھا ہین ہمدم کیا کرین
دست بستہ رہتے ہین ہم پیشِ یار ۔ حسرتِ گشتہ کا ماتم کیا کرین
آگئے وہ چلتے پھرتے وقتِ صبح ۔ اب نکلتا ہی نہین دم کیا کرین
خانۂ دل مین نہین حسرت کوئی ۔ ہو گیا پر ہو کا عالم کیا کرین

۱۵	چھیڑنا احسان سے کہکر اونہین ۲ تم اگر تنہا ملو ہم کیا کرین	۱۱۵۱

جلوۂ یار نگاہون مین سماتا ہی نہین ۔ پردہ اتنا ہی کہ مین ہوش مین آتا ہی نہین
شوق کا لطف شبِ وصل کچھ آتا ہی نہین ۔ یار روٹھی ہوئی حسرت کو مناتا ہی نہین
اللہ اللہ شبِ ہجر کی ظلمت کا حجاب ۔ نظر آتا ہی مگر کچھ نظر آتا ہی نہین
کوسنے دو لبِ جان بخش سے تم لاکھون بار ۔ مرنے والا کوئی لیکن جانسے جاتا ہی نہین
جلوۂ طور ہو یا برقِ نظر ہو گیا ہو ۔ جو تمہین دیکھتا ہی ہوش مین آتا ہی نہین
مثلِ نقشِ کفِ پا خاک پہ افتادہ ہین ہم ۔ کیا سمجھتا ہو وہ ظالم کہ مٹاتا ہی نہین

فریبِ حسن کی شوخی بھری چالاکی چتون مین		دلِ عالم نگیون ہوا یک نظارے مین وارفتہ

۱۷	جو انکی سال ہی احسان گر ٹوٹے لائینگے گلرو بہارِ جشنِ عشرت خوب ہم لوٹینگے گلشن مین	۱۵۳

رہی برسون دلِ حسرت نشان مین
محبت ہی عجب بستی ہی جہان مین

حرارت عشق کی ہی جسم و جان مین
یہانتک پڑ گئے چہالے زبان مین

ہمارے پاس کیا ہی ہمصفیرو
وہی دو چار تنکے آشیان مین

منا لین روٹھی قسمت کو تو پہلے
اثر آجائیگا آہ و فغان مین

ہجومِ غم کا جو یان ہی مرا دل
یہ یوسف ہی تلاشِ کاروان مین

ہزارون مر گئے لاکھون ہوئے قتل
ہم اتنا ہین مقامِ امتحان مین

شبِ وصل آپ سے باہر ہین جو یون
کبھی ہم ہین کبھی ہین لامکان مین

کسی کے غم نے دلکو بھی نہ کہایا
تکلف ہی مزاجِ میہمان مین

یہ اقرارِ وصال اور یہ رکاوٹ
کوئی پہلو نہین کا بھی بیان مین

اگر سنتے ہو پہلے تہام لو دل
بھرا ہی درد میری داستان مین

محبت کیش ہین بندے خدا کے
گدائی کرتے ہین کوئے بتان مین

مری آہون سے کہتا ہی مقدر
ابھی ہی دیر تاثیرِ فغان مین

وہ میرے منہ سے سن لیں حال میرا
کہ کچھ مطلب کے پہلو ہین بیان مین

وہ جوشِ کیف مے وہ دورِ قدح
مزہ ہی صحبتِ پیرِ مغان مین

مجھے شرم گنہ زاہد کو نخوت
وہ دوزخ مین ہی ہم گامین جنان مین

ہوا وہ جنگ جو ہوتا لب صلح
پڑین جب آرزوئین درمیان مین

۱۵۴	ہمین پہچان لو احسان ہین ہم کیا ہی عشق نے رسوا جہان مین ہم	۱۱

طور کا حضرت موسیٰ ہی تماشا دیکھین
تجھکو دیکھین کہ زمانے کا تماشا دیکھین
ابھی پہلو سے تم اوٹھنے کا ارادہ نہ کرو
ہم دم ذبح نکیون کشتۂ حسرت ہوجائین
پاس اغیار سے آنکھین نہ نکالین مجھپر
پوچھ لینا تہا ہمین یار سے صبح وصال
ٹلتی ہی ہو جائینگی انکار کی باتین شب وصل
آرزو دین حیران کی مٹی جاتی ہی
یہ تو معلوم ہی قسمت مین نہین روز وصال
درد اوٹھتا ہی شب ہجر تو کہتا ہی ہی

ہم جسے دیکھ چکے ہون پھر اوسے کیا دیکھین
ایک دو آنکھون سے عاشق نے کیا کیا دیکھین
پہلے ہم خاطر مضطر کو تو سمجھا دیکھین
تیغ سفاک مین جب خون تمنا دیکھین
اک ذرا اپنی طرف آئنہ سیما دیکھین
پھر بھی آوگے کہ اب عمر کا رستا دیکھین
غیر کیون آگے مرا آپ کا جھگڑا دیکھین
آپ آئینہ کو للہ نہ اتنا دیکھین
کچھ دنون اور بھی امید کو سمجھا دیکھین
بیقراری ہین ہمین ضبط ہی کتنا دیکھین

۱۵۵	کوئی لاتا او نہین یہ کھلے ہجوم غم مین آو احسان کے میلے کا تماشا دیکھین	۱۱

درد کہتا ہی جگر مین رہین یا دل مین رہین
گھر مین بیٹھے ہوے کیا کرتے ہین رہنے والے
ملے مجھکو مہلت کے لیے عیش وصال
کام کی شی ہین ترے نازو ادا کی چھریان
رشک دشمن ہی جو مجھکو تو وہ فرماتے ہین

جسجگہہ یار بتادے اوسی منزل مین رہین
قتل ہونے کے لیے کوچۂ قاتل مین رہین
آرزو نہ نکلے وہ اک شب ہی مری دل مین رہین
تو نہ بیٹھے تو بھی پہلوئے بسمل مین رہین
جلنے والے نہ گھڑی بھر مری محفل مین رہین

کس محبت سے ہی ٹھہری ہوئی یاد دشمن
کیا برا ہو جو نہون ہم بھی ترے دل مین ہین

مردم دیدۂ عشاق سے پردہ ہی نہین
دلمین جو درد نہین سانے ہین وہ کیا دل مین ہین

جسکو دیکھا اسے یار کی فکر آہی گئی
اپنے گھر جائین کہ ہم یار کی محفل مین ہین

اس سے بہتر نہین آرام کی منزل کوئی
شوق ہے پردہ نشینی کا تو وہ دل مین ہین

غم کے ساتھ آتا ہے دلمین جو خیال دلدار
پوچھ لیتا ہے کہ ہم بھی اسی منزل مین ہین

اٹھنے والے ہین وہ ملنے کے لیے ای احسان
ہوشیار رہیے کہ طریقے دل غافل مین ہین

۱۳ ۱۵۶

بانکپن تیری کس ادا مین نہین
نوک پلکین ہی حیا مین نہین

ہمنے سو بار آزمایا ہے
کچھ اثر نالۂ رسا مین نہین

اب تک انکار وصل ہے اونکو
منہ سے نکلی تھی ابتدا مین نہین

کیون ستاتے یار تنگ ہم کو
زور شوق شکستہ پا مین نہین

ہم سے ناراض ہو گیا وہ بت
دخل کچھ مرضی خدا مین نہین

وصل جانان نصیب غیر ہوا
یہ اثر تھی مری دعا مین نہین

رشک دشمن ہے اسلیے ہم کو
مبتلا وہ کسی بلا مین نہین

کب کہینگی یہ چشم شوخ اونکی
پردہ داری مری حیا مین نہین

مجھسے کہتے ہین وہ دم فریاد
درد کچھ آہ نارسا مین نہین

تیرے بیمار کو لگی ہچکی
دیر اب آمد قضا مین نہین

وہ نہ آئیگا لیکن ای قاصد
شک تو اوسکو مری وفا مین نہین

جتنی شوخی ہے اونکی آنکھون مین
اوتنی بے پردگی حیا مین نہین

١٥٧	کہا تیرے ہو رحم تیغ کیون احسان کوئی لذت اگر جفا مین نہین	١٤

لگا کے لیگئین جو دلکو وہ ادائین تہین
دل و جگر کے خلاف انکی سب ادائین تہین
شکست ہو گئے دلکو گیسو و خط و خال
کبہی کرم نہین ہوتا تو مجہپہ ستم ہی سہی
عجیب لطف تہے دن تو یہ تیغ کی لوٹی
وہان بہونچکے نہ آنے کو اپنا جی چاہا
بچا لیا مجہے تو انکی نے حشر کے دن
ہمارے دل کو کدہر لیچلے چہپا کر تم
کہان نہ کشتہ ہوئی مری کوئی حسرت
شب فراق فلک نے یہ مہربانی کی
نہ کیون ہو قابل افسوس دلکی مجبوری
تمہارے ہاتھ سے لو خون ہو گیا دل کا
سپاہ عشق نے دلکو کیا تہا جب پامال

کبہی گلہ نہ کیا یہ مری وفائین تہین
وہ کیا کرین نہین بیچارونکی قضائین تہین
ادہر ہین ایک ادہر سینکڑون بلائین تہین
بہت ہی تیز کی وہ انگلی تری جفائین تہین
او ہمارے کے لیے چرخ پر گہٹائین تہین
تری گلی مین جو فردوس کی ہوائین تہین
نہین تو قابل پرسش مری خطائین تہین
اسی کے واسطے یہ ناز یہ ادائین تہین
کسیکی رونیکی دلمین ہی صدائین تہین
مجہی کو بہیجدین سب جسقدر بلائین تہین
وہ کوستے تجہے لبونپر مرے دعائین تہین
اسی کے واسطے یہ ظلم یہ جفائین تہین
شریک یار کے کچھ نا کچھ ادائین تہین

١٨٥	کسیکی ایک جفانے مٹا دیا احسان نہین تو قدر کے قابل مری وفائین تہین	١١

پہلے پہولے نہ ہم باغ جہان مین
کسی کا غم اٹہانا جان دینا

فلک نے آگ رکہدی آشیان مین
یہی دو کام تہے ہم کو جہان مین

یہی ٹھہرے ہین گئے بجلی کی طرح ہم
چمک پیدا ہو سو درد نہان ہین

نہین ملتے مرے نکلے ہوئے اشک
پھرون کب تک تلاش کاروان ہین

ذرا اک حشر سے ہمکو نہ ای شیخ
ہزارون فتنے ہین کوئے بتان ہین

لبو پہ یہ دعا ہے زیر خنجر
نہین ہوگا بیا ہی امتحان ہین

شب وعدہ وہ کچھ روٹھے ہوئے ہین
نہین کا آج بھی پہلو ہی ہان ہین

یہان خالی ہین دونون دیدہ و دل
بتاؤ تم رہوگے کس مکان ہین

برا سننے مین بھی ملتی ہے لذت
مزہ ہے خوبرویون کی زبان ہین

نہین ممکن کہ آسانی سے نکلے
ترے خنجر کا دم ہے نیم جان ہین

۱۵۹	خدا کا شکر شکر حال احسان وہ بولے درد ہی تیری زبان ہین	۱۳

عدو سے جو خلوت ہوئی انجمن مین
رہین گے نہ پھر ہمکو ہم پیرہن مین

بہار آئی کہتی ہے نرگس چمن مین
حیا چار دن رہتی ہے ہر دولہن مین

دل اولجھا ہوا ہے کہین گر پڑ لگا
لگا لو گرہ گیسوئے پر شکن مین

نہ کنگھی ہے نہ چوٹی نہ سرمہ نہ غازہ
تکلف نہین یار کے سادہ پن مین

کسی اور سفاک سے دل لگائین
نئی ٹیس پیدا ہو زخم کہن مین

عجب تفرقہ بیقراری نے ڈالا
نہ تربت نہ تختے نہ ٹکڑے کفن مین

وہ کمسن ہین غصے مین کیا لطف آئے
جوانی کی شوخی نہین بانکپن مین

ملے یار کھل جائے قسمت ہماری
یہ گردش کہان دور چرخ کہن مین

وہ کیونکر اٹھین کس طرح مجھسے بولین
نزاکت کمر مین خموشی دہن مین

بنے ہو شاہدِ رنگین ادا تم
ہمارا خون مل کر دست و پا مین

تصور اون کا کہتا ہی شبِ ہجر
یہ کون آیا کنارِ مدعا مین

کیا جس نے ہمین بیتاب اکثر
وہ اندازِ ستم ہی کس ادا مین

تمہارے کوسنے آجاتے ہین یاد
مین جب مصروف ہوتا ہون دعا مین

شروعِ عشق مین لڑتی تہین آنکہین
خبر تہی انتہا کی ابتدا مین

غریبون نے ستم اونکے اوٹہا کے
جفائین بٹ گئین اہلِ وفا مین

تسلی ہی نہ دل اپنی نہ الفت
دلِ مضطر کو کس پہلو سے تہا مین

سیاہی بختِ دشمن سے جو نکلی
چہپی آکر مری ظلمت سرا مین

محبت کا مزہ جب تہا کہ تہی چیخ
عدو میری طرح تڑپا بلا مین

شبِ وعدہ کسی سے پوچہتا ہون
محبت کا مزہ ہی کس ادا مین

وہ دل لے لیتے ہین دم بہر مین احسان
لگاوٹ ہی حسینون کی ادا مین

کسکے مرنیکی تمہین پروا نہین
پہر تو کہنا مین ابہی سمجہا نہین

مل ہی جائیگی نگہ دل تو ملے
آنکہ کا پردا کوئی پردا نہین

گالیان دے لو مگر اس شرط سے
ہنسکے کہہ دینا مین کچہ کہتا نہین

ناصحون سے ہو چکی دلکی دوا
انکو سمجہائے کوئی ایسا نہین

چہوٹ کر رونگے دلکے آبلے
انکو ابہی چہیڑنا اچہا نہین

ہم کہین کس سے شبِ غم دردِ دل
پاس اک اللہ کا بندا نہین

رازِ بستہ ہی اوسکا دہن
کوئی کیا سمجہے کہ کیا ہی کیا نہین

پھر خاموشی ہی ضبط آرزو — کیا کہوں کچھ بھی کہا جاتا نہیں
جھڑکیاں کر دیتی ہیں مجکو خموش — وہ بگڑ لیتے ہیں تو کچھ بنتا نہیں
چاہنے والا تو ہو لیتے ہیں سب — عشق کا مجنوں سے بھی ٹھہرا نہیں

وقت گریہ کہتے ہیں احسان نہ
دل لگی ہیں یوں کوئی روتا نہیں

مژدہ اے شوق وصال اوبھرا ابدنگا جوبن — بیٹھنے دیگا نہ گھر میں او نہیں اوٹھتا جوبن
شغل ہی کے لیے آجاؤ مری محفل میں — ایک ہی روز میں ہو جائیگا دونا جوبن
حسرت و آرزو و شوق کو صدقے کردوں — عیش کی جان ہے مرے دل کی تمنا جوبن
کیوں نہ ارمان ہو جھین تمنا بیتاب — یاد آیا ہی کسی شوخ کا اوٹھتا جوبن
آئینہ دیکھتے ہی ہوگئے خود بین مغرور — پوچھتے ہیں کہیں دیکھا ہی ایسا جوبن
سیہ آرزو و شوق مری ٹوٹ پڑی — وصل کی رات میں کس شوق سے ہم نے لوٹا جوبن
آپ کو شوق ہوا زیور و آرائش کا — دیکھیے ہمسے نگہ لڑتے ہی نکھرا جوبن
پوچھیے ہمسے نہ ان پھول سے گالونکی صفت — سب سے آپ چھپے ہیں پر آپ سے چھپا جوبن
نگہ شوخ کو تکلیف نہ دیں آپ ابھی — دلبری کے لیے کافی ہی اکیلا جوبن
سامنے بیٹھنے دیتے نہیں گھر دیتے ہیں — گھورنے کے لیے کئے ہو پرایا جوبن
سیکڑوں بار ترے صلکے لوٹے ہیں مزے — مجھسے پوچھے کوئی کیا چیز ہی اوٹھتا جوبن
ذبح کر ڈالونگا کہتا ہی یہ انداز نگاہ — ہے یہ قاتل نے بنا رکھا ہی بانکا جوبن
ہمکو پہلو میں بٹھاؤ نہ بغلگیر ہی ہو — دور ہی سے کبھی چھو لینے دو اوٹھتا جوبن
ہمت اے دست ہوس لوٹ ہی لینا یا کر — چلبلا ہو کہ نکیلا ہو کہ بانکا جوبن

خواہش وصل مین کیا جوش ہوا ارمان نکالا — کہتے ہین سیکھ لیے ہمسے ہی اوبھار جوبن
جب مزہ وصل کا ہی لوٹ کی لیتے مجھسے حیا — اور چھیڑے مرے دلکو ترا اوٹھتا جوبن

١٦٤ — اسکو کہتے ہین حیا شرم اسے ای احسان
پردے ہی پردے مین اوس شوخ کا اوبھرا جوبن — ١١

کہتے ہین وہ کہ صبر کرو اضطراب مین — مطلب کی بات یار کے کہہ ہم اسی جواب مین
ایسے شب فراق پڑے ہم عذاب مین — اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے اضطراب مین
غنچہ نہ ایسے تشنہ تبسم سے چھپا سے — پانی ملا کے ہو جیسے داخل ثواب مین
یہ کیا کہ چھپائیون سے [illegible] — جب لطف ہے کہ ہو کوئی شوخی عتاب مین
قائل ہین ہمتوای نگہ منتظر ترے — جا لپٹی یار رنگ کسیکی نقاب مین
یون دو جہان بھول گئے بیخودی مین ہم — روز شمار بھی نہین اپنے حساب مین
غربت نصیب کسکو بنائینگے ہم سفر — حسرت پڑی رہے دل خانہ خراب مین
بے گریہ میکشی مجھے آتی نہین پسند — پیتا ہون آب تشنگ ملا کر شراب مین
ہر روز کی تلاش نے آخر تھکا دیا — پانی نہ تھمنے اوٹھکی طبیعت شباب مین
باور نہو تو ہجی لگا ہونسے پوچھلو — رہنے نہ دیکی اوٹھتی جوانی حجاب مین

١٦٥ — احسان چھیڑتے ہو عبث وقت میکشی
چل نکلین گے وہ آپ ہی کیف شراب مین — ١٢

کہتے ہو غم نہین دل ناکامیاب مین — بھولے بہت ہو نہ حسن شباب مین
اس سال ہو نوالا ہی [illegible] — زاہد کو بھی شریک کرینگے ثواب مین
قاصد نے پھر کے دلکی طلب کا دیا پیام — اچھا سوال آیا ہی خط کے جواب مین

اظہار اک آرزو کا ہی سو پردہ نہین بیان
اک حال پر رہی مری بیتابی فراق
تیوا ئین دلکی داغو نکو بوسہ نکے ساتھ
تم بادشاہ کشورِ حسن و جمال ہو
اوس شوخ کی تلاش لیے پھرتی ہی ہمین
پیتے ہین ہم شراب کے بدلے لہو کے گھونٹ
ابتک نہ ہوا وہ سحر اور وہ نہ انقلاب
یاد ان نکے وصل کی شب کی نکوئی بات
آنکھ ہو دوڑ دوڑکے آتا ہی بار بار
اوس بت کے پاؤن ہی ہمارا اسیر ناز
کہتی ہی مجھسے اونکی خموشی شب وصال
تقدیر سے تم اگئے اب کیا نہ کیے ہم

انکار سیکڑون ہین و ہان اک جواب مین
کروٹ نہ لی فلک کی طرح اضطراب مین
ہم کیون کرین کسیکی مروت حساب مین
ہوتے رہین ہزار کرم اک عتاب مین
جس کا خیال ہی کبھی آیا نہ خواب مین
توبہ نے ہمکو ڈالدیا کس عذاب مین
پھر اور کیا اثر ہی ترے انقلاب مین
کام آ گیا کیا لڑکپن شباب مین
رکھا ہوا ہی کیا دل حسرت مآب مین
سجدے کر شکیے آج خدا کی جناب مین
مطلب کی بات ہی وہی لاجواب مین
دلکو تھا انتظار اجل اضطراب مین

۱۶۶	احسان کہل کے یار سے اب جان دل کہو آنکھو نکو تو رہا نہ تکلف حجاب مین	۱۲

خیر ہاتھ آئے وہ حسین کہین
جان ہو یا جگر ہو یا دل ہو
چھپا کسیکے جو بن کی
نکلی قلسے تو عرش نشیں ہو گئی
تم ابھی جاتے ہو کہان ٹھہر

ڈھونڈہ ہی لین گے ہم کہین نہ کہین
غم ترا چاہیے کہین نہ کہین
لے اوڑے چشم سرمگین نہ کہین
ٹھہری آہِ فلک نشین نہ کہین
ٹھہر تڑپے دلِ حزین نہ کہین

درد رہجاے میرے سینے مین
مجکو کرتا ہو فلک پامال
فتنہ پرداز یان زمانے سے
نہ بھی رگڑا مگر نہ حال کہلا
آئنے کو ہٹا دو آگے سے
اونکے گہر جانے والے ہین دشمن
کون سنتا ہی حالتین دلکی

صورت حرف دلنشین نہ کہین
خاک اوڑانے لگے ہین نہ کہین
چہین لے چشم سرمگین نہ کہین
مٹگیا ہو خط جبین نہ کہین
چوم لے بڑہکے یہ جبین نہ کہین
سر ٹپکتے رہین ہمین نہ کہین
ایک ہی بات ہی ہمین نہ کہین

۱۶۷

ہم کو دنیا مین عشق مین احسان
دل ہی جائیگا وہ کہین نہ کہین

۱۵

دل اگر کام کا ہو اوسکے ہین فن لیکر لاکہون
چرخ نے کہائے شب ہجر مین چکر لاکہون
ایک دن خاک مین عاشق کو ملا دیگا یہی
ایک آئینہ عارض کا ہی جلوہ ایسا
میرے کو لگی نہین گو قدر مگر یہ وہ ہی
خوگر جور و ستم ہون تجھے کہین حضرت دل
بادہ خوارون کی نگہ دیکھلے آج ای اہل
سینہ و گردن عشاق پہ آئی جو بلا
لٹ گئی ہین ایک زمانے کی تجھی سے نگہین
آج یون کرتے ہین وہ اپنے ستم کی تعریف

اے دل ہونی کی تمنا ہو تو خنجر لاکہون
اہ تیری ہین سحر تک مرے سر لاکہون
جس لیے ٹہلکر اٹہے ٹہوکر سے مقدر لاکہون
تیری خونخوارون مین ہین تو نشتر لاکہون
تمسے معشوق ہین عاشق ہوئے پیکر لاکہون
ایک تم کیا ہی ملتے ہین ستمگر لاکہون
حشر مین بیٹھے ہوے ہین لب کوثر لاکہون
سیکڑون تیرے چلگئے خنجر لاکہون
بہر پیے تو نے مئی عشق سے ساغر لاکہون
ہنسے چٹکی سے ملے ہین دل مضطر لاکہون

مرنے والون کو رضامند ہیں کیسے لو تم
ورنہ فریاد کرین گے محشر لا کھون
تم رقیبون سے ملو مین تمہین چاہون ہیہات
سب سے تم اچھے ہو اور مجھ سے ہین بہتر لاکھون
تیرے کوچے کی طرف ضعف نے اُٹھنے نہ دیا
جب اٹھایا ہے قدم آئے ہین چکر لاکھون
دور ہے تجھ سے وہی عشق بتان کا ایسا
نظر آتے ہین ہمین آپ سے باہر لاکھون

۱۶۸ — ۱۷

اک شکوہ بھی جو کرتا ہون مین اونکا احسان
جھوٹے الزام لگا دیتے ہین مجھ پر لاکھون

وصل کا وعدہ کہان وفا کچھ بھی نہین
سچ تو یہ ہے چھوٹی قسمون کے سوا کچھ بھی نہین
آجکل تاثیر آہ نارسا کچھ بھی نہین
ہائے ہم سے نامرادون کی دعا کچھ بھی نہین
طائر دل ہی کی قسمت مین ہدف ہونا تھا
ورنہ اے بت تیرے تیرون کی خطا کچھ بھی نہین
وصل کی امیدواری دیکھیے کیونکر رہے
خود وہ کہتے ہین کہ ایسا آسرا کچھ بھی نہین
دل مین درد اوٹھا مگر چھوڑا نہ پاس آہ
یار نے پوچھا تو ہمنے کہدیا کچھ بھی نہین
ابھی ہے جان پر اب عشق مین انجام کار
ہونے والی بات کا ہم کو گلا کچھ بھی نہین
ہائے قاتل تیر پر لوٹ جاتا تھا تجھے
تیری ہمت اے دل درد آشنا کچھ بھی نہین
وصل کی شب مین بھی حیرت نے نہ کچھ کہنے دیا
اسطرح ہم چپ ہین گویا مدعا کچھ بھی نہین
اب کہانسے لائین اونکی گالیون کا ثمر ہو
بیدماغی کہتی ہے ہمنے کہا کچھ بھی نہین
جب سے سمجھے ہین وہ اپنے حسن کو عشق آفرین
مجھ سے کہتے ہین ستم کی خطا کچھ بھی نہین
قابل دید آپ کی اوٹھتی جوانی ہے ضرور
ہان مری امید میرا حوصلا کچھ بھی نہین
میرے مرنیکی خبر سنکر کہا اوس شوخ نے
جان دینے والون کو پاس وفا کچھ بھی نہین
ہم نکالین اپنے دل سے لاکھ بار ارمان وصل
تم کہے جاؤ کہ تیرا حوصلا کچھ بھی نہین

جو ہمدو کبھی لیمین تو وہ آزردہ سب کچھ ہو کر
کان مین تیرے قصہ غم کہا طرف دل شوق خبر
تیرے کام آئیگا یہ آپس کا جھگڑا وصل مین

جسکو ہم ظاہر کرین وہ مدعا کچھ بھی نہین
اسطرح تمنے سنا گویا سنا کچھ بھی نہین
شوخیان کہتی ہین آنکھون کی حیا کچھ بھی نہین

١٦٩	ایک بوسے کے لیے احسان ترساتے ہین بت عشق مین دل دیکے ہمکو کیا ملا کچھ بھی نہین	١٣

تیری تصویر کو چھاتی سے لگا لیتا ہون
کارسازی مری تقدیر کی دیکھے کوئی
جب نہین کٹتی کسی طرح شب تنہائی
ہائے تنہائی کے مرنے سے مقدر مین کہان
آہی جاتا ہی اونہین رحم دل مضطر سے
رات دن شانہ کش زلف بنا کر دل کو
دست گستاخ بھی ہمشکل حنا لائی ہین
یاد آتی ہی کسی پردہ نشین کی جب ہم
بیقراری کی بھی انداز ہین کچھ قابل دید
غیر ممکن ہی اگر وصل مین جاگے بخت
مجھسے کہتا ہی وہ ظالم کہ بچائے کہنا
ہائے کہنا سے قاتل کا لگا کر ٹھوکر

ہجر مین وصل کا اسطرح مزا لیتا ہون
وہ بگڑتے ہین تو مین کام بنا لیتا ہون
سامنے اونکو تصور مین بٹھا لیتا ہون
ہان وہ دیتے ہین جو پھر آنکھ لڑا لیتا ہون
اپنے روٹھے کو خوشامد سے منا لیتا ہون
سلسلہ الفت گیسو کا بڑھا لیتا ہون
اوٹھتے جوبن کو شب وصل دبا لیتا ہون
آنکھ سے دور اوسے دل مین چھپا لیتا ہون
اپنا دیوانہ حسینون کو بنا لیتا ہون
باتین کر کے تو شب غم مین جگا لیتا ہون
دل مین آنکھ ملاتے ہی اوڑا لیتا ہون
اپنے کشتے کو مین ہر با جلا لیتا ہون

١٧٠	پھر کہے کیا جائے مرے دل سے خیال معشوق اوسکو احسان مین یا تو مین لگا لیتا ہون	١١

پایا نہ میری آہ رسا نے اثر کہین
پھر کر بہت تلاش کیا اوسنے کہین

اوس بت کے دیکھنے کے لیے آرزو ہے ہی
حسرت بھری ملے ہمین کوئی نظر کہین

ظاہر ہین شام ہی سے کچھ آثار صبح کے
اتنی ہی ہو نہ وصل کی شب مختصر کہین

بلچک ہمین بچا ہین گسے تیغ نگاہ کی
بن جائے چشم شوق کی تیلی سپر کہین

کچھ یاد آگیا ہی تو کرتا ہون یہ دعا
پیغام بھول جائے مرا نامہ بر کہین

باہر گیا ہی آپ سے کس کے خیال نے
ملتا نہین لب کو مین دود ہجر کہین

کھٹکا یہ شام ہی سے ہی ہمکو شب وصال
آنکھون مین رہ نجائے حیا ٹھہر کہین

آئے ادا سے تیغ تبسم وہ کہینچکر
رونے مین بس نہ دے مرا زخم جگر کہین

سینہ اوٹھا کے آہ مین چلتے ہوئے نشے
دیکھو لپٹ نجائے کوئی دوڑ کر کہین

ہر وقت کی تڑپ اوسے نہین لگا نہ ٹھہر یہ
فتنہ کوئی اوٹھائے نہ درد جگر کہین

۱۵	احسان آج آئے ہین اوٹھکھیلیو نسے وہ عشاق مر مٹین نہ اس انداز پر کہین	۱۴۱

بتا دین کہ ہم تم سے کیا چاہتے ہین
تلافی جور و جفا چاہیے ہین

وفادار تجھپر مٹا چاہتے ہین
یہ خواہش ہی تو کیا برا چاہتے ہین

عدو کی محبت مین خوبی ہی کیا کیا
سنا دیجیے ہم سنا چاہتے ہین

ادہر دیکھ او شرمگین آنکھ والے
تری آنکھ سے ہم ملا چاہتے ہین

ذرا جان کو کوس لے او ستمگر
ترے منہ کی ہم بددعا چاہتے ہین

کسیکو ستائین کسیکو مٹائین
یہی تیرے ناز و ادا چاہتے ہین

سپر نہ م لینے دے رخ کی بلائین
برا کیا ترے مبتلا چاہتے ہین

مرے صبر و تسکین و آرام لے لین
تمہارے ستم اور کیا چاہتے ہین

سنو کان رکھکر جو سنتا ہی ہمکو
کہ نالے مرے کچھ کہا چاہتے ہین

سنین ہمنے سب حضرت دلکی باتین
طرفدار اوسکے ہوا چاہتے ہین

ضرور اسقدر پوچھ لینا تھا تجھکو
ترے چاہنے والے کیا چاہتے ہین

جبر وار کرتی ہین نیچی نگاہین
سنبھل جائے دل ہم اوٹھا چاہتے ہین

کوئی اور بھی وار ہو چلتے چلتے
مرے زخم تجھپر ہنسا چاہتے ہین

مرے خانہ دل مین یا تیلیون مین
بتائین کہان وہ چھپا چاہتے ہین

۱۶۲ — ۱۱

وہ سرگوشیون پر ہوئے ہین جو راضی
ہم احسان بوسہ لیا چاہتے ہین

دونون عالم کی ہی احسان سمائی دلمین
نظر آتی ہی ہمین ساری خدائی دلمین

آئینہ رویون نے رکھی نہ صفائی دلمین
دلکی حسرت نے بہت خاک اوڑائی دلمین

کچھ ادائین تھین کچھ انداز تھے اوسکے ہمراہ
یاد دلکی شب غم دھوم سے آئی دلمین

حسرت کشتہ کی مٹی ہی تو کی ہمنے عزیز
دفن کرنے کے لیے قبر بنائی دلمین

حسرت وصل کو بیتاب کیے دیتا ہی
رہگیا ہی جو ترا درد جدائی دلمین

ضبط فریاد نے آفت مین ہمین ڈالدیا
رک گئے نالون نے بڑی دھوم مچائی دلمین

چٹکی یاس و تمنا مین عداوت کیسی
ضد سے رہتی ہی بہم روز لڑائی دلمین

حسرت وصل کو بیتاب جو دیکھا ہمنے
یار کی چاندسی تصویر لگائی دلمین

اب عدو کو بھی وہ کہنے لگے اچھا اچھا
آگئی میری طرف سے جو برائی دلمین

ہم ترے سوز محبت کا کرین کیا شکوہ
جل گئے کم بخت نے کیون آگ لگائی دلمین

۱۱	کھل گیا شوق بہری آنکھ سے پردہ احسان اونکی صورت نہ چھپی لاکھ چھپائی دلمین	۱۷۳

دل ہی نہین ملتا تو وہ ملتے ہین گلے کیون
جب درد نہین کوئی کلیجے کو ملے کیون

آئے جگر و دل ترے تلوونکے تلے کیون
پامال ہوئے جاتے ہین نازونکے پلے کیون

تن سے مرے اکدم مین جدا ہوگئی گردن
خنجر کو ہی افسوس کہ ہم تیز چلے کیون

کچھ سایۂ دیوار نہین ہی ترا عاشق
ای یار وہ در پر سے کسی وقت ٹلے کیون

دل لیکے ہمین یار نے پہلو مین بٹھایا
دشمن سے تو پوچھے کوئی ہم اسکو کھلے کیون

اچھا ہوا موت آگئی عاشق کو شب ہجر
پروا ہی نہین کچھ تو کوئی ہاتھ ملے کیون

غیر اچھے ہین آئندہ بھی اچھے ہی رہینگے
تم جنکو برا کہتے ہو وہ ہوگئے بھلے کیون

ہم خاک مین ملنے کو جو آبیٹھے ہین در پر
کہتے ہین کوئی چال قیامت کی چلے کیون

لو آہی گیا آج مرے ضبط پر الزام
کہتے ہین وہ آنکھونسے ترے اشک ڈھلے کیون

نادان وہ ایسے ہین کہ آئے جو شب وصل
فرماتے ہین تم ہمکو لگاتے ہو گلے کیون

۱۲	روٹھے ہوئے بیٹھے ہین وہ محفل مین جو حسان تکرار ہوا اسبات کی دشمن سے جلے کیون	۱۷۴

نہ غم سے فرصت نہ دل کو راحت عجیب حال خراب مین ہون
خیال آتا ہی جب کسیکا تو بخت کہتا ہی خواب مین ہون
سمجھکر اقرار وصل اوسکو مین اور بھی اضطراب مین ہون
خبر جو قاصد نے دی یہ آکر کہا ہی خط کے جواب مین ہون
کہا ہی جو کچھ کہ واعظون نے سنا ہی کس نے جو وہ بتائے

مجھے تو یہ بھی نہین ہے کہ کب سے کیف شراب مین ہون

یہ اچپلاہٹ یہ چلبلاپن یہ ترچھی چتون یہ شوخ باتین
لڑکپن اونکا پکارتا ہے مین انتظار شباب مین ہون

برا ہوا ئی شوق دید تیرا ہزارون وسواس آرہے ہین
کہین نہ کہدے وہ حشر مین بھی کہ جاؤ بیٹھو حجاب مین ہون

وہ پوچھنے آئے حالت دل تو ضبط ہی سے مین کام لیتا
ٹھہر ٹھہر کر بیان کرتا بہت بہت اضطراب مین ہون

وہ جا بیٹھین جو محفل عدو مین پیئین تو جام شراب رنگین
وہان بھی کہدیگا دل کا جلنا کہ مین بھی شامل کباب مین ہون

رقیب کم بخت کیون گیا تھا تمھارے گھوڑے کو جا کے کھولا
صبا سے سن سن کے حال سارا غضب مین ہون پیچ و تاب مین ہون

کدھر ہے جنت کہان ہے دوزخ یہ کیا سناتے ہین مجکو واعظ
ابھی سے توبہ ری آہی چھڑا دے ناحق عذاب مین ہون

خیال اوسکا جو دل مین ٹھہرے وہ لاکھ ڈھونڈے مگر نہ پائے
جو مجھ سے پوچھے تو خود یہ کہدے مین قلب حسرت مآب مین ہون

وہ بحر خوبی وہ جان عاشق جو محرم آب روان کی پہنے
پکار اوٹھے کیون نہ اوٹھتا جوبن کہ مین مکان حباب مین ہون

یہ کیا تماشا ہے وصل کی شب ہر وقت آنکھین بند کیونکر
نگاہ لڑتی نہین نگہ سے وہ کہتی ہے مین حجاب مین ہون

۱۷۵	کسی سے احسان مین کہون یون گزرتی ہی اپنی زندگی یون جو آج شوقِ نماز مین ہون تو کل ہین شغلِ شراب مین ہون	۱۱

ہمارے ساتھ تو تم کو پیار ہی کہ نہین
سوائے غم نظر آتی نہین ہی صورتِ عیش
نشانِ قبر مٹاتے ہو تو ہو تباتے جاؤ
شرابِ عشق جو پی لی تھی دیکھ او بدمست
کبھی جو تیغِ ادا اوس نے سر جھکا ہی دیا
ہمارے سامنے آؤ تو تجربہ ہو جائے
خموش ہو گئے کیون ہاتھ رکھکے سینے پر
یہ پوچھتے ہین وہ پیمان وصل سے پہلے
ہین منتظر کہ خبر ہو او نہین تو آجائین
مزے کی ہی یہ مُلّا و نام ای زاہد

بتاؤ حسرتِ بوس و کنار ہی کہ نہین
خوشی نصیب مین ای گردگار ہی کہ نہین
مری طرح کوئی اب نامدار ہی کہ نہین
اوسی کا آنکھ مین ابتک خمار ہی کہ نہین
اجل بسیدہ ترا جان نثار ہی کہ نہین
کہ عاشقون کی نگہ پردہ دار ہی کہ نہین
بتاؤ تو مرا دل بیقرار ہی کہ نہین
مری قسم کا تجھے اعتبار ہی کہ نہین
وہ بیخبر کہ مجھے انتظار ہی کہ نہین
زمانہ ابھی پی کے بتا خوشگوار ہی کہ نہین

۱۷۶	وہ دل کو لیکے یہ کہتے ہین غیر سے احسان اس آئینے مین ترا ہی غبار ہی کہ نہین	۱۲

دو بدو راہ مین جس روز وہ ہو جاتے ہین
کوچۂ عشق مین گمراہ جو ہو جاتے ہین
نام آور ہین وہی شوقِ شہادت والے
ہم سے ملنے کا یہ رکھا ہی تمون نے انداز
گھر سے آئے تھے فقط عرضِ تمنا کے لیے

ہوش کی طرح مرے دل کو بھی کھو جاتے ہین
ہم تجھے ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے کھو جاتے ہین
سرِ نابُریدہ کوچۂ سفاک مین جو جاتے ہین
کبھی چھپتے ہین کبھی سامنے ہو جاتے ہین
آپ کیون ہمسے خفا ہوتے ہین لو جاتے ہین

کہتے ہین یار ہی دلچسپ جگہ ہو ایسی — سیر کر کے وہین رہ جاتے ہین جو جاتے ہین

دشمن عیش ہی یون نیند جوانی کی نہو — شام ہی سے مرے گھر آکے وہ سو جاتے ہین

یون تو کب ہوتا ہی غم اپنے شہیدون کا انھین — بیٹھکر بزم عزا مین کبھی رو جاتے ہین

لطف شکوون کا شب وصل مین خوب آتا ہی — سب ارمان طرفدار عدو ہو جاتے ہین

گمرہی عشق مین ہی منزل مقصد کی دلیل — ڈھونڈھ لیتے ہین وہی تجکو جو کھو جاتے ہین

پھر نہین سکتے ترے کوچے مین ہم سے بدنصیب — بخت خفتہ کیطرح پاؤن بھی سو جاتے ہین

جگر و دل کو کیا ہی دم رخصت ہمراہ — آپکے ساتھ رفیق آپکے دو جاتے ہین

۱۱	وہ مرے مرد پہ آئے تو یہ بولے احسان کیا یونہین رات کے جاگے ہوئے سو جاتے ہین	۱۷۷

بیخودی مجھکو رکھتے ہین انداز غضب ہین — ان سحر بھری آنکھون کے یہ ناز غضب ہین

ہائے کچھ کھلتے ترے ناز غضب ہین — دم دے گئے عاشق کو یہ دمساز غضب ہین

تاثیر جو کچھ نالۂ و فریاد نے کی تھی — کہتے ہین یہ دونون ترے دمساز غضب ہین

زندہ جو کیا ہمکو تری جنبش لب نے — بول اٹھی اجل حسن کے اعجاز غضب ہین

دل چھینے لیے جاتی ہین چتون کی ادائین — ہم جان گئے کچھ بھی انداز غضب ہین

چھیڑ لگی شوق نے پردے مین بھی تم کو — کیون دیکھ لیا ہمسے نظر باز غضب ہین

کچھ کرتے ہی رہتے ہین عدو میری برائی — یہ خانہ بر انداز یہ غماز غضب ہین

بھولے نہ تمہ لاکھ دل زار کے آگے — چتون تو یہ کہتی ہی مرے ناز غضب ہین

پھر لیا ہی ہمین پہلو مین بٹھا کر — یہ لطف ترے ای بت طناز غضب ہین

کیا پھر ہی تیر دل کی طرح جل گئے ہم پہ — جادو ترے ای چشم فسون ساز غضب ہین

۱۷۸

آرام و تحمل کو اوڑا لیگئیں آہین
احسان یہی خانہ برانداز غضب ہین

۱۵

نالے ہین شور آہِ رسا مین اثر نہین
بیجا ہی پھر کہون مین کسیکو خبر نہین

جب پوچھتا ہون آئے دلِ گم شدہ کا حال
منہ پھیر کر وہ کہتے ہین ہم کو خبر نہین

یون منہ بنا رہے ہین دیکھکے وہ جوشِ اضطراب
گویا ہمارے سینے مین دردِ جگر نہین

پہلوئے غیر مین نہ بہت چپکے بیٹھیے
محفل مین کوئی ڈھونڈھنے والی نظر نہین

اقرارِ وصل کا نکرینگے کسی سے ذکر
اندیشہ آپ ہی کو ہی کیا ہمکو ڈر نہین

ہم ایسے بیقرار کہ دم بھر نہین قرار
تم ایسے بیخبر کہ ذرا بھی خبر نہین

نسبت دون طولِ روزِ قیامت سے کیسے ای فلک
ایسی شبِ فراق مری مختصر نہین

آئی شبِ فراق تو کہنے لگا فلک
لو آگئی وہ شام کہ جسکی سحر نہین

غیرون کا پائمال ہو کیون تیرا خاکسا
افتادہ مثلِ سایۂ دیوار و در نہین

ای دل شبِ فراق مین یہ جوشِ بیخودی
تیری خبر تو کیا ہمین اپنی خبر نہین

جب جوشِ اضطراب ہوا اشک گر پڑے
الفت کی پردہ دار مری چشمِ تر نہین

تقدیر کی ہی مجھکو شکایت نہ چرخ کی
فریاد خود مقر ہی کہ مجھمین اثر نہین

لکھوا کے لائے اونسے جواب خطِ نیاز
ایسا بھی ہوشیار کوئی نامہ بر نہین

کہتے ہین آسمان سے اوٹھا اوٹھکے گرد باد
عالم مین ہم سے خانہ بدوشون کا گھر نہین

۱۷۹

کہتے ہین آج دیکھکے وہ مجھکو بیقرار
احسان کی طرح کوئی شوریدہ سر نہین

۱۱

اوٹھائی یار کی بیداد برسون
ستم ہوتے رہے ایجاد برسون

خدا حافظ تمہارا ہم صفیرو | پنچھوڑے گا ہمین صیاد برسون
تمہین نے خاک اوڑوائی ہی ہمسے | تمہین کرتے رہے برباد برسون
گھڑی بھر تو ہنسو بولو شب وصل | کہ رویا ہی دل ناشاد برسون
ہماری سی نہ قسمت ہوسکیگی | نہ ٹھہرے قابل بیداد برسون
گرے ہین ضعف سے ہم ہر قدم پر | پڑی ہی عشق کی افتاد برسون
تمہارے لطف دور ذرہ کا کیا ہیک | رہے ہو تم ستم ایجاد برسون
شب وصل آکے تم ٹھہرو نہ دم بھر | یہی صدمہ رہیگا یاد برسون
وہ نکلے دل سے تو یہ کھٹکے نکلے | نہوگا اب یہ گھر آباد برسون
مزے چکھے ہین ہمنے درد و غم کے | کیے ہین نالہ و فریاد برسون

۱۸۰ | اسیر عشق جانان ہو اب احسان
بہت پھرتے رہے آزاد برسون | ۱۴

اثر کشب ہجر ٹالے ہوئے ہین | مرے مدعی میرے نالے ہوئے ہین
دل غیر کے حوصلے ہمکو دیدو | وہان سے تو آخر نکالے ہوئے ہین
ہوئین حیرت عشق مین اوسنے باتین | وہ تصویر مین جان ڈالے ہوئے ہین
تو ہی اے فلک مجھکو اتنا بتا دے | کہانتک رسائی مرا لے ہوئے ہین
وہ ارمان ہمکو ملین پھر الٰہی | کئی بار کے جو نکالے ہوئے ہین
وہ اوٹھے تو چوٹی لپٹ کر یہ بولی | چلو ہم کمر کو سنبھالے ہوئے ہین
شب وصل ہاتھ اونکا ہی میرے دلپر | وہ مطلب کے پہلو نکالے ہوئے ہین
ادہر سے ہی خوشامد ادہر سے لگاوٹ | ہم اونکو وہ ہمکو سنبھالے ہوئے ہین

جگاتی ہی سو تو نکو رفتار اونکی
زرا اب سمجھکر ہنسو طلم کرنا
نگاہین ہماری رکین گی نہ ہر گز
بڑھا یہ تپ غم کا جوشش حرارت
کیا مضطرب مجھکو ضبط فغان نے

یہ محبت نے قیامت کے پالے ہوئے ہین
کہ عاشق خدا کے حوالے ہوئے ہین
وہ کیون آنکھ ہو گہ نگاہین ڈالے ہوئے ہین
اور پھر کہ مرے داغ چھالے ہوئے ہین
دل آزار تھم کے نالے ہوئے ہین

۱۸۱	تب وصل احسان کہنا یہ اونکا بڑے آپ ارمان والے ہوئے ہین	۱۱

تیری نگہ کو ہم بانگ عنادل سمجھے ہین
سختی مرگ بھی آسان ہی انکے آگے
غیرت شمع تجلی تو کہا کرتے ہین
حصہ دولت دیدار مجھے بخشین تو
حسرت وصل کا پوچھین نہ کسی سے حال
محو انداز ستم سے بھی ہو نکلے کوئی
اپنی محفل مین تو بلوائین نہ مجھکو سمجھا
منزل عشق مین ایسی ہی جہان تک تلاش
لذت زخم جگر سے نہ عدو ہون واقف
کون مانع ہی وہ آجائین ٹھہرنے کے لیے

غنچہ چٹکے تو شکست دل بسمل سمجھے ہین
حضرت عشق کو ہم کونسی مشکل سمجھے ہین
اور کیا تجھکو ہم ای رونق محفل سمجھے ہین
کاش آنکھون ہی کو وہ کاسہ سایل سمجھے ہین
ہیں ارمان ہی کو شاہد عادل سمجھے ہین
وار ادھا جو پڑے شوخی قاتل سمجھے ہین
یہ بھی کیا کم ہے نہ آنے ہی کے قابل سمجھے ہین
ذرہ بھی راہ مین دیکھین تو اوسے دل سمجھے ہین
اس مزے کو بھی ہم کہین تو بسمل سمجھے ہین
دل اونہین کا ہے اوسے اپنی ہی منزل سمجھے ہین

۱۸۲	کوئی پتھر نہین صدمے جو اوٹھائے احسان اونسے کہدے کوئی وہ دلکو مرے دل سمجھے ہین	۱۱

جب وہ کچھ دل میں ٹھان لیتے ہیں
جاننے والے جان لیتے ہیں

تم جو کہتے ہو غیر سے سر بزم
ہم اشاروں سے جان لیتے ہیں

مرنے والے حضور کی باتیں
جنبش لب سے جان لیتے ہیں

کہتا جاتا ہے وقت ذبح وہ شوخ
ہم ترا امتحان لیتے ہیں

شوخ و چالاک ہیں حسین بہت
دل لگی کر کے جان لیتے ہیں

چادر و شامیانہ ہے کمل
اوڑھ لیتے ہیں تان لیتے ہیں

یہ پری رو ہی ہیں کہ بن کے ظالم
گالیاں دے کے جان لیتے ہیں

سرخرو کیوں نہ ہو حیا شب وصل
سر جھکا کر وہ پان لیتے ہیں

زخم میں تیغ رکھ کے بتلا دو
منہ میں کیونکر زبان لیتے ہیں

تلوے کانٹوں نے کر دیے چھلنی
جب سے ہم خاک چھان لیتے ہیں

۱۴۳

الٹے دیتے نہیں مجھے احسان
چٹکیاں پاسبان لیتے ہیں

۱۳

بتاؤں حضرت دل اوس ستمگر پر جو آتے ہیں
مجھے آئینہ حیرت بنا کر منہ چھپاتے ہیں
خفا ہو کر جو دل سے درد قصد اٹھنے کا کرتا ہے
عدو کو کیا غرض گر دن جو اونیر دل کی امیدین
جگر کی بیقراری ہے مجھے یاد دل کی بیتابی
کوئی کرتا نہیں ہم دل جلوں کی دلدہی یارب
شب عدہ دل مضطر کو بہلاتا ہوں یہ کہکر

اگر مرتے ہیں کیونکر جان سے کسطرح جاتے ہیں
کوئی پوچھے تو اوس سے سامنے کس وقت آتے ہیں
خوشامد سے ہزاروں منتوں سے ہم بٹھاتے ہیں
کسی کا کیا بگڑتا ہے ہم اپنا گھر لٹاتے ہیں
یہاں سینے میں مثل برق دونوں تلملاتے ہیں
بگڑ ہاں آگ دل کی گاہ گاہ آنسو بجھاتے ہیں
ٹھہر جا اب کوئی دم میں یہاں وہ آئے جاتے ہیں

حسینوں کو دکھا کر عشق کہتا ہے خدا سمجھے
وہ بت ہیں جو حسرت کیطرح دلمیں سماتے ہیں

نہیں چھٹتی ہماری حسرت دل نزع میں اچھا
تجھے لینی پڑی ہے جان سے ہم اپنی جاتے ہیں

تپ غم کا برا ہو ہو گئے ہم ناتوان ایسے
کہ اونکی بات بھی منہ تک بڑی مشکل سے لاتے ہیں

عدو کو ہو سوال بوسہ کی جرأت معاذ اللہ
تعجب ہے کہ آپ اسکو اپنے منہ لگاتے ہیں

قیامت کا جو حال اوس شوخ سے عاشق نے پوچھا تو
ادا بولی یہی تو فتنۂ خفتہ جگاتے ہیں

۱۸۴	خدا نے منزلت بخشی ہے وہ احسان ستون کو قدم لگتے ہیں ہم عرش پر جب اوٹھکے ٹھہرا لیتے ہیں	۱۱

جلوۂ حسن دکھا کر وہ پھرے جاتے ہیں
ہوائے بیخبری ہوش میں ہم آتے ہیں

یہ غرض ہے رہے عالم وہی نیرنگی کا
رنگ تصویر سے تصویر وہ کھنچواتے ہیں

دونوں جانب کشش عشق کی تاثیر تو ہو
یا ہمیں جاتے ہیں یا خود وہ ہمیں بلواتے ہیں

درد پہلو نہیں اوٹھتا تو دل بسمل کو
ایکدم ٹھہر کے پھر ونہی تڑپ جاتے ہیں

گھر ہو ویران ہجوم غم تنہائی کا
حوصلے خاطر مشتاق کے گھبراتے ہیں

دشمن عیش ہیں کمبخت مؤذن شب وصل
صبح ہونے نہیں پاتی ہے کہ چلاتے ہیں

پھر نہ کہنا کہ یہ شر کا کوئی انداز نہیں
خیر ہم آپکی محفل سے اوٹھے جاتے ہیں

گرمی مہر سے کیوں زرد ہیں عارض اونکے
یہ بھی کیا پھول ہیں جو دھوپ میں کمہلاتے ہیں

کیا قیامت ہے ترے رنگ حنا کی شوخی
دیکھنے والونکے دل ہاتھ سے جاتے ہیں

شدت ضعف تو دیکھو کہ ہمارے آنسو
تھک کے گر پڑتے ہیں آنکھوں تک اگر آتے ہیں

۱۸۵	اونکو چاہا تو عبث ہوتے ہیں طعنے احسان یہ کوئی آگ نہیں غیر جو بھڑکاتے ہیں	۱۵

خالِ رخسار ترا پیشِ نظر ہی شبِ ہجر
کیا کرین مشغلۂ نجم شماری آنکھین

کیون نہ ہو تیرے ستو تجھہ وہ بھری محفل مین
کام کرتی ہین ہزارون مین ہماری آنکھین

اپنے ہی حسن سے سفّاک بنے بیٹھے ہو
موے مژگان مین جو خنجر تو کٹاری آنکھین

وصل کی شب ہے مرے کیلیے پہلو و جام
صبح کو لطف دکھائینگی خماری آنکھین

شوقِ دیدار سلامت ہے تو ہوگا سب کچھ
جان پڑ جائینگی آفت کو ہماری آنکھین

اللہ اللہ یہ ترقی یہ فراوانیِ حسن
بھر گئین جلوۂ محبوب سے ساری آنکھین

کیا ستم ہے کہ عدو سے تو لڑا کرتی ہین
میرے ہی سامنے جھکتی ہین تمھاری آنکھین

نگہِ شوق کے انداز بھی ہو جائین پسند
آنکھ سے آنکھ لگائین تری پیاری آنکھین

دھیان رہتا ہی مین ناز بھری چتون کا
آجکل پھرتی ہین آنکھون مین تمھاری آنکھین

۱۹۷	اوس نے احسان جو پہلو کو کیا ہی خالی دل کے ہمراہ پھر آتی ہین ہماری آنکھین	۱۱

اثرِ آہِ رسا کے درد بنکر ہوتے جاتے ہین
مرے دل کی طرح کچھ وہ بھی مضطر ہوتے جاتے ہین

پھرایا تھا جنھین وحشت جنون مین میری الفت نے
وہی تو اپنے سرگشتہ مقدر ہوتے جاتے ہین

کیا کرتے ہین وہ مشقِ ستم حسرت بھرے دل پر
نگاہون کے کرشمے تیر و خنجر ہوتے جاتے ہین

لگاوٹ کر گئین آنکھین کسیکی حضرتِ دل سے
انھین پوچھے کون کہ قابو سے باہر ہوتے جاتے ہین

شروعِ عشق مین کیا پوچھتے ہو جی کیون ہے
تمہاری گالیان کھانے کے خوگر ہوتے جاتے ہین

شبِ وصل آج لطفِ وصل مین ہی اور کیفیت
شکایت کے عوض دورِ ساغر ہوتے جاتے ہین

کوئی دیکھے تو آکر بندوبستِ کوچۂ جانان
نگہبانِ درِ دولت مقرر ہوتے جاتے ہین

دلِ بیتاب کو کھینچینگے وہ آہستہ آہستہ
جوانی کے نئے انداز دلبر ہوتے جاتے ہین

کدورت رکھکے مٹی مین ملایا ہی تو ہم کو — تمہارے لطف سے کیا خاک پتھر ہوتے جاتے ہین
تمھین غیرونکی الفت ہی ہمین تمسے محبت ہی — کبھی کچھ بھی نہین ہم تم برابر ہوتے جاتے ہین

۱۸۸	ادہر سے جب کبھی جاتے ہین ملنے کو وہ دشمن سے ہمارے پاس بھی احسان اکثر ہوتے جاتے ہین	۱۱

جلوے کبھی کبھی رخ زیبا کے دیکھلون — آؤ نہ تم یہان مین وہین آکے دیکھلون
کہتے ہین وہ کہ دل کی تڑپ کا نہین یقین — جبتک نہ اپنی آنکھ سے تڑپا کے دیکھلون
کیونکر سوا ہی وصل سے لذت فراق کی — کیا چاہتے ہو ہجر کا غم کھا کے دیکھلون
نالونکی بھی خبر اونہین ہوتی ہی یا نہین — اکدن شب فراق مین جلا کے دیکھلون
جاتے کہان ہو صبح شب وصل تم ابھی — ٹھہرو ہین اپنے دلکو تو سمجہا کے دیکھلون
ظلمت کدے ہین گور کا ہی عالم شب فراق — گھبرا رہا ہی دل کہ اونہین جا کے دیکھلون
کتنی تڑپ ہی دلکی کہانتک ہی ضبط درد — تڑپا کے اوسکو چاک تو دل ٹھہرا کے دیکھلون
کیا دیکھنا ہی اونکو بتاتے نہین مجھے — کہتے ہین تیر محبت کو سہلا کے دیکھلون
تنہا ہون کوئی مجھسے اپنے خیال کو — دل کسطرح بہلتا ہی بہلا کے دیکھلون
اچھا نہ سامنا ہو نہ پورا ہو شوق دید — تصویر ہی کسیکی نہ کیون اسکے دیکھلون

۱۸۹	احسان اپنی جان ہی دوسری عشق مین مرتا ہون مین کہ جیتا ہون ہم کھا کے دیکھلون	۱۱

سنتے ہی عرض طلب آنکھین نکالتے ہین — میرے سوال کو وہ غصے سے ٹالتے ہین
کچھ ایسے نرم دل ہین امیدوار تیرے — آغوش آرزو مین حسرت کو پالتے ہین
خدمت سبو کی ہو ساقی نے شیخ جی کو — جب دیکھو میکدے کے برتن کھنگالتے ہین

جوش سگفتگی ہی گلستن مین فصلِ گل کو ‌ ‌ گل مفس رہے ہین غنچے ٹوپی اوچھالتے ہین

کم ہوسکیگی کیونکر اس دلکی بیقراری ‌ ‌ اوٹھتا ہی مضطرب ہی جتنا سنبھالتے ہین

کب کی ہی عجب جو کی کسدن گلا کیا ہے ‌ ‌ تم ملتے ہو عدو سے ہم خاک ڈالتے ہین

دل کو جو میرے چھیڑا کہنے لگی یہ چتون ‌ ‌ ہم اپنی دل لگی کا پہلو نکالتے ہین

دل مین ہمارے آیا آنکھون ہی کا تصور ‌ ‌ ہم ایسی تیلیون کو سانچے مین ڈھالتے ہین

صبر و قرارِ دل کو لوٹا ستمگرون نے ‌ ‌ عاشق کے گھر کو ظالم رہ رہ کے گھالتے ہین

ملتے ہو مدعی سے اچھی نہین یہ چالین ‌ ‌ جو تمکو دیکھتے ہین وہ جی نکالتے ہین

۱۹۰ ‌ ‌ نکلی ہین اونکے منہ سے احسان گالیان کچھ
دیکھین تمیز آج کہکر کس پہ وہ ڈالتے ہین ‌ ‌ ۱۷

ہم بغل تم ہو نہین سکتے تو کچھ حسرت نہین ‌ ‌ کیا نگاہِ ناز کو بھی اوٹھنے کی طاقت نہین

کیون ڈرون کم بخت سے فتنہ ہین آفت ہین ‌ ‌ تیرے گیسو کی بلا ہی یہ شبِ فرقت نہین

بزم مین بیٹھا بھی جانے دونگا کے سامنے ‌ ‌ کیون نکلواتے ہو تم دشمن کی ہین حسرت نہین

کیا ستم ہی چاندسا چہرہ رہے زیرِ نقاب ‌ ‌ خود سمجھ دیکھو چھپا رکھنے کی یہ صورت نہین

دورِ چشمِ یار ہو تا دورِ ساغر کی طرح ‌ ‌ آج ہای ساقی تری محفل مین کیفیت نہین

ہر جگہ مثلِ نظر آنکھون مین رکھیگی تجھے ‌ ‌ تیرے آگے سے ہٹے ایسی بھی حیرت نہین

ہمتِ ساقی کے آگے کچھ نہ زاہد کی چلی ‌ ‌ ہم بلالیں تجھے تو کہتے تھے ہی حضرت نہین

ہائے وہ زلفون کا بکھرانا وہ جوڑا باندھنا ‌ ‌ کون کہتا ہی پریشانی کو جمعیت نہین

چٹکیان لینے کو بیٹھے ہین مرے دلکی طرف ‌ ‌ اور کہتے ہین ستانے کی ہمین عادت نہین

دیکھلو وہ حضرتِ دل آگئے ہیہات ہین ‌ ‌ ہم نہ کہتے تھے کہ اس دیوانے کو وحشت نہین

سیر کا شوق اودھر ضبطِ تپِ غم ادھر
جتنے وہ آزاد ہیں اتنے مجھے فرقت ہیں

تیوریوں میں بل نہ آئیں تو نہیں جیتے ہوں
ہمنے اُن لبوں کی ضد کی یہ کوسل جنت نہیں

پرسشِ غم پر یہ اظہارِ تمنا کب نہ تھا
آپکی خاطر سے کہدیتا کوئی حسرت نہیں

بول اٹھے وہ مری تصویر کو بھی دیکھکر
اور ہمارے چاہنے والے کی صورت نہیں

دل میں وہ کس سے آئیں جمع ہاں ہاں شوق و
وائے ناکامی کہ اپنے گھر میں بھی جا تو نہیں

توڑے میری قسم ای ساقیِ پیماں شکن
شیخ کی توبہ نہیں زاہد کی نیت نہیں کو

۱۹۱	مول تو لیتے ہو تم احسان جتنے وصل کو ہم جتائے دیتے ہیں لذت یہ کچھ سنت نہیں	۱۱

کہنے دو مطلب کی باتیں شکوۂ بیداد میں
عمر بھر کے سب بکھیڑے ہیں اسی فریاد میں

صبحِ وصل اُنسے دمِ رخصت یہ کہنا رہ گیا
رہ گئیں ہیں کچھ تمنائیں دلِ ناشاد میں

آئے ہیں میری سیہ بختی پہ افسوس کے لیے
ہم صفیران کا بھی ہے تصویر خانۂ صیاد میں

حشر کے دن خود پکار اُٹھیں گی چھینٹیں خون کی
ہم شہادت کے لیے ہیں دستِ جلاد میں

تم نہ سمجھے آرزو نکلی تو کچھ پروا نہ تھی
آرزو نکلا نہ دیتا ہر قیامت فریاد میں

بجلیاں آنے لگیں جس دم ہمیں ہنگامِ نزع
دل پکارا جان جاتی ہے کسی کی یاد میں

غیر کے کہنے سے ای ظالم جو ہوتے ہیں ستم
ہمکو کچھ لذت نہیں ملتی تری بیداد میں

وصل کی شب شام ہی سے کہتے ہیں گھبرا کے وہ
لاکھوں ہی ارمان ہیں میرے دلِ ناشاد میں

اور کچھ طالب نہیں ہم تجھ سے ای رنجِ فراق
خونِ دل بہہ کر آنسو نہیں رو رو فریاد میں

ضد کی صورت ہو گئی پیدا غضب یہ کیا کیا
تم عدو کی یاد میں ہو ہم تمہاری یاد میں

پھر رگِ دل کا لپٹنا دیکھتے احسان تم

پروردۂ رنج و بیکسی ہون — سمجھو تو مین خاک آدمی ہون

حاسد نہ رقیب مدعی ہون — مرتا ہی جو غم سے مین وہی ہون

پرتو رخ یار کا جو چمکا — بولا شب مہ کی چاندنی ہون

انکار ہی کرتے ہو نہ اقرار — کہتے ہو کبھی نہین کبھی ہون

بہولے سے لیا تمہارا بوسہ — غصہ نکرو کہ آدمی ہون

مقتل مین ہی تیغ نار کا قول — مین خون کی چاٹ پر لگی ہون

چھپکا نہ رہونگا حشر کے دن — فریاد کرونگا مدعی ہون

اک دم نہین درد دل کو آرام — بیتاب نہ کیون گھڑی گھڑی ہون

رحم آہی گیا ستمگرون کو — مین شکر گزار بیکسی ہون

کہتا ہی یہ کم سنونکا چہرہ — آئینہ نہین ہون آرسی ہون

بیتاب کیا تھا ہان تمہین نے — دہمکاتے ہو کیا کہ مین وہی ہون

تیرے لیے جان تک ہی حاضر — ہر چند غریب آدمی ہون

ملتے ہین نصیب غیر سے وہ — منت کش بخت مدعی ہون

خواب آتا ہی جب کبھی شب ہجر — کہتا ہی خیال بیخودی ہون

۱۹۳ — احسان ہی تجھ پر میرا / شاگرد جلال لکھنوی ہون — ۱۳

کشتۂ یاس ہوئے جو جگر و دل دونون — اب نہ تکلیف کرین خنجر و قاتل دونون

ظلم اوٹھاتے ہی رہین گے جگر و دل دونون — کیا نہ ٹھہرین گے کبھی رحم کے قابل دونون

پرتو مہر ہی پرتو ترے رخساروں کا
میری نظروں مین ہین رشک مہ کامل دونون

دیکھیے غیر کو ملتا ہے کہ ہم پاتے ہین
اونکے اک بوسہ عارض کے ہین سائل دونون

شکل سے جانتے کو ہین تیار قرار و آرام
آج ٹھہرے ہین مرے دل مین یہ مشکل دونون

کچھ خبر دل کی جگر کو نہ جگر کی دل کو
سچ تو یہ ہے کہ محبت مین ہین غافل دونون

آزما لو تم ادھر مجھکو ادھر دشمن کو
آپ کھل جائینگے تم پر حق و باطل دونون

قابل دید ہوا انجام گدا و منعم
پائینگے بعد فنا ایک سی منزل دونون

وحشت قیس نے کچھ خاک اوڑائی ایسی
گرد مین چھپ ہی گئے ناقہ و محمل دونون

یون ہی زاہد و واعظ نہ ہوے ہم مشرب
جشن نوروز مین ہوجاتے ہین شامل دونون

رہ گیا دل ترے کوچے مین ٹھہر ہم آگے
کیا ہوے ہین متفرق سر منزل دونون

ایسی کیا بات ہے جسکے لیے قاتل ہے کہین
فیصلہ کر لین ہم خنجر و بسمل دونون

۱۴

مہر پُر نور ہو یا ماہ دو ہفتہ احسان
مجھسے پوچھو تو نہین اونکے مقابل دونون

۱۵

دل دیکھ رہے ہین کہ جگر دیکھ رہے ہین
چتون ہی بتا دے وہ کدھر دیکھ رہے ہین

محفل مین رقیبون کی نظر دیکھ رہے ہین
معلوم ہے ہمکو وہ جدھر دیکھ رہے ہین

اس دل کو چرایا کبھی اوس دل کو اوڑایا
ہم شیوۂ دزدیدہ نظر دیکھ رہے ہین

کھلجائے کسیطرح تو ہم گھر مین ہون داخل
کچھ دور کھڑے یار کا در دیکھ رہے ہین

مانگی نہ گئی شرم شب وصل سے رخصت
وہ میری طرف وقت سحر دیکھ رہے ہین

مٹجائیگا وہ لوٹتے ہی لوٹتے اک دن
جس دل کی تڑپ کا وہ اثر دیکھ رہے ہین

شاید نگہ ناز نے تاکا ہے نشانہ
کچھ نیچے سے وہ سوئے جگر دیکھ رہے ہین

سفاک نہین تم یہ تو ہم مان لے کیونکر — تلوار تو ہم زیب کمر دیکھ رہے ہین

لے لین گے مرے دلکو بنا کر مجھے بیخود — وہ اپنے ہی مطلب پہ ادہر دیکھ رہے ہین

بربادئی عاشق کو وہ سمجھے نہ کسی دن — مدت سے اوسے خاک بسر دیکھ رہے ہین

کہتے ہین اسے ولولۂ جوشش جوانی — بے شرم نظر سے جو ادہر دیکھ رہے ہین

بیوجہ لڑاتے نہین اوس شوخ سے آنکھین — ہم اپنی نگاہون کا اثر دیکھ رہے ہین

ہم دل مین چھپا لین گے تم آؤ تو قریب آج — کیا ہونگے خبر غیر اگر دیکھ رہے ہین

کیا بزم عدو مین نہین پہر جاتی ہین آنکھین — بیٹھے ہین ادہر ہم وہ ادہر دیکھ رہے ہین

۱۹۵	احسان زمانہ کرم حق کا ہے محتاج ہم سب کو یہان دست نگر دیکھ رہے ہین	۱۱

تم خفا ہو کے گھر کو جاتے کیون — یہ بتا دو کہ پہر نہ آتے کیون

دل نہ دیتے تو داغ پاتے کیون — تم کو چہاتی سے ہم لگاتے کیون

سنگ در ہی سے پہوڑتا تھا جو سر — پہوٹی قسمت کو آزماتے کیون

درد دل ہی نے کی کچھ تاثیر — ورنہ پہلو مین وہ بٹھاتے کیون

بدگمانی نہو تو سمجھا دو — روٹھتے تم تو ہم مناتے کیون

ہم اگر جانتے نہ ہوگی صلح — تم سے آنکھین کبھی لڑاتے کیون

قبر تک لائی اونکو میری وفا — وہ جنازے کے ساتھ آتے کیون

کچھ بھی تھا نوشتۂ تقدیر — مین نہ مٹتا تو وہ مٹاتے کیون

رازداری مین اپنا مطلب تھا — دل کی باتین تمہین بتاتے کیون

پردے کے ساتھ پردہ داری تھی — تم جو کہلتے تو ہم چھپاتے کیون

١٩٦

کوئی مطلب کوئی غرض احسان
ہم کسیکے ستم اوٹھائے کیون

١١

دوست اور کسکو ہم پیار کے سوا رکہین
شوق وصل کا پردہ دلکے درمیان کیا رکہین
منہ دکہاؤگے کسدن سنا کب آؤگے
دلکی یہ تمنا ہے پیار ہو تو اتنا ہو
تیر یار آئیگا اب لہو نہ روئین ہم
خوبرو ملک رہین کہتے ہین نہ آئین گے
یار کی حیا داری وصل مین حارج ہو
ہین وہ مضطرب لگا پہر بھی سنبہلو نگا
یار کی طرف اکدن نامہ لکہے بہیجین گے
آؤ یا نہ آؤ تم کس طرح یہ ممکن ہے

جان کو فدا کردین دلکو مبتلا رکہین
ارزو دہین جائین قبر مین ہم چہپا رکہین
کیا ہم اپنے جہگڑے کو حشر پر اوٹہا رکہین
دلربا نہ اوٹھنے دین پاس ہی بٹہا رکہین
یہان کہیچا طلب خوان دل بچا رکہین
ایسی نا امیدی پر خاک آسرا رکہین
پہلے سے مناسب ہے آنکہہ کو بچا رکہین
آپ اپنے پہلو سے غیر کو جدا رکہین
کام کی جو باتین ہین ان کو ہم بتا رکہین
نقش مدعا اپنا آپ ہم مٹا رکہین

١٩٧

دل کی بیقراری کو دیکھین وہ حسان اب
کبتلک اسطرح سینہ کبتلک آسرا رکہین

١٣

دیا ہے یار کو دل عشق باز ہم بھی ہین
غرور ہے جو بتون کو یہ کہتے ہین مجہسے
اشارے اونکی نگہ کے ہین سبق انہین سے
عدم کو جائینگے اکدن سرا ہستی سے
مرا خدا ہی غرور ان بتون کا توڑیگا

کرینگے پیار کہ اتنے مجاز ہم بھی ہین
ترے خدا کی طرح بے نیاز ہم بھی ہین
تو ہی شریر نہین فتنہ ساز ہم بھی ہین
مسافر رہ دور و دراز ہم بھی ہین
کہ سب یہ کہتے ہین بندہ نواز ہم بھی ہین

نیاز مند رہے ہین فقط ادہی بت کے
تمام خلق ہے اک بے نیاز ہم بھی ہین

مرے نصیب کو ٹھوکر لگائی کس نے
وہ کہہ رہا ہے کہ اب سرفراز ہم بھی ہین

کبھی آئی ہے دل مین محبت جانان
جو چھپ سکا نہ کسی سے وہ راز ہم بھی ہین

وہ سمجھتے ہین دل عاشق ٹھیلکے چٹکی سے
بڑے حسین بڑے دلنواز ہم بھی ہین

جگہ دو شمع کی مانند اپنی محفل مین
سمجھ لو قابل سوز و گداز ہم بھی ہین

عدو سے ملکے ادہر بھی تو پیار سے دیکھو
امیدوار کرم ہائے ناز ہم بھی ہین

شب وصال ہین بنکر بگڑ گئی تقدیر
کھو گئے پہر بھی کبھی کارساز ہم بھی ہین

۱۹۸	گناہ پوچھے نہ جائینگے حشر مین احسان کہ خادم شہ بیکس نواز ہم بھی ہین	۱۵

دل و جگر ہی پڑے ہین بڑی تباہی ہین
غریب دیکھے تقدیر کی سیاہی ہین

دل حزین بھی اگر رہ گیا گواہی ہین
خلل پڑیگا دم حشر داد خواہی ہین

ہوئے ہین سیکڑون بسمل تو مضطر لاکھون
وہ نوک ہو مرے قاتل کی کجکلاہی ہین

سکھاؤ ناز کے انداز اپنی چتون کو
ضرور چاہیے کچھ بانکپن سپاہی ہین

شب فراق مین جھلکے کسی کی صورت کیا
چمک ہے ہین مری تقدیر کی سیاہی ہین

تمہاری آنکھ نے دشمن کو تو نہ پوچھا
وہ کیون شریک ہوا ہے مری تباہی ہین

خدا نے حشر مین پوچھا جو کچھ اے شیخ
مزہ گناہ مین آیا کہ بیگناہی ہین

کبھی سلوک ما نا یہ ہی خود مطلب
تمام عمر رہے دل کی خیر خواہی ہین

خدا سے حشر کے دن خاک چپ کی داد ملے
مرا سکوت رہا جاتا ہے گواہی ہین

ہمارا اختر تقدیر کس طرح چمکے
چھپا ہوا ہے شب ہجر کی سیاہی ہین

بتو جہان مین کب کی قیامت آجاتی
ہمین نے دیر لگائی ہی داد خواہی مین

تمہارے درد دلنے کی فلکی جا نہ پیرانی
تمہارے عشق نے ڈالا مجھے تباہی مین

اوٹھا نہ شئے کا کچھ بھول سے بھی ہلکا تہا
خمار دور ہوا ایک ہی جماہی مین

اوٹھائے ہاتھ جو مستون نے ابر گہر آیا
کمی ہوئی نہ کبھی رحمتِ الٰہی مین

۱۹۹	بتون کے عشق کا انجام ہی برا احسان بتا دیا تھا یہ دل کو ہی ابتدا ہی مین	۱۱

قسمت نے کمی کی جبہ سائیونکی رسائی مین
رو کے رہے ہم دلکو شبہائے جدائی مین

عاشق کی طرح عاجز عالم مین نہین پایا
مغرور نہین دیکھا اوس بت سا خدائی مین

غصے مین وہ کہہ جاتے تم بخت ہمین سچ تو
مطلب کے تھے سو پہلو اس اک برے کہا مین

عاشق کو سمجھتے ہین کیا آپ نظر بازیا
نیلا سا جو اک ڈورا باندہا ہی کلائی مین

ہم کس سے کرین شکوہ خود کہتی ہی قسمت
بر سو لگا توقف ہی نالون کی رسائی مین

آپس ہی مین سمجھ لینگے ہم تم ہی جو کچھ ہو گا
کچھ دخل نہ دے دشمن آنکھون کی لڑائی مین

ہم جی سے طالب ہین کب روشنی ہمسر کے
تقدیر چمک جاتی شبہائے جدائی مین

لو وصف سنو ہم سے تم برق تجلی کے
چالاک بنو گے خود کب عشرائی مین

لیکن صلح کی باتین سب کے کر لی کسنے ستمگر نے
تہوڑی سی کدورت بہی شامل ہی صفائی مین

بیتاب کچھ ایسا تہا سنتا ہی تہا میری
سمجھا گئے وہ دلکو اک شوخ ادائی مین

۲۰۰	پہرتے ہین صدا کرتے اوس بت کی گلی مین ہم شاہی کا مزہ پایا احسان گدائی مین	۱۵

پہر مری آئی طبیعت یہ طبیعت کچھ نہین
ایسی چاہت کچھ نہین ایسی محبت کچھ نہین

عادت جور و ستم بالکل محبت کچھ نہین
ہمنے دیکھا ان بتون مین فی التحقیق کچھ نہین

لاکھ دل ہون مین فدا کرنے کو تم پر مستعد
ایک بوسہ بھی جو مانگا دو تم ایسی ہمت کچھ نہین

کس سے یہ انداز بے لطفی کے سیکھے کیا ہوا
کہتی ہین آنکھین تری مجکو مروت کچھ نہین

کس لئے تکلیفین اوٹھائین کسنے رنج و غم سہے
اس اطاعت پر بھی کیون مجکو محبت کچھ نہین

تربتین عشاق کی کہتی ہین کیا سن لی فلک
فتنۂ رفتار کے آگے قیامت کچھ نہین

قابل داد آپنے انصاف یہ اچھا کیا
غیر کے ارمان سب کچھ میری حسرت کچھ نہین

میگساران محبت اور ہی عالم مین ہین
آجکل زاہد سے بھی صاحب سلامت کچھ نہین

ہائے کیون نکلا ہمارے منہ سے دشمن کا گلا
کہدیا صاف اوسنے یہ تیری شکایت کچھ نہین

ہے مرے دل کا آئنہ دیکھو نہ میرے سامنے
بندہ پرور کی یہ منہ دیکھی عنایت کچھ نہین

بیقراری ہی مین ہے کچھ لطف درد عشق کا
جو نہ دل مین چٹکیان لے وہ محبت کچھ نہین

ایک بوسے کی عوض دیتا ہون اپنا دل تمہین
ایسے اچھے مال کی سمجھو تو قیمت کچھ نہین

ای دل ناکام دیکھی تلخکامی عشق کی
ہم نہ کہتے تھے کہ غم کھانے مین لذت کچھ نہین

اوسکی باتین وصل مین ہوتی ہین ناکامی جسے
پوچھتا ہون کچھ تو کہدیتی ہے قسمت کچھ نہین

۲۰۱	جس سے اپنی دل لگی تھی وہ ہوا ہم سے جدا رنج کا ہی سامنا احسان راحت کچھ نہین	۱۱

لپٹے وہ ہمنے رنجشین سب دور ہو گئین
درخواستین وصال کی منظور ہو گئین

تقدیر حسرتون کی رہا جب نہ اختیار
ہنچالنے پر فراق مین مجبور ہو گئین

دلکو جلاتی ہین ترے کانون کی بجلیان
گویا چمک کے صاعقۂ طور ہو گئین

اچھا ہوا چھپے مرے ظلمتکدے مین تم
لاکھون بلائین جمع تھین کافور ہو گئین

پایا ہمارے دل کو جو خود متکبر حسن
اونکی ادائیں اور بھی مغرور ہو گئیں

ہم خوب جانتے ہیں فروغ جمال کو
پریاں تمہارے سامنے بے نور ہو گئیں

کیوں ہم نہ سمجھتے تھے تری آنکھیں ہیں پرفریب
چالاکیاں نگاہ کی مشہور ہو گئیں

کیا روز حشر جھومتا نکلا وہ مست ناز
حوریں بھی دیکھ دیکھکے مسرور ہو گئیں

نکلیں نہ وصل میں بھی تمنائیں وصل کی
آخر وہ حسرت دل مہجور ہو گئیں

میرے سوال وصل پہ اتنا ہی غرور کیوں
کیا شوخیاں شباب میں کچھ دور ہو گئیں

۲۰۲	احسان جز و دل ہوئی ایسی تپ فراق سب حسرتیں وصال کی رنجور ہو گئیں	۱۳

شوق وصل لڑا جاتا نہیں
ظلم تو یہ ہی کہا جاتا نہیں

دل میں جب تم سے رہا جاتا نہیں
پھر یہ کیوں شوق چھپا جاتا نہیں

بیٹھکر پوچھو تو یہ تم سے کہوں
ناتوانی سے اوٹھا جاتا نہیں

یوں تو تنہائی میں باتیں ہیں ہزار
اونکے منہ پر کچھ کہا جاتا نہیں

کسقدر پر درد ہے قصہ مرا
دیکھلو تم سے سنا جاتا نہیں

پیار سے چھیڑو تو پھر کچھ لطف ہو
بے ہنسی ہمسے ہنسا جاتا نہیں

کہتی ہے یہ اوٹھتے جوبن کی نمود
ہمسے پردے میں چھپا جاتا نہیں

وہ ستاتے ہیں ستائیں شوق سے
ایسی باتوں میں لڑا جاتا نہیں

عرض مطلب پہ ہی رکتی ہے زبان
کیا بتائیں کیا کہا جاتا نہیں

تم ملو دشمن سے ہیں ناخوش نہ ہو
اک یہی صدمہ سہا جاتا نہیں

آج کیا غصہ ہے جو کہتے ہیں وہ
خاک میں تجھسے ملا جاتا نہیں

نا امیدی ہی اگر دلکو تو ہو		یون ہمارا آسرا جاتا نہین	
۲۰۲	جو ستم کرتے ہین اب احسان وہ کیا کہین ہم کچھ کہا جاتا نہین	۱۵	

مضطرب کمبخت مطلب آشنا کہنے کو ہین
تجھکو خود تیری جفائین ہوئی فا کہنے کو ہین
شوق سے فرمائین جو کچھ دلربا کہنے کو ہین
رازداری کا وہ مجھسے عہد کیون لیتے ہین آج
رنگ چہرہ کا بدلتا ہی جو وقت عرض حال
غیر کی محفل مین مجھکو دیکھکر بولا وہ شوخ
جب یہی ٹھہری ہی الفت مین تو پھر شکوہ ہی کیا
سامنے جانیکا موقع ڈہونڈہتے ہین ہم ورنہ
پھر دلکی محبت کا نہین ہی اعتبار
حضرت دل سے تو کرتین مشورہ جلدی ہی کیا
شرم سے خالق سے ٹالے کو میرے بخت کو
میرے جن کو نکو سنکر گالیان دیتے تھے تم
مطلب اپنا اوسنے کہہ دیگے یہ ڈہوکا دیکے آج
بیقراری اب جو بڑہ جا تو کچھ پروا نہین

وہ جو کچھ کہتے کو ہین بالکل بجا کہنے کو ہین
ہلم وہ نہین اچھا کہین گے جو بُرا کہنے کو ہین
اسقدر ہین ہی کہونگا بخطا کہنے کو ہین
بس یہی ہر مشون میان سکیا کہنے کو ہین
ہم زبان حال سے اک ماجرا کہنے کو ہین
کیا یہان بھی آپ کوئی مدعا کہنے کو ہین
ہین برا سُننے کو ہون ورہ وہ بُرا کہنے کو ہین
آج واوسے خدا جانے وہ کیا کہنے کو ہین
وہ اس آئینے کو صورت آشنا کہنے کو ہین
بیوفا بھی ہی وہ جسکو بیوفا کہنے کو ہین
وہ بھی وہ ہین جنہین وفا نا رسا کہنے کو ہین
حضرت دل کچھ وہی روز جزا کہنے کو ہین
آپ سُن لین ہم عدو کا مدعا کہنے کو ہین
وہ مگر دل کی تڑپ پہ مرحبا کہنے کو ہین

۲۰۴	خوف رسوائی سے وہ احسان آئین گے یہان اسلیے ہم عشق اپنا جا بجا کہنے کو ہین	۱۱

نہ مٹاؤ مجھے تم کو خفقانی ہون مین

یار کا دست تمنا نے اوبھارا سینہ
بیلے تھوڑی سہی تو خوش ہو گا بہت ابھی

تیری تصویر کو کھینچا ہے تصور نے مرے
نگہ ناز سے اللہ بچائے رکھے

داغ جو دلمین اوبھرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
مجھسے کہتا ہوا آیا ہے الفت کا خمار

اوٹھتے جوبن کا اشارہ ہے ہمارے دل سے
ہمکو ترک ستم و جور جو منظور نہین

شام ہی سے ہے شب وصل کا مجھ پر یہ کرم

قدرت خالق عالم کی نشانی ہون مین
خوبرویون کے لیے عہد جوانی ہون مین

مے یہ کہتی ہے انگور کا پانی ہون مین
اشک یہ کہتا ہے اوسکو بھی کہ مانی ہون مین

دل سے کہتی ہے تری دشمن جانی ہون مین
نہ مٹونگا کبھی اک بت کی نشانی ہون مین

نہ سبک ہو گئے مجھسے بھی سر کی گرانی ہون مین
دیکھ کم بخت کہ آثار جوانی ہون مین

صاف کہتے نہین کیون ظلم کا بانی ہون مین
آج آرام سے سو رہ کہ سہانی ہون مین

۲۰۵	عجز سے ہو گئی احسان بہت قدر سخن اسلیے معترف ہیچمدانی ہون مین	۱۳

اب ساتھ نہین چھوڑتے ہتھیار بڑے ہین
باز آئے نہین شب سے لڑا کا وہ بڑے ہین

تم آؤ تو ہم اونکو شب وصل نکالین
عشاق کی حسرت کوئی دیکھے تو بسر ہم

بیچارونکو ملتے نہین تسکین کے پہلو
ہاتھ آگئے شاید دل خون گشتہ کے ٹکڑے

پیاسا ہے تو اے شیخ ادھر آ کہ پلا دین

وہ میری برابر صف محشر مین کھڑے ہین
جب آنکھ بنے کی صلح تو پھر دل سے لڑے ہین

ارمان کئی خاطر مضطر مین پڑے ہین
آگے تری تصویر کے خاموش کھڑے ہین

دونون جگر و دل ترے کم بخت بڑے ہین
دو پارہ لعل اونکی انگوٹھی مین جڑے ہین

یہ مے کی سبو ہے نہین پانی کے گھڑے ہین

کشتون کو دیا اپنے ہی کوچے مین ٹھکانا
مقتول جفا یار کے جنت مین گڑے ہین

رہتے نہین ملتا کہ جو در تک ہو رسائی
ٹلتے نہین فتنے ترے کوچے مین اڑے ہین

وہ ہجر کی شب آ کے رلا ہم کا گئے مجھکو
فریاد نکر ہم ستم ایجاد پڑے ہین

مشتاق خلش ہا کے مجھے نشتر جنون مین
کس شوق سے کانٹے مرے تلوون مین گڑے ہین

جو جھڑ دیا جب مجھے الزام تغافل
بیمار ترے اپنی طبیعت سے لڑے ہین

۲۰۶	احسان ہے افتادگی عشق کا احسان کس شوق سے ہم کوچۂ قاتل مین پڑے ہین	۱۳

ہمارے سر کو وہ ٹھوکر لگائے جاتے ہین
بڑے نصیب مقدر کے پائے جاتے ہین

خبر ملی ہے جو ہمکو وہ آئے جاتے ہین
کچھ اور حوصلے دل کے بڑھائے جاتے ہین

خدا کے سامنے جانے کا وقت آ پہونچا
مگر وہ مجھکو ابھی تک ستائے جاتے ہین

جگر کا درد جدائی کا رنج دل کی تڑپ
کوئی سنے نہ سنے ہم سنائے جاتے ہین

شب وصال مین تا صبح دیکھیے کیا ہو
وہ روٹھتے ہین ہم اونکو منائے جاتے ہین

ملایا خاک مین جو دل کہین ملا اونکو
سٹے ہوؤن ٹھکانے لگائے جاتے ہین

نہ جائین یار کی محفل مین ہم تو غم کیا ہو
ستم تو یہ ہے بٹھا کر اوٹھائے جاتے ہین

ہزارون داغ دیے ہین دل ستمکش کو
وہ اپنے ظلم نئے سکے بٹھائے جاتے ہین

یقین ہی نہین اونکو مری تباہی کا
مجھے بگاڑ کے باتین بنائے جاتے ہین

سمان یہ دید کے قابل ہے وقت رخصت کا
کہ صبح وصل وہ آنکھین جھکائے جاتے ہین

اب آج حضرت واعظ کو گھیر لو مستو
وہ کیا بغل مین صراحی دبائے جاتے ہین

دل و جگر سے مکدر ہے کچھ طبیعت یار
غریب خاک مین ناحق ملائے جاتے ہین

۱۱	لٹے ہیں راہ میں احسان چھپ لوٹ بکر کہاں کو آج وہ دامن اوٹھائے جاتے ہیں	۲۰۷

یار نے تیغِ جفا سے جو قلم کی گردن
کچھ اسی کام میں آنے کے لیے تھی گردن

وصل کی شب میں ہٹی ہی اونکی خجالت ایسی
ہمنے جب آنکھ ملائی تو جھکالی گردن

ورقِ گل سے ہیں نازک لبِ رنگین تیرے
اور چہرہ ہی کتابی تو بیاضی گردن

محفل میں جو وہ مستِ ادا آ بیٹھا
شرم سے پھر نہ صراحی نے اوٹھائی گردن

ڈالدین ہم نے سرِ بزم گلے میں بانہیں
پیار کی معلوم ہوئی ہمکو جو اونکی گردن

ہمنے قاتل سے بھی کس وقت لڑائیں آنکھیں
ذبح ہوتے تھے تہِ تیغِ ستم تھی گردن

دیکھتے ہی ہمیں ہم گردنِ مینا کی طرف
پھر رہی ہی جو نگاہ ہو نہ وہ اونچی گردن

لینے والا ہوں لپٹ کر میں دہن کا بوسہ
آج وہ منہ سے نہ کچھ کہتے نہ ہلتی گردن

تم نہ آئے کبھی بالینِ مریضِ غم پر
ورنہ یون تکیے سے پھر نہ ڈھلتی گردن

ہم مستوں سے پوچھیے تری تعریف کوئی
آنکھ اگر ساغرِ مے ہی تو صراحی گردن

۱۱	چک گیا آج مری زیست کا جھگڑا احسان للہ الحمد کہ قاتل نے اوڑا دی گردن	۲۰۸

جل جسنے دیا تمکو وہ نادان ہمیں ہیں
مجبور بلا دستِ پشیمان ہمیں ہیں

اوس بت کی محبت میں سبھی ہو گئے کافر
کہنے کے لیے ایک مسلمان ہمیں ہیں

جی چاہتا ہی چوم لوں تعظیم سے اوٹھکر
چہرہ جو ترا کہتا ہی قرآن ہمیں ہیں

کس نے یہ کہا تم سے کہ بکھراؤ نہ زلفیں
آشفتہ نہو تم کہ پریشان ہمیں ہیں

کہتی ہیں تمنّائیں نکلکر شبِ عیش
جو دل میں پھر آئیں گے وہ ارمان ہمیں ہیں

خاموش کھڑے ہوتے ہین اوس شوخ کے آگے
آئینہ رخسار کے حیران ہمین ہین

اندوہ وغم و یاس کو اے دلمین جگہہ دو
آئے ہین یہ کہکر ترے مہمان ہمین ہین

کہتے ہین وہ در چھوڑکے تم گھر مین نہ آنا
معلوم یہ ہوتا ہی کہ دربان ہمین ہین

بیداد کے قابل ہی ٹھہرائے گئے ہم
کرتے ہین وہ ظلم اور پشیمان ہمین ہین

وہ کس کی خبر پاکے نکل آئے ہین گھر سے
دشمن تو ابھی زندہ ہی بیجان ہمین ہین

۲۰۹ — تم جسکی طبیعت کی کیا کرتے ہو تعریف
لو دیکھلو اب آج وہ احسان ہمین ہین — ۱۴۳

ہوا ہون آپ سے باہر نگاہ اول مین
یہی ادا ہی غضب کی تمہاری چلبل مین

دعائین کرتا ہون یارب نہ کھلکے گرنے پائے
کسی نے باندہ لیا ہی جو دلکو آنچل مین

ہوا پسند اونہین بھی سواد نامۂ شوق
ملا دیا تھا دل سوختہ جو کاجل مین

مٹانے جاتے ہین جب وہ کسیکی تربت کو
پکارتے ہین یہ فتنے کہ ہم ہین چھاگل مین

شہید ناز ہون اوٹھونگا خونچکان [illegible]
بھلے کو دفن کیا دوستون نے مقتل مین

جنون قیس زمانے سے کیا نرالا تھا
کہو تو بیٹھ رہین ہم بھی جاکے جنگل مین

یہ آرزو ہی کہ نکلین جو بل مقدر کے
رہین وہ جاکے ترے گیسوے مسلسل مین

دل رقیب کا پورا یقین ہی ہم کو
یہ کیا بندہا ہی تمہارے گلے کی ہیکل مین

وہان کسی کے جھگڑے ہین جیتے نہین نہ طی ہو جائین
سنین گے کسکی وہ روز جزا کی ہلچل مین

اولجھ گئے مرے دامن سے دشت کے کانٹے
قدم اوٹھاتے ہی رکا گیا ہون جنگل مین

قیام دختر رز کی جگہہ خراب نہ ہو
ہمارے دلمین چھپے یا رہے وہ بوتل مین

عدو کو تم کہو اچھا مگر کسی سے نہ کہو
محل عذر نہین تجکو قول فیصل مین

بہار لوٹ ٹپڑی یار کی جوانی پر	بڑے مزے کی ہی اک لونی اوبھتی کونپل ہین

۲۱۰	علاج خوب کیا درد سر کا ہی احسان عرق جبین صنم کا بلا کے صندل ہین	۱۱

گہر ہین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین	دور شرمائے ہوئے بیٹھے ہین
خوش نصیبی مرے ارمانون کی	دل مین وہ آئے ہوئے بیٹھے ہین
ایک بوسے کو ترے آ گئے ہم	کیا ہی للچائے ہوئے بیٹھے ہین
ہین لینے کی ہی جو کمر کی تعریف	آج بل کھائے ہوئے بیٹھے ہین
بزم جانان مین طبیعت کی طرح	آج ہم آئے ہوئے بیٹھے ہین
بار بار اوٹھتے ہین وہ جانے کو	ایسے گھبرائے ہوئے بیٹھے ہین
بیقراری کا اوٹھایا ہی مزہ	دل کو تڑپائے ہوئے بیٹھے ہین
پھر دکھا دو ہمین جلوہ رخ کا	ہوش مین آئے ہوئے بیٹھے ہین
کیا مرے پھول کہین سونگھ لیے	کیون وہ کمہلائے ہوئے بیٹھے ہین
ہینے کھینچی ہین شرر بار آہین	اگ بھڑکائے ہوئے بیٹھے ہین

۲۱۱	اونکی محفل سے اوٹھو اب احسان مدعی آئے ہوئے بیٹھے ہین	۱۱

کہتے ہین مجھسے وہ تجھے شیدا ہی کوئی کہین	جیسا ترا خیال ہی ویسا ہی کوئی کہین
جلوہ دکھائیے ارنی گو ہین سیکڑون	تخصیص کیا ہی حضرت موسی ہی کوئی کہین
ذکر عدو کو چھیڑ کے سنوائین گالیان	موقع نہو تو حال ہم اپنا ہی کوئی کہین
ایفائے وعدہ اونسے جو ہوتا نہین نہو	میرے سوال وصل پہ اچھا ہی کوئی کہین

ممکن ہی درد عشق ہو یا صدمۂ فراق
دل کی تڑپ کو جوشش تمنا ہی کیون کہین

بسمل کیا ہی یار تبسم نے لاکھ بار
جان بخش ہی ہین لب تو مسیحا ہی کیون کہین

گو ایک سے ہی ایک زیادہ جہان مین
لیکن کسی حسین کو تجھسا ہی کیون کہین

ای دل تو یار کا ہی طرفدار ہی اگر
پھر بار بار ہم تجھے اپنا ہی کیون کہین

کیا دیکھتا نہین کوئی گھبرا کے ہی کہین
حیرت زدہ کو محو تماشا ہی کیون کہین

بلوا کے مدعی کو کبھی پوچھ لیجیے
خود اپنا حال آپکے شیدا ہی کیون کہین

۲۱۲

احسان اپنے اچھے حجاب اور بھی ہین
وہ مجھکو نامراد کہ رسوا ہی کیون کہین

۱۵

اینڈتے جھومتے جسوقت حضور آتے ہین
نشۂ شوق کے آنکھون مین سرور آتے ہین

ہاتھ باندھے ہوئے ہم تیرے حضور آتے ہین
دیکھ یون معترف جرم و قصور آتے ہین

چھپ رہنا نہین موسی کو دکھا کر جلوہ
ہم سمجھتے ہی برق تجلی سر طور آتے ہین

خاک اوڑاتا ہی تڑپتا ہی لہو رو رہا ہی
روز درپیش ہمین ایسے امور آتے ہین

اور کیا کام ترے کوچے مین جانبازونکا
جان دینے کو تری جان سے دور آتے ہین

کوئی زاہد یہ کہدے کہ سنبھلکر نکلے
کبریائی کیے مرے بت کو غرور آتے ہین

دیکھ بربادی عاشق کی یہی ہی صورت
خاک اوڑاتے ہوے ہم تیرے حضور آتے ہین

واہ کیا غیر کی تعریف سنائی ہم کو
ایسے ہی آپکی محفل مین غیور آتے ہین

کیون ہوئی مجمع رندان کو ساقی کی تلاش
سوئے میخانہ کہان طالب حور آتے ہین

دیکھنا چاہتے ہین جب مری بیتابی کو
دو گھڑی کیلیے پھر تو وہ ضرور آتے ہین

مجھسے خلوت مین بھی رہتی ہی یہ تکرار انکی
کیا سمجھکر تری نیت مین فتور آتے ہین

بادہ خواران محبت کا خدا ہی ساقی
خُلد سے ساغرِ صہبائے طہور آتے ہین

کس قدر مجھکو قفس مین ہوا سیر کا ملال
پوچھنے کے لیے گلشن سے طیور آتے ہین

کیا غریدار شبِ وصل کی ہی کیفیت
بے پیئے شام ہی سے مجھکو سرور آتے ہین

۲۱۳ — یہ نصیحت فلکِ پیر کی سن کہہ احسان
خاک ہو جائینگے وہ جن کو غرور آتے ہین — ۱۵

وہ آنکھ جھکالے تمہین بیباک بہت ہین
دل ہی کو اڑا لیتے ہین چالاک بہت ہین

تم کچھ بھی نہ افسوس کرو دل کی تڑپ پر
رونیکے لیے دیدۂ نمناک بہت ہین

ہم ملکِ عدم مین بھی رہینگے نہ اکیلے
سُنتے ہین کہ یہ فوج ترے خاک بہت ہین

مطلب وہ سمجھ لینگے مرے حال کو سنکر
مشہور ہی صاحب ادراک بہت ہین

گردش ہی مین رہتے ہین ترے چاہنے والے
الفت کے ستائے تہ افلاک بہت ہین

آجاؤ شبِ وعدہ نہ گھبراؤ تم اتنا
دو چار ہی ارمان ہین کیا خاک بہت ہین

کوشش کرین ہم دل کے بچانیکی کہانتک
یہ شوخ ادائین تری چالاک بہت ہین

دیوانہ بنا رکھا ہی گیسو کی بلانے
ستانے کی طرح خلق مین چالاک بہت ہین

کچھ کہتے نہین سُنتے ہین جب عرضِ تمنا
ہمکو یہ خبر تھی کہ وہ بیباک بہت ہین

ہم جان گئے ہین دلِ بسمل کی تڑپ سے
ای شوخ نگاہین تری سفاک بہت ہین

خالق سے دعا کر یہ سلامت رہین معشوق
غم تیرے لیے ای دلِ غمناک بہت ہین

ظالم کی لگاوٹ کو وہ سمجھے نہ ابھی تک
دونون جگر و دل مرے کاواک بہت ہین

تو مجھکو ستاتی ہی زمانے کی طرح کیون
مٹنے کو تو ای گردشِ افلاک بہت ہین

اب دل ہی سلامت نہ رہیگا نہ جگر ہی
صدمے تری فرقت کے خطرناک بہت ہین

٢١۴

احسان حسینون سے زمانہ نہین خالی
کشتہ ہی جو ہونا ہی تو سفاک بہت ہین

١۴

کسکی ہی حسرت وصال ہمین
آرزو کہتی ہی دکہال ہمین

تارے گنتے ہی کٹتی ہی شب ہجر
خواب کا بہی نہین خیال ہمین

اوٹھ گئے ضعف کا ہی سلوک
بولنے کی نہین مجال ہمین

بخت ناشاد ہی عدو ہی دشمن
کچھ تمہین سے نہین ملال ہمین

ناتوانی سے اب نگاہ ستم
کرنے والے ہین تم نہال ہمین

آج بیٹھو لگا کے کان ذرا
تم سے کہنا ہی اپنا حال ہمین

اوسکی ٹہوکر چلائیگی کیونکر
نکیا جسنے پائمال ہمین

نیم بسمل نہ چہوڑا ای قاتل
ایک ہی غم سے مار ڈال ہمین

دل لگی کا ہی نتیجہ تہا
غصہ ہی اونکو انفعال ہمین

پیار سے تم لپٹ گئے کیا خوب
ملگئی لذت وصال ہمین

آنکنے والا ہی اسطرف کوئی
آج ہی کچھ احتمال ہمین

خال عارض کے سامنے ما سے
نظر آتے ہین خال خال ہمین

٢١۵

نہین آتا کوئی ہنر احسان
بیکمالی مین ہی کمال ہمین

١٧

اہل زمین مین شور ہماری فغان کے ہین
چلاتے ہین ستائے ہوئے آسمان کے ہین

تیور تمہارے آج نہایت ہی بانکے ہین
نکلے ہوئین سنور کے ارادے کہان کے ہین

منہ پہیر کر کہین گئے یہ سوز نہار کا حال
واقف ہمارے درد سے پپیہا زبان کے ہین

کہتے ہین مدعی سے سُنا کچھ تو ہی نہین
مشتاق اسقدر وہ مری داستان کے ہین

برہم ہوے جو آپ سوالِ وصال پر
ایسے بہت قصور ہماری زبان کے ہین

آئے سمجھ مین جنت و دوزخ کا ذکر کیا
واعظ ہمین بتا یہ ٹھکانے کہان کے ہین

گھر بیٹھے کی ہے سیرِ دو عالم ہزار بار
نقشے ہمارے دل ہی مین دونون جہان کے ہین

تم اور ہم سے روٹھ کے بیٹھو شبِ وصال
شکوے یہ سب اوٹھائے ہوے آسمان کے ہین

جھوٹی قسم کا نام نہ لو پوچھتے ہین ہم
سچے بھی کوئی قول تمہاری زبان کے ہین

آوین ہین قتل گاہ مین یا جلوہ گاہ مین
اے یار دو مقام ہی امتحان کے ہین

ڈرتے نہین فلک سے بلا مین ہزار آئین
ہم رہنے والے کوچۂ زلفِ بتان کے ہین

پہلو سے دل نکل کے بچا ہے ابھی کہین
پہلے بتا دے ہمکو ارادے کہان کے ہین

بھیجو ہمارے پاس تم اپنے خیال کو
ہم مدعی تلافیِ دردِ نہان کے ہین

اوٹھکر ہزار بار گرے پاے یار پر
اس ضعف مین یہ حوصلے مجھ ناتوان کے ہین

چالین فلک کی سیکھین کہان اے خرام تم
فتنے ترے ضرور شریک آسمان کے ہین

سینہ چھپا کے شرم سے خلوت مین بیٹھنا
تیرے مزاج مین یہ تکلف کہان کے ہین

احسان جنکو بادۂ الفت کا ہے سرور
کچھ دل سے معتقد ہی پیرِ مغان کے ہین

۲۱۶	ردیف واو	۲۱

شرکتِ بزم کی ہو لا کچھ اجازت ہمکو
دل یہ کہتا ہے نکلوائیگی حسرت ہمکو

بندھ رہ گئی آس پھر سنکر دم رخصت ہمکو
پھر بھی آئین گے اگر ہو گئی فرصت ہمکو

ای فلک تجھسے نہین اور تمنا کوئی
دیدے اک شب کیلئے غیر کی قسمت ہمکو

لاکھ حور و نمین نہین حشر مین پہچان گئے
بھولنے کی نہین یہ نور کی صورت ہمکو

نگہِ شوق نے کیا کیا نہ اوٹھائی شبِ وصل
نہوئی آنکھ ملانے کی اجازت ہمکو

یار نے لطف و کرم کا بھی نہین کوئی حساب
سیکڑون گالیان دیتی ہین عنایت ہمکو

اک نہ اک رنج دیے جاتا ہی ہر روز فلک
ہو نہ جائے کہین غم کھانیکی عادت ہمکو

رنگِ محفل وہ جماتے کہ اوٹھاتا نہ کبھی
تم نے آنے نہ دیا ہاشل طبیعت ہمکو

دمِ آخر کسطرح کیا کوئی تجلی آئی
دل مین بیٹھی ہوئی رہتی ہی جو حسرت ہمکو

دے چلے ہم وہی دل شوق بھرا تھا جسمین
دیکھلو اتنی ہی آنکھون کی مروت ہمکو

اب کبھی سختِ عدو پردہ کرین گے قربان
چھوڑ رکھا ہی اداؤن نے سلامت ہمکو

بیخودی مین نہین امید کہ یاد آئے کوئی
جب ٹھہر گئے بھی نہ دو وصل کی حسرت ہمکو

جمع ہوتے ہین جو سنجانے ہین پینے والے
یاد آجاتی ہی زہاد کی صحبت ہمکو

نزع کا وقت ہی جاتے ہو کہان بیٹھو تو لو
آنکھ سے آنکھ ملانے دو بحسرت ہمکو

وصل مین اونسے مرے دل نے یہ کھو بھی لیا
مان لین گے جو اوبھاریگی طبیعت ہمکو

لیا ہی چین کیا خواب مین جنگلی لیکر
سونے دیتا نہین دشمنِ راحت ہمکو

تیری ٹھوکر سے ہی رفتار سے ہی اٹھیلی
کچھ انہین مین نظر آتی ہی قیامت ہمکو

فاتحہ تم سے پڑھا جائے نہین ہی یقین
ہائے ناشاد ہی کہنا سرِ تہمت ہمکو

ضعف سے راہِ طلب مین جو گرے سخت ہی کیا
شوق نے ترکیب اوٹھایا ہی بدقت ہمکو

شام سے چرخ کی کرتے ہین جو شاکی شبِ ہجر
اثرِ آہ و فغان کی ہی ضرورت ہمکو

نگہِ شوخ ہو یا نازِ تبسم احسان

۱۴	انہیں دونوں سے زیادہ ہی محبت ہم کو	۲۱۷

کیون کہین ہم کوئی تازہ ستم ایجاد کرو
یہ مین کہتا نہین تم غیر کو ناشاد کرو
دل مرا ایک حسینون کی جفائین لاکھون
بند ہی دل مین اک ارمان نکالو اسکو
پرسش حال سے انداز تغافل اچھا
ہمسے کیا پوچھتے ہو کونسا کام اچھا ہی
جی مین کیا سوچ رہے ہو سر تربت آکر
کیا گلہ کیجیے ایسے بت بے پروا کا
دیکھنا ہی یہ ہمین سیکھا ہی تمنے کیا کیا
نزع مین آج عیادت کے بہانے وہ بھی
کیون یہ کہتے ہو کہ کل کسنے کیا وعدہ وصل
سختی نزع کی تکلیف سے غش آیا ہی
بلبلو لطف اوٹھانا ہی جو فصل گل کا

مشورہ جس کا فلک کو ہی بیداد کرو
مجھکو بھی لطف ملے لطف سے بیداد کرو
اور تاکید یہ ہی پوچھ کے فریاد کرو
ہم جسے قید کرین تم اوسے آزاد کرو
بھول جانیکے لیے تم نہ مجھے یاد کرو
ستم ایجاد بنے ہو ستم ایجاد کرو
جس طرح چاہو مری خاک کو برباد کرو
جو یہ کہتا ہو خدا سے مری فریاد کرو
لو رقیبونکی تباہی ہوئی بیداد کرو
کہنے آئے ہین کہ پیمان وفا یاد کرو
میری تکرار ہی کیا یاد کرو یاد کرو
ہچکیاں ہی کوئی آجائین جو تم یاد کرو
پہلے تجھ فکر گرفتاری صیاد کرو

۱۵	آپ مہمان ہوا وہ بت کافر احسان گھر مین بیٹھے ہوئے اب عیش خداداد کرو	۲۱۸

دلسے ملے کہ آنکھ سے وہ بے حجاب ہو
مست شراب عشق ہو دل خون ہو جگر
غصے مین بھی نہان ہی تمہارے کرم کی شان

مطلب تو ایک ہی ہی کوئی کامیاب ہو
وہ بھی خراب ہو گیا یہ بھی خراب ہو
غیرونکے بدلے آج مجھی پر عتاب ہو

ای آسمان صدمۂ غربت نہ دے مجھے
مٹی مری اوسی کی گلی مین خراب ہو

آیا ہی دیکھنے کو تماشا وہ شوخ چشم
یارب ٹھہر ٹھہر کے مجھے اضطراب ہو

کتنے ستم تمہارے ہین کتنا ہمارا صبر
آج اوسکا بھی ہمارے تمہارے حساب ہو

وعدہ کیا ہی یار نے آنیکا میرے گھر
مہمان آج آنکھو مین شب بھر نہ خواب ہو

پہلو سے میرے اوٹھکے نہ بیٹھین کہین وہ او
ای آسمان اب نہ کوئی انقلاب ہو

پیدا ہوا ہی دلمین مرے درد آرزو
ایسا نہو یہی سبب اضطراب ہو

کہتے ہین ہاتھ اوٹھاکے یہ طالب صفا لکے
ناکامیونکے ساتھ مقاصد کامیاب ہو

دلکو طریق عشق مین سمجہا ہے ہین ہم
کم بخت مانتا نہین جائے خراب ہو

مدت کے بعد جلوہ گہہ دل مین آئے تم
اٹھو ذرا خدا کے لیے بے حجاب ہو

تسکین کون دے دل مضطر کو ہجر مین
امید بھی اگر نہ دم اضطراب ہو

جب وصل مین تو لطف ہی دونو نکا ایکدن
ارمان ہو مرا کہ تمہارا شباب ہو

٢١٩ — کیا درد عشق سینے مین پھر اوٹھ کھڑا ہوا
احسان آج کس لیے بے صبر و تاب ہو — ٩

عدو سے وعدہ ہو ہم سے نہین ہو
ہمین ہین بیوفا کیا تم نہین ہو

قیامت کا زمانہ ہی بہت دور
ہمارا فیصلہ یارب یہین ہو

یہ کیا سینے کو توڑا دلکو چھیدا
وہی ناوک ہی جو پہلو نشین ہو

وہی ہم ہین وہی عدو وہی غیر
شب وصل آو گے کیونکر یقین ہو

خدائے دو جہان دلشاد رکھے
ہمارے کوسنے والے تمہین ہو

طبیعت کی طرح آئے ہو دلمین
رہو تم خوش کہ اچھے نازنین ہو

نہ بگڑو مجلس پہ ہوگی لڑائی
مرے دل میں رہا ہے وہ یا جگر میں

اگر آئینہ بھی چین بر جبین ہو
ترا دردِ محبت ہو کہیں ہو

۲۲۰	صُعبدا ہوتے ہو کیوں احسان سے تم تمنّائے دل اندوہگین ہو	۹

خواہشِ وصل نے دیوانہ بنایا مجھکو
کس کا اوبھرا ہو جو بن نظر آیا مجھکو

تیرہ دیوارِ صنم تربتِ عاشق بنتی
اے فلک تو نے ٹھکانے نہ لگایا مجھکو

رشکِ دشمن کے سوا صدمۂ فرقت بھی ملا
حضرتِ عشق نے رہ رہ کے ستایا مجھکو

کیا ہی پچھتایا ہوں میں آپ سے باہر ہو کر
گھر میں آ کے وہ شبِ وعدہ نہ پایا مجھکو

گرم ہی اٹھتی نہ صحبت تا کوئی کب بیٹھتا ہی
لیکے دل یار نے پہلو سے اٹھایا مجھکو

خواب میں آ کے وہ اکثر یہ کہا کرتے ہیں
تو نے دل کھو کے بھی کمبخت نہ پایا مجھکو

پوچھتی ہے مری امید کروں کیا ظاہر
کھلے یار نے خلوت میں بٹھایا مجھکو

چشمِ خوابیدۂ جاناں کا تصور آیا
سوتے فتنے نے شبِ ہجر جگایا مجھکو

۲۲۱	نظرِ لطف میں جادو کا اثر ہے احسان یار کی آنکھ نے دیوانہ بنایا مجھکو	۱۱

چٹکیاں لیکے اٹھایا سرِ محفل مجھکو
پھر میں آپا سی ہاتھ مرا دل مجھکو

جو خوشی باعثِ ایذا ہو تشویش ہو وہی
زخم کی طرح ہنسادے مرا قاتل مجھکو

اور بھی شوخ بنا دیگا تمہیں یہ کمبخت
دیتے جاؤ مرا ارمان بھرا دل مجھکو

رنگِ گل صحنِ گلستاں سے یہ کہکر نکلا
لے اڑا بو کی طرح شورِ عنادل مجھکو

وائے تقدیر تم اوٹھ اوٹھ کے پہلوئے غیر سے
بیٹھنے کو نہ ملے گوشۂ محفل مجھکو

یاد رکھو کہ زمانے مین کریگی رسوا
الفت غیر تمھین آرزوے دل مجھکو

مرحبا کھلکے اوٹھا او نگاہ حسینو نکے ستم
کوئی سمجھے تو سہی شکر کے قابل مجھکو

ایک کہتا جو تمہاری ہی تو اک میری بھی تھا
کاش مل جائے اسی کام کے دو دل مجھکو

مجھسے ملتے ہوئے جاتے ہین عدو کے گھر وہ
قسمت غیر مین کر لیتے ہین شامل مجھکو

خاک مجنون سے ابھی تک یہ صدا آتی ہی
اک نظر دیکھ لے او صاحب محمل مجھکو

۱۳	گردش بخت کا یہ سب ہی سلوک ای احسان جستجو سے نہ ملی یار کی منزل مجھکو	۲۲۲

ضبط کرنے مین جو لطف غم پنہان بھی نہو
پھر تو ایسے ستم کا کوئی خواہان بھی ہو

دیکھکر آنکھین حسینون سے لڑانا اے دل
نگہ شوخ کی جانب صف مژگان بھی ہو

اسطرح کہنا مری حالت دل اے قاصد
بات بھی کوئی نہ بگڑے وہ پریشان بھی نہو

میرے گھر مین شب وعدہ بھی نہ آنا کیا خوب
ای فلک تیری خوشی ہی کہ وہ مہمان بھی نہو

شرم سے سر اوٹھا صبح تلک اونکا شب وصل
چھیڑنے سے کوئی اسطرح پشیمان بھی نہو

کیا ستم ہی کہ عدو وصل سے دلشاد ہین یان
وہ دل آزار مرے حال کا پرسان بھی ہو

شیخ جی کہتے پھرے نشے مین پی پی کے ہلتے
راست باز ایسا کوئی مرد مسلمان بھی نہو

ہاتھ کچھ جا بھی ہی اس شوخی و بیرحمی کی
وہ مجھے قتل کرے اور پشیمان بھی نہو

اوٹھکے کعبے سے بتخانے مین ہم جا بیٹھے
تجھسا اوبت کوئی غارتگر ایمان بھی نہو

آج کیا ہی کہ وہ خود کہتے ہین خالی پا کر
وہ بھی دل جسمین کبھی وصل کا ارمان بھی نہو

جلوہ یار کہا مجھسے یون نہ نظر آئیگی
ایک صورت سے عیان بھی ہو نہان بھی نہو

شرم ایسی کہ شب وعدہ بھی آ لینے کے نہین
سچے وہ ایسے کہ جھوٹا کوئی پیمان بھی نہو

۲۲۳ — ۱۱

ان سے یہ عدو لو احسان عدو کے آگے
جس طرح مجھسے نہین آتی تو نہین ہان بھی نہو

یون بھی لگاؤ شوق مری یاس سا نہو — پردے ہی مین وہ تڑپین اگر سامنا نہو
پشیان ہین کہ دامن بلائین لین یار — وہ بیحجاب ہون تو شب وصل کیا نہو
سب کے پیے زمانہ مین ہے پست دعا — کیونکر کہون عدو کا برا ہو بھلا نہو
کیون مجھسے ذکر کرتے ہو فردوس عشق کا — کیا چاہتے ہو آج ہی وعدہ وفا نہو
یا نہی ہو شرط حشر کی نالون عشق سے — فرقت کی رات بھی کہین روز جزا نہو
آنکھین ہماری جو بہر آئینہ تنگ ہین — ایسا کبھی کسی سے مرا سامنا نہو
بیٹھے ہو کیون چھپے ہوئے پردہ مین ہین — نالے غریب تمکو کہین ڈھونڈھتا نہو
نسر کس طرح چھپتی ہی پردہ ہیے کوئی خبر — دل مین تصور رخ دلربا نہو
اونکو شب وصال بھی گہیرا ہو شرم سے — کہتے ہین بار بار کوئی دیکھتا نہو
میری تمہاری بات مین اورون کا دخل کیا — دیکھو شب وصال مین یا تیغ حیا نہو

۲۲۴ — ۱۳

احسان آئے دو ہرے کہہ پر عدو کے ساتھ
مقبول اس طرح بھی کسی کی دعا نہو

اچھا ہی اک نہ مانا تو یون پریشان رہو — انکو کسیکے مرنے کا کیا اعتبار ہو
کہتے ہین وہ بتاؤ تو کیون بیقرار ہو — کیا چاہتے ہو کہ تم امیدوار ہو
ای چرخ عمر بھر جو رہے مبتلائے ہجر — ممکن نہ دو گھڑی ہی بہم آ کے وصل یار ہو
مر جائین ہم تڑپ کے تو انکے فراق مین — یہ بھی اگر مشیت پروردگار ہو
وعدہ کی شب ہے اپنے تصور کو بھیجدو — آغوش خیال ہی مین بوس و کنار ہو

بیتاب دیکھکر مجھے کہنے لگا کوئی — مرجائے وہ جو وصل کا اُمیدوار ہو

خلوت میں خوب غیر سے ہنس بول لیجیے — اوٹھ جائیں ہم یہاں سے اگر ناگوار ہو

اللہ رے حوصلے کہ یہ کہتی ہے آرزو — سینے سے اوسکے ٹکے ہمارا ابھار ہو

تڑپا دیا کبھی کبھی چٹکی سے مل دیا — مجبور کس کا دل ہو کسے اختیار ہو

تم ہنسکے دیکھ لو مجھے ترچھی نگاہ سے — حسرت فدا ہو دل کی تمنا نثار ہو

حسرت بھری نگاہ میں تاثیر ہی نہیں — ورنہ ہمارے سامنے تم لاکھ بار ہو

کیا پردۂ حیا میں ہے اوس شوخ کی نگاہ — چلتی چھری ہی ہے جو سینے کے پار ہو

٢٢٥

احسان آجکل ہے یہ مصرع زبان پر
میری طرح کوئی نہ غریب الدیار ہو

١١

تم غیر کے کہنے سے مجھے خوب ستا لو — لیکن کوئی تسکین کا پہلو تو نکالو

بیجا ہیں بھر لینے کو کدھر جاتے ہو نالو — ملتے نہیں وہ مجھکو تمہیں ڈھونڈھ نکالو

تیر نگہ ناز جو آتا ہے کسی دن — دل کہتا ہے مہمان کو پہلو میں بٹھا لو

شرم آتی ہے ہمکو ترے گھر میں بھی شب وصل — بڑھ آؤ ادھر منہ مرے دامن میں چھپا لو

غم تیرا نہ نکلے جو یہی اوسکی خوشی ہے — حسرت تو یہ کہتی ہے مجھے دل سے نکالو

ایذا خلش خار کی جب اوٹھ نہیں سکتی — تم دشت میں کیوں پھوٹ کے رہتے ہو چھالو

منہ اپنا چھپا کر کوئی کہتا ہے شب وصل — لو ہوش میں آجاؤ طبیعت کو سنبھالو

خود تمنے مرے دلکو ہزاروں میں چھپایا ہے — اب بھی ہو اگر شبہ تو دشمن کو کھنگالو

بیہوش ہوا ایسے کہ سنبھلتے نہیں بنتا — کیا دیکھ لیا تم نے کہو دیکھنے والو

ملتا نہیں جب یار تو کہتی ہے یہ حسرت — بیتاب نہ ہونا مجھے چھاتی سے لگا لو

٢٢٦	احسان کو دیوانہ نہ سمجھو وہ ولی ہی اخلاص سے ملتے رہو تم اوس کی دعا لو	١٠

درد و اندوہ سے ہو لئے تو دین یکسو انکو
اور کو راستہ ظلمات کا معلوم نہین
صبر و آرام دہراتے ہین نکلجانے پر
تیری ہی آرزوے وصل تھا ہی وہ مسکن
تیری آنکھونکے کرشمے ہین نہایت دلکش
خواہش وصل کبھی آرزوے قتل کبھی
لٹ گیا یار کی چتون سے ذرا بھی نہ ڈرا
وہ بھی ساتھ انکے گرے آنکھ سے مانند سرشک
حسرتین اٹھین امنگین کی نہ نکلین ارمان

بل ہی جائیگا کبھی یار کا پہلو دلکو
خضر بتلا دین رہ کوچۂ گیسو دل کو
درد گھر ہی کے لیے دید نجیبے قابو دل کو
ہم سمجھے دیتے ہین برباد نکر تو دل کو
اپنا کر لیتے ہین اکثر یہی جادو دل کو
ہو لئے دیتی نہین قسمت مری گیسو دل کو
لاکھ دہمکاتی رہی جنبش ابرو دل کو
لیے ہمراہ لگا لائین جو آنسو دل کو
دیکھتے کیا ہین کئی دن سے پریرو دل کو

٢٢٧	دردِ غم محبت نے بیتاب ہی رکھا احسان نہ ملا عشق مین آرام کسی پہلو دل کو	١٢

فتنونکے سوا جاکے وہان پائیگی کسکو
پہلو مین مرے دل ہی نہ سینے مین جگر ہی
ای یادِ صنم آپ سے باہر تو نہو مین
دونون جگر و دل مرے چلنے کو ہین تیار
مر جاؤن مگر تمکو نہ دیکھون یہ نہوگا
رہنے دے لگی لگی کو تری حسرت

کوچے سے ترے آہ لگا لائیگی کس کو
یہ شوخ نگاہی تری تڑپائیگی کسکو
تو جا کے پھر آئیگی تو یہان پائیگی کسکو
پوچھون نگہ یار سے لیجائیگی کسکو
تم آ نہین سکتے تو اجل آئیگی کسکو
جب آگ نہو گی تو وہ بھڑکائیگی کسکو

افسوس مری خاک لحد بھی نہیں باقی — اک ناز سے ٹھوکر تری ٹھہرائیگی کسکو
کیا دلکو سجایا ہی مری حسرت دل نے — اس گھر میں خدا جانے وہ ٹھہرائیگی کسکو
تم کچھ نہیں کہتے ہو تو آنکھیں ہی بتا دیں — جب وصل کی شب ہوگی تو شرم آئیگی کسکو
ہم غیر کی سنتے ہیں کسیکی نہیں سنتے — افسوس تمنا مری سمجھائیگی کسکو
ابھرے ہوئے جوبن کے ہیں مشتاق ہزاروں — اے یار یہ دولت تری ہاتھ آئیگی کسکو

۲۲۸ — گو غیر ہی کو بزم میں کوسا ہی کسی نے
احسان سوا میرے اجل آئیگی کسکو — ۹

تڑپ تڑپ کے مجھے تم ہلاک ہونے دو — غبار رکھتے ہو دل میں تو خاک ہونے دو
دکھاؤ آنکھ نہ تدبیر وصل کرنے پر — برا ہی کیا ہی ذرا جہانتک تپاک ہونے دو
دکھاؤ رنگ میں تماشا گھٹنے بڑھنے کا — ابھی کچھ اور مجھے دردناک ہونے دو
دل و جگر کو اسی وقت دیکھ لینا تم — ذرا سا صبر کرو سینہ چاک ہونے دو
ہمارے دل کی طرف سے پھرا لیے ہو نگاہیں — ملو نہ تم تو نہیں میں تپاک ہونے دو
ابھی ہو گئے تم روز حشر سے بیخوف — ہمارے خون سے دامن تو پاک ہونے دو
تمہاری تیغ ادا کے یہ دونوں بسمل ہیں — دل و جگر میں ہے اب کیا ہلاک ہونے دو
اٹھاؤ اپنی گلی سے نہ مٹنے والے کو — اوسے تو خاک میں ملنے دو خاک ہونے دو

۲۲۹ — بنا ہی لیں گے شب وصل بھی حجاب احسان
نگاہ یار جو ہو شرمناک ہونے دو — ۱۷

دشمن تو کیا فلک بھی ہمارا عدو نہو — اپنے ہیں سب اگر تو ہی بیگانہ خو نہو
اس ناز پر بھی تجھ میں لگاوٹ کی خو نہو — دل کا مزہ ہی خاک جو پہلو میں تو نہو

اظہارِ شوق و تذکرۂ آرزو نہ ہو
پھر کیا کہیں جو تم سے بھی گفتگو نہ ہو

قاتل سے دل لگی نہ کبھی کی یہ خوف تھا
ہنسنا ہمارا اُنکو زخمِ گلو نہ ہو

محشر میں دید مجھسا خدائی میں کون ہے
آئینہ بھی بنوں تو وہ بت روبرو نہ ہو

تاکید شام ہی سے ہے اونکی شبِ وصال
بے موقع آج ہم سے کوئی گفتگو نہ ہو

کانٹا سا ہے میرے دلمیں کھٹکتی ہے کوئی چیز
ای رشکِ گل کہیں یہ تری آرزو نہ ہو

چھیڑا ہی جب کبھی تو وہ بولے ہٹو نہیں
او بے ادب کسی میں یہ تیری ہی خو نہ ہو

مہندی کبھی رچے نہ حسینوں کے ہاتھ میں
شامل اگر حنا میں ہمارا لہو نہ ہو

دلکے سوا وہ آنکھ میں رہتے نہیں کبھی
اتنا حجاب ہے کہ کوئی روبرو نہ ہو

کہتا ہے دل خیال سے اونکے شبِ فراق
کیونکر کہیں ہو سیر جو ہمدم تو نہ ہو

تیری گلی سے ڈھونڈھ نکالینگے آپ ہم
تجھکو ہمارے دل کی یہاں جستجو نہ ہو

جو اشکِ چشمِ تر میں ہیں سب خشک ہو گئے
ایسا بھی کوئی عشق میں بے آبرو نہ ہو

کم بخت ہی کہو جو محبت سے تم نہیں
پھر تو کبھی شکایتِ بخت عدو نہ ہو

منہ میں زبان لیکے یہ پوچھونگا وصل میں
کیوں آج ہی حضور سے کچھ گفتگو نہ ہو

ناوک کو دیکھ کھینچے دل سے نکال کر
لپٹی ہوئی غریب کوئی آرزو نہ ہو

۹	احسان کیا ستم ہے کہ بھلا کے وہ کہیں ہاں ہاں رقیب ہو مری محفل میں تو نہ ہو	۲۲۰

تم جو کہتے ہو کہ عاشق کو محبت کیوں نہ ہو
بندہ پرور ان نگاہوں میں مروت کیوں نہ ہو

لیکیا قاتل کے در تک مجھکو تڑپانا ہوا
مرحبا صد مرحبا ای دردِ فرقت کیوں نہ ہو

میری ہی تقدیر میں تھی کیا شکستہ خاطری
چھوٹ جانے کے لیے دشمن کی قسمت کیوں نہ ہو

رشک کا صدمہ دلِ پر ضعف سے اوٹھ سکتا نہیں
تم تو غیروں سے ملو ہم کو شکایت کیوں نہو

عشق کا دعوی ہے ہمکو حسن ہے ہمکو غرور
کھینچ لو خنجر کسی دن قطعِ حجت کیوں نہو

میرے پہلو میں نہ بیٹھے بتوں سے بھی جو کچھ
دل تڑپ کر بیدل اوٹھا پھر مروت کیوں نہو

وصل کی شب بھی مکدر ہی طبیعت یار کی
خاک آلودہ ہمارے دل کی حسرت کیوں نہو

بس یہی اک بات ہے ہم خاک میں ملنے کو ہیں
تم ذرا کھولو مرے دل میں کدورت کیوں نہو

۲۳۱

اپنی قسمت میں یہ نہیں احسان لکھی تھی اجل
وہ سفر کو جائیں تو پھر جان رخصت کیوں نہو

۲۱

کون کہتا ہے نہیں تاب تکلم مجھکو
منہ لگائے تو حسینوں کا تبسم مجھکو

کچھ اجازت دے اگر یار تبسم مجھکو
غیر کے سامنے جھڑکوں میں نہیں تم مجھکو

حال پر غیر کے جس لطف سے پیار آتا ہے
تم دکھا دو وہی اندازِ ترحم مجھکو

کوئے جاناں ہی میں ہر پھر کے ہاں ہیں آخر
جستجو نے کہیں ہونے نہ دیا گم مجھکو

جودِ ساقی کی خبر ہی نہیں تجھے اے زاہد
ایک ساغر بھی جو مانگوں تو ملے خم مجھکو

وصل کی رات ہی میں بول کے گر نکلی بھی
آسرا دیکھئے اندازِ تبسم مجھکو

کھینچ حسرتِ دیدار یہانتک لائی
کیا قیامت ہے نہ محشر میں ملو تم مجھکو

وصل دشمن کا رہا ذکر جو ان کے لب پہ
گفتگو میں نہ ملا لطفِ تکلم مجھکو

جانتے مجھے جو سرا کشتہ اندازِ خرام
حشر کے فتنے اوٹھے کہتے ہوئے قم مجھکو

بدگمانی سی رہا کرتی ہے دل سے ہر دم
ای صنم عشق ترا ہے کہ توہم مجھکو

مسکرانے سے لبکے نہ رہے ہوش بجا
شعلۂ طور ہوئی برقِ تبسم مجھکو

حالِ دل پوچھتا ہے عالمِ حیرت میں اگر
کیوں سکھاتے نہیں اندازِ تکلم مجھکو

آج میخانے میں ٹوٹیگی جو میری توبہ
لا کے ساقی نے بٹھایا ہے پس خم مجھکو

جوش الفت بھی جو آیا تو یہ کہتا آیا
ڈوبنا ہو جسے وہ جانے قلزم مجھکو

چسکیاں لینے کی عادت یہ اسکی کبتک
دیکھا ہو آج بھی ٹڑپائے چلے تم مجھکو

جنبش لب کا بھلا ہو کہ خبردار کیا
ورنہ ملتی خبر نار تبسم مجھکو

بیخودی کیون نہ ہٹے سنسے جب فلک سے تو چھوٹی
کسکی افشان کا پتا دیتے ہیں انجم مجھکو

سجدہ کرنے کو جھکون کیا تہ شمشیر
خاک مقتل تو ملے پھر ہے تیمم مجھکو

اوسکی تصویر سے ہے ہم سخنی کا اصرار
بیزبانون سے بھی ہے شوق تکلم مجھکو

گریۂ زخم جگر پر جو نہیں ہو گی ہنسی
ہنسنے دیگی نہ تری تیغ تبسم مجھکو

بیخودی میں بھی اب میری دعا ہے احسان
وہ بھی کھو جائے کہیں جسنے کیا گم مجھکو

۲۳۲	ردیف ہائے ہوز	۱۱

لقب ہی شافع محشر تمہارا یا رسول اللہ
ہمیں یاں تک کہ آگیا اچھا سہارا یا رسول اللہ

طلب کیجے تو مجھے در پر خدارا یا رسول اللہ
جدائی اب نہیں ہمکو گوارا یا رسول اللہ

تمہارے عشق میں کسکو قرار آیا ہمیں تم
مرے سینے میں تجلی ہے کہ یارا یا رسول اللہ

زہے عاجز نوازی ہر بشر کی دستگیری کی
مصیبت میں ہمیں جسنے پکارا یا رسول اللہ

وہ عاشق ہو کہ راہ شوق میں نہیں بچھایا
اگر ہوتا مجھے کچھ بھی اشارا یا رسول اللہ

لبونپر دم بدم اب یا محمد یا حبیبی ہے
ہوا راز محبت آشکارا یا رسول اللہ

تمہارے رتبہ معراج سے یہ بات ثابت ہے
کوئی ایسا مقرب ہے نہ پیارا یا رسول اللہ

مدینے کی طرف تقدیر ہی جانے نہیں دیتی
تمہارے دل نے بہت مجھکو ابھارا یا رسول اللہ

شفیع المذنبین تمکو بنایا کردگار نے اپنے بندون کو
دیا خود حق نے بخشش کا سہارا یا رسول اللہ

شرف بخشا ہے مجھکو غوث الاعظم کی غلامی کا
کہ وہ محبوب ہے تمہارے رب کا پیارا یا رسول اللہ

۲۲۳	بتا دینگے فرشتے حشر کے دن دیکھنا مجھکو یہی احسان ہے عاشق تمہارا یا رسول اللہ	۱۵

کی ہے برسات میں کی میں نے یہ کیسی توبہ
ایک دو دن بھی تو قائم نہ رہیگی توبہ

یار کو دیکھتے ہی توڑ دی کل کی توبہ
آج بدمست ہوں ایسا کہ الٰہی توبہ

جب سے سو بار کبھی کی ہے کبھی توڑی توبہ
کسقدر ہے متلوّن مری پہلی توبہ

یہ ہوا حضرتِ واعظ کی نصیحت کا اثر
توبہ کرنے سے بھی بدمست نے کر لی توبہ

دخترِ رز کا جو میخانے میں جلوہ دیکھا
ایسی نیت مری بگڑی کہ نہ سنبھلی توبہ

نیتِ شیخ کا معلوم ہے سب حال مجھے
وہ بھی ٹوٹے گی جو میں نے کبھی توڑی توبہ

ترکِ صہبائے محبت تو کروں اے واعظ
یہ بتا دے مجھے مقبول بھی ہوگی توبہ

شیوۂ عشق و محبت نے کیا ہے مجبور
رہ نہیں سکتی ہے ہنگامِ جوانی توبہ

صحبتِ وعظ میں واعظ کو نہ کچھ خوف آیا
آج وہ مجھکو سنائی کہ الٰہی توبہ

پارسائی مری اک دن سے زیادہ نہ رہی
جب کبھی صبح کو کی شام کو توڑی توبہ

ایک دن میں جو وفا ہو وہی اچھا وعدہ
ساغروں سے جو ٹوٹے وہی اچھی توبہ

جامِ کوثر سے بھی اچھا ہے ترا جامِ شراب
اب کہوں گا نہ برا اک دم سے ساقی توبہ

لطفِ ساقی سے گھڑی بھر بھی نہ پرہیز رہا
ہم نے تو پہلی بہل آج ہی کی تھی توبہ

شیخ جی جھوٹ نہ بولو کہ خدا سنتا ہے
آپ کے سامنے مجھ رند نے کب کی توبہ

۲۳۴ — ۹

چشمِ جانان کا رہے ذکر لبوں پر احسان
منہ کسے ساغر نہ الگ ہو اجی کیسی توبہ

پوچھو گے جو حالت مری کچھ اور زیادہ
بگڑے گی طبیعت مری کچھ اور زیادہ

جب برقِ تجلی کیا ذکر تو بولے
اوس سے ہی شرارت مری کچھ اور زیادہ

تم پیار سے جب آنکھ ملاتے ہو سرِ بزم
بڑھ جاتی ہی ہمت مری کچھ اور زیادہ

اک بوسہ ہی دیکر مجھے ٹالو نہ شبِ وصل
خلوت مین ہی نیت مری کچھ اور زیادہ

اللہ ری تقدیر جب اوس بت کا جنون وسعت
بڑھ جائے عداوت مری کچھ اور زیادہ

کرتا ہون تری یاد مین جب گریہ و زاری
رو لیتی ہی حسرت مری کچھ اور زیادہ

اس وحشت نوردی کا ہی کیا ہمکو تاسف
برگشتہ ہی قسمت مری کچھ اور زیادہ

آئینۂ عارض ہی کا شیفتہ رہو ہمین
یارب ہو یہ حیرت مری کچھ اور زیادہ

۲۳۵ — ۱۱

احسان حسد جب سے کرے سارا زمانہ
ہو جائیگی شہرت مری کچھ اور زیادہ

رخِ روشن سے وہ اولٹین نقاب آہستہ آہستہ
کہ ہوتا ہی طلوعِ آفتاب آہستہ آہستہ

کئی دن کے لیے ہوتا ہی کافی ایک ہی ساغر
مزہ لے لیکے پیتا ہون شراب آہستہ آہستہ

مرے دلکو یہ عجلت ہی کہ وہ خلوت مین کھل جائین
حیا کہتی ہی ٹوٹیگا حجاب آہستہ آہستہ

ابھی بیٹھے ہین مجھکو گالیان دیکر وہ محفل مین
فرو ہو جائیگا جوشِ عتاب آہستہ آہستہ

خیالِ یار فرقت مین تسلی بخش رہتا ہی
بڑھیگا میرے دلکا اضطراب آہستہ آہستہ

نہ چپ رہنے دیا ہمکو ہماری اذخواہی نے
وہ سمجھاتے رہے روزِ حساب آہستہ آہستہ

ہماری اونکی باتین تم سمجھیو نکرو کوئی سنتا
سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

نہ کھٹکا محتسب کا ہی نہ واعظ کا ہی اندیشہ
چلے اب مے منجو جام شراب آہستہ آہستہ

تری نازک خرامی کی ادائین سیکھلین آکر
کہ آتا ہی مری آنکھون مین خواب آہستہ آہستہ

تلاش انکو ہی پھر امتحان اک مرنیوالے کی
ہمین ہونگے یقیناً انتخاب آہستہ آہستہ

۲۳۶	یہی ہی دیکھلو احسان اپنون کی وفاداری روانہ ہو گیا عہد شباب آہستہ آہستہ	۹

سر جھکایا ہی کیون چھپا کر آنکھ
دیکھا ہو تم ادھر اوٹھا کر آنکھ

دل نہ مل جائے تو جبھی کہنا
تم بلاؤ تو مجھ سے آ کر آنکھ

نیچی نظرون نے دلکو لوٹ لیا
رہ گئی تمنے کی جھکا کر آنکھ

غیر کے گھر کو جاتے دیکھ لیا
خوب نکلے تھے تم بچا کر آنکھ

بخت خفتہ کو خوب نیند آئی
ہم نہ سوئے کبھی لگا کر آنکھ

اک بت جنگجو سے وصل کی شب
طالب صلح ہون لڑا کر آنکھ

پیار سے آج پوچھتا ہی کوئی
کیا ملیگا تجھے بلا کر آنکھ

چلتے پھرتے رہو جوانی مین
گھر مین بیٹھے ہو کیا چرا کر آنکھ

۲۳۷	ہم تو پہلے ہی کہتے تھے احسان خوب روؤ گے تم لگا کر آنکھ	۱۱

وعدے کی شب ہی منہ نہ چھپاؤ چھڑا کے ہاتھ
اب ہی ہماری شرم تمہاری حیا کے ہاتھ

بہکا او سکی سے اثر ہی لئے لیا نیچے
شل ہو گئے اوٹھتے اوٹھتے آخر دعا کے ہاتھ

ہمکو قضا کا اب نظر آتا ہی ٹھاٹھ اور
تمنے تباہ دیئے او سے تیغ ادا کے ہاتھ

کچھ گھات ہی ضرور جو بیٹھے ہو دور تم
چٹکی ہمارے دل مین نہ لینا بلا کے ہاتھ

یہ لطف یہ کرم ہی عزیزون کے حال پر
قابو مین وہ نہ وصل کی شب آئے صبح تک
پہلو مین دلکے پاس تمہارا نشان ہی
بیدم ہوا ہی آج وہ دم توڑ توڑ کر
اسواسطے ہی سینہ چھپا لیے مین اپنا
یہ کیا شب وصال مین کھنچتی ہی اذیت

ورنہ وہ بیٹھنے نہین دیتے اوٹھا کے ہاتھ
آفت مین جان پڑ گئی اونکو لگا کے ہاتھ
سمجھا دیا ہی مین نے لگانا بچا کے ہاتھ
باندھے تھے کل حضور نے جب جھنجھلا کے ہاتھ
سینے سے چھوٹتا نہین کسی مبتلا کے ہاتھ
کہتے ہین مجھسے ہاتھ ملو گے لگا کے ہاتھ

۲۳۸

احسان ہمکو لغزش پا کا ہی خوف کیون
تھامے کے دستگیر ہین دست خدا کے ہاتھ

۱۳

منہ چھپا آج تھا نہ اوٹھے ستم کیا کچھ
خاک [illegible] ہی مقدر کیا کچھ
وصل کی راتین نہ جگا گا تخت
خیر گزری کہ تری یاد نے آکر روکا
بیخودی کو نہین معلوم ہوا اوس کا پتا
آج بچالے ہین حضرت واعظ خاموش
بل نکلتا ہی نہین ابروے قاتل کا بھی
تم شب وعدہ بھی آتے نہ اگر بن ٹھن کر
مست صہبائے محبت ہین ازل سے ہم بھی
یاد کی یار کی آنکھین متوجہ ہین ادہر
آؤ پہلو مین ذرا بیٹھ کے دیدو تسکین

وصل کی رات مین بگڑا ہی مقدر کیا کچھ
ایکدن حشر کریگی تری ٹھوکر کیا کچھ
بیخبر چین سے سویا ہی مقدر کیا کچھ
ورنہ رہ رہ کے تڑپتا دل مضطر کیا کچھ
تیرا دیوانہ رہا آپ سے باہر کیا کچھ
کہتے تھے بیٹھے ہوئے کل سر منبر کیا کچھ
لیس ہوتا ہی مرے واسطے خنجر کیا کچھ
جانتے ہو کہ گزرتی مرے دل پر کیا کچھ
خاطرین ہونگی ہماری لب کوثر کیا کچھ
نگہ ناز سے لڑتا ہی مقدر کیا کچھ
مضطرب ہی مرا دل سینے کے اندر کیا کچھ

سامنے اونکے برا کہتے ہیں مجھکو دشمن
جی سے اوترے ہوئے اب چڑھتے ہیں منہ کیا کچھ

اِتنا احسان دو سے کچھ دیتا ہی نہیں
اوٹھا جوبن جی سینوں لگا ہی خود سیر کیا کچھ

۲۲۹	ردیف یائے تحتانی	۱۵

شبِ وصال ہی شغلِ شراب ہو جائے
چلو قران مہ و آفتاب ہو جائے

مراد ہی یہی مہندی لگانے سے اونکی
حلال عاشقِ بے صبر و تاب ہو جائے

کسکے پاس دلِ نامراد جاتا ہی
دعائیں کرتے ہیں ہم کامیاب ہو جائے

عدو کی بزم میں بیٹھے ہو شغلِ مے کے لیے
کہیں نہ اور طبیعت خراب ہو جائے

اودہر روانہ کیا ہی یہ کہکے قاصد کو
جواب ہی وہ لکھیں یا جواب ہو جائے

تم اپنے وصل کے سائل کے منہ میں کہدو زبان
اگر یہ چاہتے ہو لاجواب ہو جائے

غضب ہی مانعِ وصلِ عدو نہ ہو جو شرم
نگاہِ شوق کے آگے حجاب ہو جائے

ستا رہی ہی بہت ہمکو اضطرابیِ دل
قلیان نہ سہی کچھ عتاب ہو جائے

کسی سے دل نہ لگا دن سنو نہیں یا تجھکی
یہ چار دن کا بہی جینا عذاب ہو جائے

وہ بادہ خوار ہوں زخمی فوا الدین جو ملک
تمام قصرِ جہنم خراب ہو جائے

کچھ آج ایسی لگاوٹ سے شغل ہو لیت وصل
خموش غمزۂ حاضر جواب ہو جائے

وہ گنتے جاتے ہیں دیتے ہیں جسقدر بوسے
مزہ تو جب ہی زیادہ حساب ہو جائے

فلک سے مانگ رہا ہوں اثر دعاؤں کا
مراد پائیں اگر دستیاب ہو جائے

بہت ہی شوخ مرا دل چھپا لو محرم میں
اودہر کے سینہ کو دی بشتاب ہو جائے

۲۴۰ | سرِ رشتۂ الفت میں دیکھکر احسان
وہ کوس لیتے ہیں خانہ خراب ہو جائے | ۱۲

تکلیفِ غمِ عشق دل و جان کے لیے ہی
یہ درد فقط حضرتِ انسان کے لیے ہی

انداز نگہ ہیرے دل و جان کے لیے ہی
کافر کی ادا امرد مسلمان کے لیے ہی

یک قطرۂ خون دل میں جو رکھا ہی چھپاکر
تیر نگہِ یار کے پیکان کے لیے ہی

بولے وہ یہ ٹکڑا دستِ تمنا جو شبِ وصل
یہ ہاتھ ترا شیشۂ گریبان کے لیے ہی

یہ یاد ہو ویران ہو غارت ہو تباہ ہو
یہ خانہ خرابی دلِ انسان کے لیے ہی

دیکھونگا ترے روئے مصفا کا تماشا
آئینہ مرے دیدۂ حیران کے لیے ہی

ملنے کو جو کہتا ہوں تو کہتا ہی ستمگر
پریوں کی ملاقات سلیمان کے لیے ہی

کیوں روئے ہو تم غیر کے مرنیکی خبر پہ
گریہ تو مرے دیدۂ گریان کے لیے ہی

زندہ ہوا گر حسرتِ مردہ تو کہیں ہم
اعجازِ مسیحا لبِ جانان کے لیے ہی

جائیگی کہاں اور سیلا شبِ فرقت
سودا زدۂ زلفِ پریشان کے لیے ہی

کچھ اور میں کہتا نہیں جز آرزوئے وصل
اصرار مرا وعدۂ و پیمان کے لیے ہی

۲۴۱ | احسان حسینوں کا کلیجے کو پکڑ ملنا
غارتگری حسرت و ارمان کے لیے ہی | ۲۲۳

طبیعت کو کچھ ایسی ضد پڑی ہی
لیے جب سنبھلا ہوں میں پھر وہ لڑی ہی

امیدِ وصل پہ دل میں بڑی ہی
تمنا میری خود مطلب بڑی ہی

مصیبت دل لگانے کی بڑی ہی
یہ جتنی سہل ہی اوتنی کڑی ہی

کہو کس بات پر میں صلح چاہوں
تمہاری آنکھ ہی مجھسے لڑی ہی

جدا ہوتے نہیں دست دعا اب ۔ طلب کا سلسلہ بھی ہتکڑی ہے
عدو کر وصل میں اے بے حجابی ۔ یہ قسمت آزمائی کی گھڑی ہے
ترے نخوت منانے کے لیے آئے ۔ مری افتادگی روٹھی پڑی ہے
ہمیں نے پی لی جو کچھ تھی مئے عشق ۔ تہ خم تھوڑی سی تلچھٹ پڑی ہے
کرو گے چاک تم کیوں سینے میرے دلکو ۔ یہاں بھی کیا کوئی دولت گڑی ہے
ملیں جس وقت وہ آنکھیں ملا کر ۔ مرے حق میں بھی اچھی گھڑی ہے
مرا دل بھی تو مٹھی میں اڑکی ۔ وہ کہتے ہیں کوئی شے گر پڑی ہے
کسی سے صلح کرنے پر ہے تیار ۔ وہی قسمت کہ جو ملکر لڑی ہے
لب رنگیں کا ساغر میں نہیں عکس ۔ گلابی پھول کی یہ پنکھڑی ہے
اوٹھائیں گے خوشی سے صدمۂ ہجر ۔ یہی اک مصیبت آ پڑی ہے
اکھٹا کی ہے کیوں گرد کدورت ۔ کہاں سے اوڑ کے دامن آ اٹکی ہے
خرام ناز پر تیار ہیں وہ ۔ نزاکت بھی کمر تھامے کھڑی ہے
کبھی چھوٹوں بھی زندگی سے چھوٹا نہ ہو ۔ در میخانہ پر توبہ پڑی ہے
نشان قبر عاشق کچھ نہ پوچھو ۔ وہ دیکھو تھوڑی سی مٹی پڑی ہے
تمہیں کہدو خطا جو کی ہو تمنے ۔ نگہ آنکھیں لڑانے پر لڑی ہے
ہمارے دل میں تم رہتے نہیں کیوں ۔ کہ اس منزل میں آسائش بڑی ہے
نہیں ملتی نگاہ یار دل میں ۔ مگر اک نوک برچھی کی گڑی ہے
تری تعظیم کو او فتنۂ دہر ۔ قیامت بھی قد آدم کھڑی ہے

ہمیں حاسد کی کیا پروا ہے احسان

۲۴۲ — فصاحت اپنی گھٹی مین پڑی ہی — ۱۱

نیر گھر بھی وصل مین اونکو عدو کی یاد ہی
یہ ستم ہی ستم بیداد پر بیداد ہی

دلکو لیکے پھینکنا تلوونسے ملنا یاد ہی
سچ تو یہ ہی قابل فریاد آنکی بیداد ہی

چلتے چلتے کوئے جانان مین گر پڑتے ہین ہم
بخت کہتا ہی کہ یہ بھی عشق کی افتاد ہی

گو اونہین آتا نہین ایفائے وعدہ کا خیال
یہ بھی کیا کم ہی جو کہہ دیتے ہین ہمکو یاد ہی

لوگ کہتے ہین کہ غم کے بعد ہوتی ہی خوشی
دل ہمارا شاد ہونے کے لیے ناشاد ہی

ساتھ لے آئے لگا کر حضرتِ زاہد کو رند
میکدے مین ہر طرف شورِ مبارکباد ہی

دلمین ہین درد و الم یاس و تمنا رنج و غم
گھر نہین دو چار رہنے والونسے آباد ہی

بات کرنے کی نہین طاقت مگر ہلتے ہین لب
ناتوانی مین بھی ہمکو ہمتِ فریاد ہی

دیکھیے کیونکر نبہے کیونکر ہو سامانِ وصال
ہین گرفتہ دل طبیعت یار کی آزاد ہی

راہ مین آہستہ چل ای محشر خرام
فتنے کہتے ہین تری ٹھوکر قیامت زاد ہی

۲۴۳ — کہتے ہین احسان وہ حاضر جوابی پر مری
منہ لگائے کون تجھکو تو بڑا آزاد ہی — ۹

ہم جام عشق پیتے ہی بیہوش ہو گئے
یاد آنیوالے دل سے فراموش ہو گئے

نالونسے شکوے اونکو فراموش ہو گئے
ایسی سنائی ہین کہ وہ خاموش ہو گئے

اللہ رے شوقِ وصل کہ اکثر شبِ فراق
پھیلے جو ہاتھ حلقۂ آغوش ہو گئے

عشق بتان مین حسرتِ کشتہ کیواسطے
کعبے کیطرح ہم بھی سیہ پوش ہو گئے

میرے سوالِ وصل کا آیا نہ کچھ جواب
وہ عرضِ حال سنتے ہی خاموش ہو گئے

تن سے اوتارا تیغِ ستمگر نے بارِ سر
ہم امتحان دیکے سبکدوش ہو گئے

کہتا ہی سُنکے بیخبری کا گلہ وہ بت — تم کسکو یاد تھے جو فراموش ہو گئے
کہنے نہ دی او نہین مری حیرت نے کوئی بات — تصویر جان کر مجھے خاموش ہو گئے

۲۴۴	احسان بحرِ عشق مین پاتے کچھ آبرو آنسو ہمارے کیون نہ دُرِ گوش ہو گئے	۱۳

دم بھر ادھر لڑی تو گھڑی بھر ادھر لڑی — مقتل مین جو نگاہ تری تیغ نظر لڑی
احسان شوق دید کا حیرتکا ہی سلوک — اوس بت سے جلوہ گاہ مین بیرون نظر لڑی
منہ مین زبان کہدو کہا تھا شب وصال — واقف مین ہم ادا تری جس بات پر لڑی
جھگڑے شب وصال مین اچھے یہ پڑ گئے — شوخی حجاب سے تو حیا سے نظر لڑی
بانکی ادا نے ہمکو لگانے دیا نہ ہاتھ — کم بخت جھوٹ وصل مین بھی رات بھر لڑی
وعدے کی شب جو بیٹھ رہے وہ عدو کے گھر — کیا کیا فلک سے آہ مری رات بھر لڑی
جاگا نہ بختِ خفتہ شبِ ہجر یار مین — چھینٹے ہزار اوس سے مری چشم تر لڑی
آنکھون مین غصہ جنبشِ ابرو کے ساتھ تھا — تلوار لیکے ہاتھ مین ترچھی نظر لڑی
شکوہ وہ اوسے تغافلِ صیاد ہی کا ہے — تقدیر سے نہ بلبلِ بے بال و پر لڑی
سونگھی جو بوے زلف ہوئی اتنی بد دماغ — سنبل سے آج خوب نسیمِ سحر لڑی
بالاے طور آنکھ جھپکتی مجال کیا — تجھ سے ہی جب نگاہ مری دو دو پہر لڑی
نوبت جو ہاتھا پائی کی آئی شبِ وصال — مجھسے نزاکت اونکی کمر باندھکر لڑی

۲۴۵	احسان وہ نہ صلح پہ آیا شبِ وصال بختِ عدو سے بھی مری قسمت اگر لڑی	۹

دردِ دل کہہ رہا ہون جتون سے — طالبِ دوستی ہون دشمن سے

وہ آگ ہے یار کی حسینوں میں
وہ بکیے لوگ اوٹھے جوبن سے

چل گیا ہم پر اوس پری کا سحر
شکوہ ہے چشم سامری فن سے

یہ بھی تجھ سے ہوا نہ اے وحشت
ہاتھ اوٹھتے ہیں کس کے دامن سے

ظلم کرتے ہیں اور کہتے ہیں
ہم تو مجبور ہیں لڑکپن سے

سمجھوں ناصح کو دوست اے تقدیر
دل کی باتیں کہوں میں دشمن سے

او نہ چھیڑ چھپا رہو جا کے
میرے ہاتھوں سے اوٹھتے جوبن سے

یار رہو یا نہ خنجر بیداد
کوئی تو لپٹے آکے گردن سے

۱۵	چھین لیگی تمہارا دل احسان ڈرتے رہنا کسی کی چتون سے	۲۴۶

کشتۂ الفت ہیں ہم حوصلہ یہ دل کا ہے
درد الفت سے تعلق عاشقوں کے دل کا ہے
کس تجاہل سے وہ کہتے ہیں مٹا دینے کے بعد
خون روتے ہیں اے ہمدم ہنستے ہیں عشاق ان پر
اتنا لکھنا کچھ خدا کے نام پر ہم کو ملے
دست و بازوے ستمگر کو پکڑ کر چوم لے
میری الفت مدعی کا عشق دونوں دیکھکر
خود ہی مجھ سے چھین لیتے ہیں وہ اب تاب کو
جلوۂ جاناں سحر دل میں ٹھہرتا ہی نہیں
مجمع یاس و تمنا میں نہ گھبرایا کبھی

گھر سے نکلے ہیں ارادہ کوچۂ قاتل کا ہے
کیوں نہ ہو وہ رہنے والا تو اسی منزل کا ہے
یہ تمنا کس کی ہے ارمان کس کے دل کا ہے
آج تو کچھ اور ہی رنگ آپکی محفل کا ہے
اس سے اے بت اور ہی مطلب ترے سائل کا ہے
زیر خنجر بھی یہی کچھ حوصلہ بسمل کا ہے
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل کا ہے
خود ہی کہتے ہیں تجھے افسوس یاں تجاہل کا ہے
تو ہی کچھ کہہ اے فلک یہ چاند کس منزل کا ہے
یار میرا بیٹھنے والا کبھی محفل کا ہے

پوچھ لیتے ہیں عدو سے میری بیتابی کا حال — کچھ نہ کچھ ہم تو خیال اونکو دل بسمل کا ہے
کہتے ہیں وہ کہ جاں کا نقصان ہوگا ایکدن — میرے آگے کیجیو دعویٰ الفت کامل کا ہے
بند ہی مٹھی تمہاری کہول لینے دو ہمیں — اسمیں پوشیدہ کوئی ٹکڑا ہمارے دل کا ہے
اور انکو وصل میں جب کر دیا ہمکو تباہ — خود وہ بولے یہ نتیجہ سعی لاحاصل کا ہے

۱۲	خوب دم لے لیکے وقت ذبح کی گردن جدا یہ سلوک احسان مجھپر قاتل کا ہے	۲۴۷

اب رہا ہی اور کیا جھوٹی قسم کیواسطے — ایکدم وہ بھی تری تیغ دو دم کیواسطے
لیلئے چٹکی جو آئے ایکدم کیواسطے — واہ کیا پہلو نکالا ہی ستم کیواسطے
دل میں ہو جاتی ہی پیدا جب کوئی امید وصل — جمع کرتے جاتے ہیں ہم تیرے غم کیواسطے
آج ہی نوروز کر دوں فاتحہ اے پیر مغ — چھوڑ دے تھوڑی سبو میں فتح جم کیواسطے
کیوں کبھی رہتی ہی مجھسے ہر گھڑی تیغ نظر — جان تک حاضر ہی ظالم تیرے دم کیواسطے
گالیاں دیں تمنے پابوسے لیے میں نے سوا — کیا تردد ہی حساب بیش و کم کیواسطے
زاہد و دید و حلقہ تھوڑی کبھی مسجد کے پاس — ڈالدیں بنیاد اک بیت الصنم کیواسطے
جو بتائے ہمیں وہ امتحان عشق تو — مشکلیں آسان ہیں ثابت قدم کیواسطے
راہ میں آنکھیں بچھا دینے کو ہم تیار ہیں — کیوں تکلف کرتے ہو تم دو قدم کیواسطے
سر جھکائے بیٹھے ہیں اک بت کے در پر ہم سنا — کون بھیجے سلام اہل حرم کیواسطے
منہ سے لی بات وہ ہنسے کہ جو مطلب کی تھی — کہنے والے تھے وہ کچھ اپنی قسم کیواسطے

۹	صدمہ فرقت ہی اٹھا احسان کافی ہی مجھے دل میں گنجائش نہیں اب اور غم کیواسطے	۲۴۸

امتحانِ عشق ہی یا پیار ہی
پوچھتے ہین دل ہے کس کا یار ہی

دونون کو دونون مین وہ پہر عشق ہین
جان سے مین مجہسے دل بیزار ہی

مُنہ چھپانا پہر مجھی سے پوچھنا
کیا مجھی کو حسرتِ دیدار ہی

پہلوئے دشمن مین بیٹھین تو حضور
درد اوٹھنے کے لیے تیار ہی

عرضِ مطلب کے لیے آتا ہی روز
تیرا دیوانہ بہت ہشیار ہی

وائے عریانی رہا کوئی نہ شغل
آجکل دستِ جنون بیکار ہی

مدعی اور شیخ پر مرنے لگے
اب تو جینا ہی مرا بیکار ہی

آج وہ آنکھین ملا کر رہ گئے
کہتی ہی جیون بہی انکار ہی

٢٤٩

سر جھکائے رہتے ہین احسان ہم
دل ہی مین ہمکو تلاشِ یار ہے

٩

حشر مین ساتھ لے وصل کے ارمان گئے
کیا ستم ہی مرا گہر لوٹ کے مہمان گئے

شوقِ دیدار تھا آنکھون سے نمایان اب
دیکھتے ہی تری تصویر وہ پہچان گئے

مین ترستا تو شبِ وصل مین ہوتا اک حشر
خیر اسی مین تھی کہ تم بات مری مان گئے

اجنبی بن کے بہی ہم کہنے نہ پائے کچھ حال
کہتے ہین دور ہی سے جانئے پہچان گئے

حالِ عشاق کہون کیا کہ تری محفل سے
چند حیران گئے چند پریشان گئے

حشر کے روز بھی وہ فتنہ اوٹھائینگے کوئی
دل خبر دیتا ہی ہم چال سے پہچان گئے

اپنے کوچے مین مجھے دیکھکے فرماتے ہین
ایسے بے صبر بہت خاک یہان چہان گئے

خار کی طرح چبھین گے مرے مژگان جگر
اسلیے تیر کے ہمراہ یہ پیکان گئے

کوچۂ یار مین مجمع تھا پریشانون کا

١٥	خاک اوڑانے کے لیے کیوں نہ تم احسان گئے	٢٥٠

چلکر زبان خوف الٰہی مین رہ گئی
اوس بت کی بندگی کی گواہی مین رہ گئی

دنیا نثار ہی تری زلفون پر اے صنم
یہ چلتی پھرتی چھاؤن سیاہی مین رہ گئی

آتی ہی ہوت جاتی ہی عمر روان مری
اچھی یہ چال راہزن و راہی مین رہ گئی

آنکھین ہوئین دو چار نہ مجھ کم نصیب کی
امید اونکی نیم نگاہی مین رہ گئی

بخشا تری ہنسی نے جو اے رشک گل خمار
غنچے کی روح کھچکے جماہی مین رہ گئی

ملبوس ناز کی کرے جو پر الباس کو
نکہت بدن کی کرتی کی لاہی مین رہ گئی

لایا نہ بار نخل تمنا مرا کبھی
تاثیر جذب آہ رسا ہی مین رہ گئی

داغ جگر نے عشق مین پایا نہ کچھ رواج
سکے کی چال درہم و ماہی مین رہ گئی

قاتل سے زخم کی نہ کہین خونفشانیان
کیسی زبان تیغ گواہی مین رہ گئی

سایہ کیا فقیرونکے سر پر نہ اکدن
چھتری ہما کی ظل الٰہی مین رہ گئی

اوس چشم مست سے نہ ملا ساغر شراب
منہ کھولکے ہوس ہی جماہی مین رہ گئی

ساحل پہ آ سکی نہ مری کشتی حیات
دریائے عشق نا متناہی مین رہ گئی

بجلی گرانا خرمن عالم کو پھونکنا
یہ آب و تاب برق نگاہی مین رہ گئی

دعوی تھا حشر کرنے کا برپا تو مری
آخر قیامت اوسکی کلاہی مین رہ گئی

٢٥١	احسان اوس صنم کی شکایت وصال اچھا ہوا جو شکر الٰہی مین رہ گئی	٩

خود بخت نے جو وصل کی تدبیر نہین کی
اسواسطے آہون نے بھی تاثیر نہین کی

کل حشر مین ہم ہونگے خدا سے ترے شاکی
تو نے اگر آج ای بت بے پیر نہین کی

خط یار کا لایا ہی تو دیتا نہیں قاصد
کچھ آرزو کے وصل تو تحریر نہیں کی

ناکامی قسمت کا گلہ کیجیے کیونکر
تقدیر یہ کہتی ہے کہ تدبیر نہیں کی

وہ فکر کہ جس سے وہ تڑپتے ہی نہیں
تو نے بھی کچھ اے نالۂ شبگیر نہیں کی

اوس شوخ سے ہمنے کبھی کچھ بھی نہ مانگا
منہ پھیر کر ایسی کبھی تقصیر نہیں کی

جب وصل میں کچھ کہتا ہوں تو بلجاتی ہے
کھینچی بھی مرے یار نے تصویر نہیں کی

دل دے ہی دیا ہمنے حسینوں کو بلا شرط
گھبرا گئے ایسے کوئی تقریر نہیں کی

۲۵۲ | وہ وہ بھی قدم سامنے اٹھلا کے چلے تھے
احسان نے ہٹجانے میں تاخیر نہیں کی | ۱۴

دل ملا بھی تو کبھی آنکھ ملائی نہ گئی
نیچی نظریں کی یہی شوخ ادائی نہ گئی

محو دیدار رہی یوں نظرِ شوق تو کیا
پتلیوں میں کوئی تصویر چھپائی نہ گئی

نگہِ ناز نے کی دلسے لگاوٹ آخر
تم سے بھی آنکھ محبت کی چھپائی نہ گئی

دردِ سر وہ نہیں بنا جسے صندل ہو مفید
اسکے بدلے کوئی تلوار لگائی نہ گئی

ہمنے نقاشِ تصور سے جو کھچوائی ہے
اپنے سائے کو وہ تصویر دکھائی نہ گئی

موت بھی مانگتے ڈرتا ہوں وہ سنکر نہ کہیں
کیوں شب ہجر کی تکلیف اٹھائی نہ گئی

کارسازی کا دعوی تھا اے حضرتِ عشق
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہ گئی

آرزو جو نہ ہوئی تھی کبھی سینے سے جدا
آملے آج جو تم دل میں وہ پائی نہ گئی

غیر پر صرف کیے لطف کے سارے انداز
اک ادا میرے لیے تم سے بچائی نہ گئی

میری تقدیر نے کیا کیا مجھے شوریدے
وصل کی ہی کوئی تدبیر بتائی نہ گئی

آنکھ میں آگئے وہ مانندِ نظر پھرنے لگے
رہے پردے میں مگر جلوہ نمائی نہ گئی

ہان یہ فکر ہے کہینگے وہ کہین گے جاکر | تو ان جو پوچھیے تو کوئی بات بنائی نہ گئی
طالب وصل مین منہ پھیر کے ہان کہنا تھا | تم سے ہمت مری اتنی بھی بڑہائی نہ گئی

۲۵۳ — خاک دل اوسکا مگر لیسے ملیگا احسان
آنکھہ تک جس بت کافر سے ملائی نہ گئی — ۱۳

سن لیے ہیں سبب دلکی حسرت کے
سب سلیقے ہین حیرت کے
غیر سے ملکے کیون ملال دیا
ہجو ہی واعظون مین ہوتی ہے
فلک پیر ہو کہ دشمن ہو
ایسی کہنے کی اجازت ہو
ایک ہی بار اے فلک دیدے
زلف و قد مین اشارے ہین باہم
مثل بسمل تڑپ گئے ہم
دیکھیے کیا ہو خیر کر دل کو
دل سے اوٹھا جگر مین ٹھہر رہا
دلکے آنے سے ہم بھی ہین مجبور

آدمی ہو بڑی محبت سے کے
تیرے عاشق ہین ایک صبور سے کے
ڈھنگ تھے اور ہی عدو کے
چرچے ہین جنت رشک حرمت کے
دونون دشمن ہین عشق و راحت کے
ہم بھی مشتاق ہین زیارت کے
جتنے صدمے ہین میری قسمت کے
تم قیامت ہو ہم آفت کے
بھرتے ہین دم تری محبت کے
چند قطرے ہین چشم حسرت کے
مشغلے ہین یہ درد فرقت کے
تم جو مختار ہو طبیعت کے

۲۵۴ — بھولتا ہی نہین وطن احسان
ہم ہین ممنون رنج غربت کے — ۱۱

تصویر لگی ہے سر بازار کسیکی | یون بھی نہ لٹے دولت دیدار کسیکی

تقدیر یہ کہتی ہے کبھی کام نہ ہوگا
واعظ کی نصیحت ہے کہ زاہد کی ہے توبہ
باتون کا مزہ دل نے شب وصل مین پایا
واعظ نے سنایا جو کبھی حال قیامت
بجلی کی طرح چھپ گئی مقتل مین چمک کر
پھر محتسب شہر گئے جو یہان مست
منہ کھول کے بیٹھو نہ سر بام حسینو
غیرون سے کیا کرتے ہو تم وصل کا وعدہ
ای آرزو دید تجھے دیکھ چکے ہم

تم لاکھ خوشامد کرو سو بار کسیکی
سنتے نہین رندان قدح خوار کسیکی
ہم چکھ گئے شیرینی گفتار کسیکی
یاد آئی ہمین شوخی رفتار کسیکی
عشاق کو دم دیگئی تلوار کسیکی
پھر دھیلے کی بکجائے نہین دستار کسیکی
پھرتی ہے یہان حسرت دیدار کسیکی
پھر کہتے ہو مانین کچہ نہ زنہار کسیکی
حیرت نہ بنی آئنہ بردار کسیکی

۲۵۵ — احسان پھر اس نالہ و فریاد سے حاصل
سنتا نہ ہو جب کوئی دل آزار کسیکی — ۱۳

خدا کا شکر ہے کام آئی ہای جستجو میری
ہجوم یاس ہے کچھ سن لو گفتگو میری
خدا کے واسطے ای تیغ صلح کروا دے
مرید پیر مغان ہون کہونگا آر آبست
مزہ تو آئیگا ای دل اگر اکھٹا ہون ملکر
پس فنا یون نہین کیف شراب حاصل
وہ بار بار سہت دیکھتے ہین دل کی طرف
محبت جگر گوشش نے لیا سوا

وہ دل مین آئے ہین سینے کو آرزو میری
نکالدو پھری محفل مین آرزو میری
کشیدہ رہتی ہے مجھسے رگ گلو میری
سنین تو کان لگا کر خم و سبو میری
شب وصال حیا روکلی آرزو میری
پڑی ہی رہتی ہے دوشی پہ سبو میری
کھٹک رہی ہے سینے لگا ہو نہین آرزو میری
اوتار لی تیر سے موتی نے آبرو میری

وہ بدنصیب ہون کیا یار کاتا بلتا
خلاف پایا ہی سو بار مجہکو اپنی تقدیر
نہ سو نکھتے ہو نہ چہوٹتے ہو اپنے تلے سے تم
تمہارا حیلہ شب وعدہ چل نہین سکتا

غریب دل ہی کو کہو آئی جستجو میری
نہو دعا مین شب غم شریک تو میری
سموم کے پہولون مین کیا چہپے بنی ہی میری
خدا کرے نہو بیجین آرزو میری

۲۵۶	بیان گیسوے پرخم سناؤن تو احسان نہین زبان سے اولجہے نہ گفتگو میری	۹

کہین بیچین سخن تک آہین نیازمندونکی
فراق یار مین برداشت کی گزندونکی
کچھ اور بہی ہوا وہ بہار اونکے اوٹھتے جوبن کا
برا کیا جو نہ پہیرا ہمارا دل تم نے
مٹے ہوئے ہین ترے ناز بے نیازی پر
نصیب عقدہ کشائے امید ہو تو ہی
کسی کا درد جگر تم کبہی نہین سُنتے
خود اپنے عکس پہ اونکے بدل گئے تیور

بتو سُنی نہ کہین نے خدا کے بندونکی
یہ ہمت اور یہ طاقت ہی دردمندونکی
نمود ہوتی رہے ایسے سربلندونکی
نہین نہین یہی عادت ہی خود پسندونکی
تباہ ہو گئی حالت نیازمندونکی
گرہ نہ کہلیگی شب وصل چار بندونکی
یہی تو سچی شکایت ہی شکوہ مندونکی
یہی تو شان تکبر ہی خود پسندونکی

۲۵۷	کیا نہ ایک بہی سامان آخرت احسان فضول فکر ہی منعم کو لاکہ بندونکی	۱۳

جھنڈے گڑے ہین خلق مین فریاد و آہ کے
شکر خدا بدل گئے تیور نگاہ کے
مجہکو شب وصال مین بیتاب دیکھکر

یہ دو نشان ہین مرے حال تباہ کے
اوس بت نے خوب عذر سُنے عذر خواہ کے
آپس مین ہنس رہے ہین کنایے نگاہ کے

ڈھونڈھا ہاتھوں میں نے انھیں جدا کو تمام — ای شیخ مرتکب نہ ہو ہم کس گناہ کے
ہم کیا ہزاروں صورت بسمل ہیں بیقرار — چلتے ہیں تیر جنکے اشارے نگاہ کے
پھرتے ہیں زیر سایۂ رحمت سیاہ مست — سر پر ہیں چتر لکۂ ابر سیاہ کے
چاہا ہی عرش جالونکو پی ہی شراب عشق — پھر وہی کام ہم سے ہوئے ہیں گناہ کے
مشتاق ہی یہ کلیم تو حاضر ہوں طور پر — آئینہ نہ ہم قریب تری جلوہ گاہ کے
سینے میں مضطرب ہیں ہمارے دل و جگر — دو ہیں شکار ایک ہی تیر نگاہ کے
پرسان حال زار نہیں کوئی ہجر میں — ہم درد دل کا کسکو بتائیں کراہ کے
ہمراہ غیر جاؤ نہ تم سیر باغ کو — جور و ستم اوٹھائینگے ہم راہ راہ کے
دل شکوہ ہائے درد مصیبت کریگا آج — سنلو زرا بیان ہمارے گواہ کے

۱۵	احسان اب ملیگا نہ ہمکو ہی بیوفا شکوے فضول ہیں شفیق عذر خواہ کے	۲۵۸

عشق بتاں میں ہم سے وفایوں ادا ہوئی — لب پر شکایت آتے ہی شکر جفا ہوئی
دل دیکے جان ہو رہی جور و جفا ہوئی — اونکا ہی کیا قصور ہمیں سے خطا ہوئی
اس فکر و وہم میں ہی فنا الاہی رشک نے — قاصد سے گفتگو تری کیونکر ادا ہوئی
صندل کی احتیاج مجھے درد سر میں تھی — خنجر لگا کے چلدیے اچھی دوا ہوئی
صبح شب وصال وہ کہتے ہیں ناز سے — جو آرزو عزیز تھی تم کو وہ کیا ہوئی
گر پڑ کے ہم پہونچ گئے بام مراد تک — انکی تو دستگیری بخت رسا ہوئی
کیوں خواہش اجل سے طبیعت ہی شادمان — کیا حسرت قضا ہی جو نکلی ادا ہوئی
تاثیر کچھ نہ ہو کوئی پروا نہیں مجھے — یہ غم ہی بیوطن مری آہ رسا ہوئی

اونکے خرامِ ناز سے اک شور پڑ گیا
فتنے پکارتے ہین قیامت بپا ہوئی

اچھّا ہی ہی وہ ملین بزمِ غیر مین
کچھ تو تسلّی دلِ درد آشنا ہوئی

غافل نہو گا کوئی ہماری طرح بتو
حسرت بڑی تھی دل مین خدا جانے کیا ہوئی

خلوت مین شوق وصل نے باندھی تھی ایسی بات
روپوش اونکی آنکھ بچا کر حیا ہوئی

دلمین برا سمجھنے لگے ہمکو خوش جمال
یارب ہماری خوبیٔ تقدیر کیا ہوئی

کھولا ہمارے شوق کا حال اونکی شرم نے
نیچی نگاہ پردہ درِ مدعا ہوئی

۲۵۹	دل دیکے پر حسین بہت ہم سے خوش ہوئے احسان بیوفاؤنمین قدرِ وفا ہوئی	۱۵

نگاہین کہتی ہین اک فتنہ گر سے
ادہر سے ہم اوٹھین پر وہ ادہر سے

ابھی غفلت سے چشمِ شوق ہی بند
ہمارے دل مین تم آئے کدہر سے

عدو کرا ہی گرانبار کی مدد کر
گرے جاتے ہین ہم اوسکی نظر سے

شبِ وصل اور مجمع حسرتون کا
مرے ارمانِ قرار نکلین کدہر سے

چھپایا انجمن مین اوٹھتا جوبن
کسی نے ڈھونڈنے والی نظر سے

یہ بیکس ہو گئے نالے ہمارے
گلے مل مل کے روتے ہین اثر سے

خبر لا اودھر کے او دردِ جدائی
کہا ہی کچھ مرے دل نے جگر سے

دلِ مضطر کو سمجہاتے ہین اب ہم
کوئی آتا ہی ہوگا اب ادہر سے

وہ شوخی وہ تبسم پھر بھی کہنا
تمہین بیتاب ہی دیدہ جگر سے

اجل کی آرزو بھی ہو نہ پوری
پڑا ہی کام کس بیداد گر سے

تمہارے غم نے چھیڑا ہجر کی شب
ہنسی ہوتی رہی زخمِ جگر سے

کبھی ایسا ہی جو روٹھ جائے
اجابت سے دعا نالہ اثر سے

وہی دلبر وہی دشمن وہی دوست
شکایت ہو تو کس بیداد گر سے

محبت نے کسیکو گدگدایا
حیا کو لے اوڑی شوخی نظر سے

۲۶۰ — ۱۳

دعائین موت کی مانگین کیے احسان
کسے معلوم تھا یہ پیشتر سے

ملگیا خاک مین دل واہ ری قسمت دلکی
لو مبارک ہو تو مٹ گئی حسرت دلکی

عشق سے باز رہے یہ نہین عادت دلکی
منع کرتا ہون تو بڑھ جاتی ہی ہمت دلکی

نوک ناوک سے لگا رہنے دے او تیرانداز
تیرے پیکان سے ملتی تو ہی صورت دلکی

جلد ہے خاک مین ارمان ملا کر شب وصل
ہائے کسوقت نکالی ہی کدورت دلکی

چھوڑ بیٹھے ہین تمھین کیون جو درد اوٹھتا ہی اوٹھے
شوق باقی ہی تو کم ہوگی نہ ہمت دلکی

خطمین لکھ بھیجتین تو یہ شک ہی نہوگا باور
دل ہی ہے کیون نہ سنو اگلے شکایت دلکی

رنگ لے محرم مین لہو بھار رہا ہی بتونکا سینہ
اوٹھتے جوبن سے کوئی پوچھے شرارت دلکی

اے فلک ہم تری گردش کے تو قائل جب ہون
یار کی آنکھ سے پیدا ہو محبت دلکی

یاد عاشق کو فراموش کیے بیٹھے ہین
مجھسے کہتے ہین کہ بتاتی ہی طبیعت دلکی

سامنے مجھکو بٹھایا ہی دم آرایش
آئنہ جنکے مقابل ہو نہ حیرت دلکی

جب کبھی تکیے ہی پہلو مین لیے بیٹھے ہین
آجکل اونکو پسند آئی ہی صحبت دلکی

ہوش کھوئے گئے وارفتگی عشق مین جب
عمر بہر آپ مین آئی نہ طبیعت دلکی

۲۶۱ — ۱۱

ہو سکی اونسے تلافی نہ ستم کی احسان
شکر کرنے سے مجھے تھا اور شکایت دلکی

مجھکو دیوانہ بنائینگی ادائین اسکی
چین سے بیٹھنے دینگی نہ جفائین اسکی

مین گنہگار محبت ہون وہ ظالم بیباک
دیکھیے حشر مین ثابت ہون خطائین اسکی

کون فریاد کو پہونچا ہی بتون کے در پر
آ رہی ہین مرے کانونمین صدائین اسکی

شیخ کو لوٹ لیا ہو نہ کہین رندون نے
میکدے مین نظر آتی ہین عبائین اسکی

تیر کھا کر بھی نہ تڑپا یہ کلیجا کسکا
جان دیکر بھی نہ اف کی یہ وفائین اسکی

دل لگی کرنے لگا اوس شوخ سے چھیڑا جو کبھی
مجھکو بیتاب جو کرتی ہین وہ ادائین اسکی

آپ گھبرائے ہوئے آج کدھر جاتے ہین
کہیئے مقبول ہوئین تازہ دعائین اسکی

جلوۂ یار نے غافل مجھے پایا تو کہا
بیخودی ہی تجھے آنکھون مین سمائین اسکی

بخت نے سنگ رہ عشق بنایا لیکن
گھر سے نکلے تو کوئی ٹھوکرین کھائین اسکی

آتے ہین کاکل و گیسو کے تصور دلمین
ای فلک دیکھ تو گھر کسکا بلائین اسکی

۱۵	پھر گئی آنکھونمین اے احسان جو تصویر قضا بیٹھے بیٹھے تمہین یاد آئین ادائین کسکی	۲۶۲

غیرت صاعقۂ طور ہی صورت اونکی
شعلۂ عشق کا دیتی ہی شرارت اونکی

ہیچ ہی جسپہ ناز کرے چاند ہی صورت اونکی
اوٹھتا جوبن ہی اوبھرتی ہی طبیعت اونکی

چاک تو کرتی ہی پہلو کو تو ای تیغ فراق
دیکھنا دل سے نکلجائے نہ حسرت اونکی

بھیج دینا الم و درد ہین جتنے ای چرخ
آج ویران کدۂ دلمین ہی دعوت اونکی

کونسا جرم کیا مینے جو بوسہ مانگا
گالیان دے لین مجھے یہ بھی عنایت اونکی

جان بھی جائے تو واللہ کبھی اف نہ کرون
توبہ توبہ مرا منہ اور شکایت اونکی

کوئے قاتل کو شہیدان وفا جاتے ہین
منزل آسان ہو ثابت رہے نیت اونکی

خواہش وصل ہی مین عمر گذاری ہمنے
صاف وہ مجھ سے ہون ایسا کبھی ہین ہے یارب
اتنا تو ہو اثر شوق محبت یارب
صبر کیا چیز ہی کہتے ہین تحمل کسکو
حضرت دل بھی ملے ہین مجھے اچھے ناصح
دل سلاہی تو درد کا ہمکو ہوگی یہ بلا
لن ترانی وہ کہین تو ارنی کہا یہ دل

آرزو بنکے رہی دلمین محبت اونکی
غیر کے دل مین ہے رہ جاکے کدورت اونکی
کہ مرے دل سے بدلجائے طبیعت اونکی
ہان جو کچھ دلمین ہمارے ہی تو حسرت اونکی
منہ پہ آنے نہین دیتے ہین شکایت اونکی
جان ہی لیکے ٹلے گی شب فرقت اونکی
ابھی دو باتون مین ہوتی ہی زیارت اونکی

۲۶۳	حال دل اپنا تم احسان کہو تو چلکر ہم بھی کہہ دیگے جو پائین گے طبیعت اونکی	۱۱

معشوق سے ملے رہے ہمسے خفا رہے
اہل ہوس نے خوب نکالی رہ نیاز
ای یار لطف وصل شب وصل ہی جبھی
چلنا ابھی ہی راہ محبت مین دور تک
پھرتی ہی ڈہونڈہتی ہین ملتا دل قبول
ای حسن دوست یہ بھی ہی کوئی ادا کی شان
آہ آہ کاش موت ہی کو جاکے ڈہونڈ لاؤ
کیونکر بٹھائیے شب فرقت مین روک کر
ای تخم مکان دل مین نہ پھیلا بہت سے پاون
تحویدہ ہون وہ ٹرپ سے تین بہا یہ مین

مطلب ہی کہ یہ حضرت دل آشنا رہے
نکلے جو بتکدے سے تو کعبے مین جا رہے
کچھ کچھ جو شوخیان ہون تو کچھ کچھ حیا رہے
ای شوق خضر سے قدم آگے بڑہا رہے
یارب پھر اب کہان کے مرے دل کی دعا رہے
شوخی ہو حسن نگہ مین اوسمین حیا رہے
کوئی تو حال ہجر کی شب پوچھتا رہے
دل سے جو درد اوٹھکے کلیجے مین جا رہے
حسرت کیواسطے کوئی گوشہ ترا رہے
آئینے کی نگاہ کوئی دیکھتا رہے

۲۶۵	احسان صلح میں بھی جدائی ہی بار سے حسرتِ یہ مرے دل میں رہے پھر تو کیا ہے	۹

کبھی ارمان کبھی غم کبھی حسرت ہو گی
خوش ہیں کہتی ہی یہ گھر کے تمنا وصال
میرے پہلو میں تم دل ہی بیٹھے ہیں ہرگز
کیسی تسکین کہ منہ پھیر کے فرماتے ہیں
کیا بتاؤں کہ جلے کیوں جگر و دل میرے
شکوہ جور میں ہی عرضِ تمنا شامل
غیر کے پاس سے تم اوٹھکے مرے پہلو میں
کوئی وعدہ نہ کرو تم مگر اتنا کہدو

دل میں سو رنگ سے پنہان تری الفت ہو گی
ایکدن غیر کے گھر بھی شب فرقت ہو گی
کوئی لے لیگا امانت میں خیانت ہو گی
اور بیچین ابھی تیری طبیعت ہو گی
یار کی برق نگاہی کی شرارت ہو گی
آج اوس شوخ سے مطلب کی شکایت ہو گی
بیٹھ لو گے جو گھڑی بھر تو عنایت ہو گی
ہم کو اب جھوٹی قسم کی نہ ضرورت ہو گی

۲۶۶	لے ہی لے جان کہیں صدمۂ دوری احسان نہ سہی وصل بکھیڑوں سے تو فرصت ہو گی	۲۰

ابھی ارمان رہا ہمکو ستاتا کوئی
آج اس ڈر سے نکلتا نہیں تنہا کوئی
دلکو تھامے ہوئے وہ نکلے ہیں گھر سے باہر
آئنہ دیکھکے انصاف سے کہدو اتنا
تم وہ محجوب کہ سر تک نہ اوٹھایا شب وصل
کیا ہی بہلاتا ہے فرقت میں تصور اونکا
ہائے کہتا یہ کسی بت کا مرے مرنے پر

وصل کی رات میں بھی ہو ٹی نہ تمنا کوئی
رو کے بیٹھا نہ ہو دروازے کا رستا کوئی
کہہ رہے ہیں کہ مری یاد میں تڑپا کوئی
میں برا ہی ہی تم سے بھی ہی اچھا کوئی
ہم وہ محروم کہ نکلی نہ تمنا کوئی
دم بدم مجھسے یہ کہتا ہے وہ آیا کوئی
کیا خدا دیگا نہ اب چاہنے والا کوئی

سیکڑون سحر بھرے ہین لچک کرشمے آنکھون
دیدۂ تر مین نہین نام کو آنسو باقی
آج وہ کہتے ہین اِس شرط سے ہم آئینگے
شاد ہین عیش خداداد سے قسمت والے
اے فلک وصل کی شب وصل کا وعدہ کیسا
مجھکو لپٹا کے شب وصل وہ یون بول اُٹھے
جلوۂ طور نظر آتے ہی پہچان لیا
چل دیے ہوش و خرد چھوڑ گئے تنہا مجھکو
کیا عجب ہے اسی حیلے سے تسلی ہو جائے
آج کیا ہے کہ وہ جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین
اے فلک وصل صنم اتنے دنون تک تو رہے
صدقے اس حسن جوانی کے وہ جھٹ بول اُٹھے

دیکھ لے یار کی آنکھون کا تماشا کوئی
روئے کب تک مری تقدیر کو رونا کوئی
شوق تیرا نہ کرے اور تقاضا کوئی
بے نصیبون کی تمنا ہے تمنا کوئی
دے چلا ہے مری تقدیر کو دھوکا کوئی
آج آگے مرے چلّا کے نہ رویا کوئی
آنکھ کیطرح نہین اونکا سا سنا کوئی
تم نہ آئے تو مرے پاس نہ ٹھہرا کوئی
سُنتے جاؤ دل بیتاب کا شکوا کوئی
چاہیے چاہیے طالب نہین دلکا کوئی
خود کہین ہم کہ نہین دلمین تمنا کوئی
سیکھ جائے مرے جوبن سے ابھرنا کوئی

١٩	سارے ارمان اُچھل پڑتے ہین دل مین احسان نام لے لیتا ہے جب پیار سے آدھا کوئی	٢٦٧

میرا مہمان ہے غارتگر ایمان کوئی
اِن پری زادون مین ایسا نہین انسان کوئی
واے غفلت نہوا دلمین نمایان کوئی
جھوٹ ہے یا کہ جھوٹی ہین اونکی قسمین
ہم سمجھتے رہے وہ وصل مین شب بھر مجھسے

آج دیتا مجھے لوٹے ہوے ارمان کوئی
اک گلہ کرتے ہی ہو جائے پشیمان کوئی
آنکھ کہتی ہے اسی گھر مین ہے مہمان کوئی
سچ یہ تقریر کہ سچا نہین پیمان کوئی
چھوڑ دو ہمکو وہ گوشے مین ہے پنہان کوئی

وصل کی شب ہی ہمین ڈہونڈ کے لا دی چرخ
دل مشتاق کا نکلا ہوا ارمان کوئی

زخم شمشیر ستم مین نے خوشی سے کہائے
کیون ہی میرے لیے انگشت بدندان کوئی

شکوہ جور نے کیا کام نکالا سب وصل
عذر کچھ کر نہ سکا ہو کے پشیمان کوئی

وائے تقدیر رہے خانہ عاشق تاریک
دشمنون کے لیے ہو شمع شبستان کوئی

کیون جفا ہوتی ہی تم عرض تمنا سنکر
بہت اچھا ہی رہے دل مین نہین ارمان کوئی

روٹھے بیٹھے ہو مین جو لکھ بھیجا ہی مکتوب طلب
کیون کرے ہمسے کبھی وعدہ و پیمان کوئی

ای فلک عشق مین ستمگر سے بگڑنا اچھا
درد دل دیکے نہ ہو جانکا خواہان کوئی

آمد و رفت رہے مجھسے اگر لطف کے ساتھ
کیون شکایت مین کرون کیون ہو پشیمان کوئی

غیر سے کیلیے تم آئینہ منگواتے ہو
تمکو ملتا ہی نہین کیا دہن کے حیران کوئی

ای اجل اور بھی اک شب کی مجھے مہلت دے
یاد آیا ہی کسی شوخ کا پیمان کوئی

اپنے مطلب ہی کی کہتا ہون جو کچھ کہتا ہون
کیا سنے عرض تمنائے فراوان کوئی

اپنے کوچے کو کہا کرتے ہو گلزار جنان
کس طرح حور نہ سمجھے ہی تمہین انسان کوئی

شب وصل آئے تو لپٹا کے کہونگا اونسے
آج ہی ساتھ ہی جینے کا نگہبان کوئی

۲۶۸	وہی جیتے رہین حاصل ہی نہین وصل حسان مرنے والونکا بہی ارمان ہی ارمان کوئی	۱۵

ہو منانے کی غرض سے مرا مہمان کوئی
دیدے یارب مجھے روٹھا ہوا ارمان کوئی

بوسہ پاتے ہی رہا دل مین نہ ارمان کوئی
ادمرے بحر کرم اور بھی احسان کوئی

کہیے کیون ہان ہٹے سچ مرد مسلمان کوئی
وعدہ حق تو نہین انکا پیمان کوئی

چاک کر دیکھ لے ای دوست ہمارے دلکو
راستہ پائے نکل جائے نہ ارمان کوئی

ہم بہی کیا یاد کرینگے خلش الفت کو
دلمین اٹہکا نہ ترا ناوک مژگان کوئی

نہ سہی وصل طبیعت تو سنبہل جائیگی
ہم سے چہوٹون ہی کرے وصل کا پیمان کوئی

دل یہ اوچہلا کہ نہ قابو مین سحر تک آیا
یون کبہی دیکہے نہ بہی غم اب پریشان کوئی

کیا اوسے اپنے تصور سے کرین گے آباد
ڈہونڈہتے پہرتے ہین کیون دلِ ویران کوئی

نخوتِ حسن قسم کہانے کے لیے بیٹہا ہی
اونگلی سی رکہے ہوئے بالائے نمکدان کوئی

نظر آتی نہین ارمان بہرے دل کی خبر
آج آتا ہی لیے دہر بر زدہ دامان کوئی

ناوک اندازون کو کیا یاد کرینگے ہم بہی
پہانس بنکر نہ رہا سینے مین پیکان کوئی

سیر آ رہتی ہی ہر مرتبہ اک آفت عشق
اوسنے اوبہا کہے ایسا نہین نادان کوئی

جمع رہتے تو ہین کوچے مین ہزارون وحشی
آپ شیدا نہین ہے نہ گریبان کوئی

ہوش تہا مجہکو طبیعت تہی الم سے یکسو
ایفلک کیون نہوا آج ہی مہمان کوئی

۲۶۹	شکوہ صدمہ دوری نہ بہت کر احسان وصل کی شب ہی نہو جائے پشیمان کوئی	۱۲

وہ نہ آئے مگر انکار ابہی رہنے دے
میرے ارمان کی امید لگی رہنے دے

بانکپن کا وہی سامان ابہی رہنے دے
زلفِ پرخم مین دل اس مین پہنسا رہنے دے

ہوش آتا ہی شب غم جو ترے غافل کو
غش ہی کہتا ہی ذرا انکی لگی رہنے دے

وہ ادا وصل مین ہم چاہین کہ مزا جس مین ہو
پردہ شرم مین اونکی یا ابہی رہنے دے

کیون اوٹہ جاتا ہی پہلو مین جو درد اوٹہتا ہی
مجہکو بیتابی کی دو چار گہڑی رہنے دے

مرنے والا ہی کوئی آج ترے دن لاج اسی شوخ
سرمہ آئینہ حنا پان مسی رہنے دے

دل ہی ملتا نہین تو آنکہ ملانے سے حصول
یہ بہی اک بانی بیداد ابہی رہنے دے

رونیوالون سے نہ ہو جائے کسی روز بگاڑ
ای مرے دوست بناوٹ کی ہنسی رہنے دے

حشر مین وہ بھی مرے ساتھ اوٹھینگے ای بت
مرنیوالونسے گلی اپنی بسی رہنے دے

تجھکو کیا فکر ہے ای شوخ کہ ابتک نہ ہوئی
دل تو تجھکو ہے مرے دل کی لگی رہنے دے

حشر کے روز تجھے سامنے آنا ہوگا
ای صنم کان مین یہ بات پڑی رہنے دے

٢٧٠ — یادِ جانان لئے جگتا ہے شبِ غم احسان
بختِ خفتہ لئے کہتا ہے آنکھ لگی رہنے دے — ١٦

فتنہ سازی نگہ ہوش ربا رہنے دے
آنکھ کے سامنے بیہوش پڑا رہنے دے

کوئی کیون تیری تمنا کے سوا رہنے دے
پاس ہی بیٹھی رہے دشمن مجھے آ رہنے دے

شکوۂ دردِ جگر سنکے یہ کہنا کیا خوب
اوس سے تکلیف تجھے کیا ہے پڑا رہنے دے

اپنے ارمان کو ناکام بنا کر نہ نکال
درد کیطرح مرے دلمین پڑا رہنے دے

مل ہی جائیگا ہمین وصل کا پہلو شبِ وصل
اپنے ہمراہ مروّت کو حیا رہنے دے

قابلِ دید بنایا ہے خدا نے تجھکو
خود نمائی تجھے کس طرح چھپا رہنے دے

دستِ گستاخ کا حارج ہے نہیں کوئی شبِ وصل
ہاتھ بھر پاس سے ہمکو نہ ہٹا رہنے دے

آنکھ سے دیکھکے مرنا ہی لکھا ہے ہم کو
چھپکے آنے کو شبِ تیرہ فضا رہنے دے

اور تدبیر اگر وصل کی ناممکن ہے
دل ہی مین ہے کھلین غنچہ کو خدا رہنے دے

ہاتھ اوٹھاتے ہی کہدیا ہے بخت کا کام
ہل چلے وہ تجھے بیٹھا اپنی دعا رہنے دے

تو نہ غافل کبھی ای نازِ مسیحائی ہو
کوئی جینے سے خفا ہے تو خفا رہنے دے

خوگرِ جور و ستم ہو گئے سہتے ہی ای یار
اپنے منہ سے مین کہون مشقِ جفا رہنے دے

عشق کی آگ کو دل ہی مین رکھے عاشق
سینہ مین تجھکو بھی تلوون سے لگا رہنے دے

صحبت وعظ مین بیٹھین ہی تو جھک کے اٹھین
نارسائی سے بھی کچھ ہی رسائی تیری

فیض ساقی مری تقدیر مین مے خوار رہنے دے
اپنی تدبیر تو ای بخت رسا رہنے دے

۹	عادت دلشکنی ہی جو کسیکو احسان توڑنے کے لیے پیمان وفا رہنے دے	۲۷۱

جھرمٹ مین حسینونکے ہین شاداں کبھی ہم بھی
دل پر جو پڑا تیر کہا ڈرہ کے جگر سے لے
بیچ اپنے تصور ہی کو غنچا نہ دل مین
مدت سے تو دل اک بت کافر کی طرف ہی
کہتے ہین وہ دشمن کی محبت نہین تجھکو
ابھرے ہوئے جوبن کو چھپاؤ گے کہاں تک
روز آنیکا اقرار کیا ہم نے کئی بار
در پردہ وہ کہتے ہین قیامت کا جو ڈر ہی

پریونمین بسے ہین مثل سلیمان کبھی ہم بھی
ہوتے یونہین شرمندۂ احسان کبھی ہم بھی
ای یار کرین خاطر مہمان کبھی ہم بھی
کچھ یاد نہین ہو گئے مسلمان کبھی ہم بھی
کس طرح انکالین ترے ارمان کبھی ہم بھی
کہتا ہی وہ خود ہونگے نمایان کبھی ہم بھی
تھے مگر اتنا نہ کہا ہان کبھی ہم بھی
خود ہونگے جفاؤن سے پشیمان کبھی ہم بھی

	احسان عدو لے تو کہا حال سب اپنا کہدیتے کسی سے غم پنہان کبھی ہم بھی	۲۷۲

ابھی کچھ اور مجھے لطف جلوہ گاہ سے ملے
جو خاک کو نہ کہین بھاگنے کی راہ ملے
اسی امید مین دم رک رہا ہی آنکھونمین
ہم اپنے ڈوبے ہوئے دلکی پوچھلین حالت
شب فراق مین یوسونکی دعا ہی یہی

تمہین خدا کی قسم پھر ذرا نگاہ ملے
کسی کے گوشۂ دامن ہی مین پناہ ملے
تری نگہ سے مری آخری نگاہ ملے
اسیکی کشتی امید اگر تباہ سے ملے
کمند بام اجابت ہو ایسی آہ سے ملے

گلہ ہی ہمکو تری چشم سرمگین سے یہی / خفا ہو ہم سے تو دشمن سے کیون نگاہ ملے

چلے جب آبلہ پائی مین سوئے دشت جنون / کئی جگہ ہمین رستے مین خار راہ ملے

دل و جگر نہ کہین گمے ہماری ہی ہرگز / اونہین کے ہاتھ مین جو طرفدار وہ گواہ ملے

بتونکے جور و ستم کی خدا سے ہو فریاد / ہلائے عرش کی زنجیر جو وہ آہ ملے

کسی نے یہ ہی نہ پوچھا کہ کیا گذرتی ہی / ہزار بار حسینون کو ہم تباہ ملے

یہ آرزو ہی کہ ہم کشتگی ہو کچھ ایسی / کسیکے کوچے سے نکلون تو پھر راہ ملے

خضاب تنگ دکھاتا ہی ریش واعظ سے / خدا کرے کہ نہ ہم مین یہ روسیاہ ملے

خیال غیر کا مسکن ہی جس جگھ اے یار / مجھے بھی رہنے کو ایسی فرودگاہ ملے

وہ میرے دل مین جو حسرت کی طرح آگئے ہین / یہ آرزو ہی نکلنے کی پھر نہ راہ ملے

وہ کس طرح سے مرے پہلو سے لے گئے دل کو / کہین نہ اسکے زمانے مین ہو گواہ ملے

ابھی سے کرتے ہین باتی جو رہ گیا / ہمین تو حشر کے دن کوئی داد خواہ ملے

١٥	شراب کی جو مین رکھون سبیل ای احسان ثواب مین بھی مجھے لذت گناہ سے ملے	٢٧٣

وہ آئے لطف ملاقات گاہ گاہ رہے / خیال یار سے آتی تو رسم و راہ رہے

نہ دلدہی نہ محبت نہ رسم و راہ رہے / ستم تو یہ ہی وہ کہتے ہین ضبط آہ رہے

تمام عمر حسینونکی ٹھوکرین کھائین / رہ طلب مین رہے بھی تو سنگ راہ رہے

اب اور ای شب فرقت مین کیا کہون تجھکو / خدا کرے کہ تو دنیا مین روسیاہ رہے

یہی خوشی ہی تو کہدین تمہاری خاطر سے / نہ ہمنے خاک اوڑائی نہ ہم تباہ رہے

بلا سے صدمہ دوری ہو لیکن ای بیتاب / تری طرح نہ مقدر مرا سیاہ رہے

خدا کی شان کرے ہم کو ہمسے پوچھے کوئی
ہمارے چاک جگر کو سیو نہ بخیہ گرو
سنبھل سنبھل کے ملے تب فراق میں بھی
خدا کے سامنے کہنا پڑیگا حشر کے دن
ہزار ہجر سے ہوں تو کچھ نہیں پروا
ٹھہر کے پوچھ لو عاشق کا حال حضرت درد
مجھے پسند نہیں آسمان کا پھرنا
دم اخیر وہ بہر عیادت آسکتے ہیں

گناہگار بھی ٹھہرے تو بیگناہ رہے
کسی کی آمد و شد کے لیے تو راہ رہے
بھٹک بھٹک کے رہ عشق میں تباہ رہے
تری زبان مرے درد کی گواہ رہے
مگر عتاب سے خالی تری نگاہ رہے
تمہارے ساتھ کہاں تک ہماری آہ رہے
ہمیں تباہ رہیں یا وہی تباہ رہے
اب آج تو مری حسرت بھری نگاہ رہے

۲۷۴	یہ کیا وفا ہے تم احسان مرے نہیں جانتے غضب ہے آنکھ سے اوجھل وہ رشک ماہ رہے	۱۱

ہجر میں نکلی مری جان بڑی مشکل سے
روک کر دل میں تری یاد کو رکھا ہم نے
دل صد چاک کے ٹکڑے نہ پراگندہ کرو
ہم کو دیتے ہیں بے سود ہی پامالی دل
یار کو دیکھ کے مچلے تو تھے اطفال سرشک
ناتوانی نے کیا سست جنوں کو بھی ضعیف
یار و گلزار و شب ماہ و شراب و ساقی
اسکا قرآنکھوں کو بتاؤ نہ تم اعجاز نما
دل میں حسرت کی طرح خاک اڑائی برسوں

یہ مصیبت ہوئی آسان بڑی مشکل سے
آج ٹھہرا ہے یہ مہمان بڑی مشکل سے
جمع ہونگے یہ پریشان بڑی مشکل سے
نکلتے ہیں وصل کے ارمان بڑی مشکل سے
آج مانے ہیں یہ نادان بڑی مشکل سے
چاک ہوتا ہے گریبان بڑی مشکل سے
ہاتھ آتے ہیں یہ سامان بڑی مشکل سے
اسکو مانینگے مسلمان بڑی مشکل سے
ہمنے پایا تھا یہ ایمان بڑی مشکل سے

اور سب کچھ ہی مگر اوس بت کو خدا ہی کہنا
یون سچ ہی مرا ایمان بڑی مشکل سے

۲۷۵	آئنے مین سیکڑون حیلے تھے ہزارون انکار لائے ہم یار کو احسان بڑی مشکل سے	۱۱

کہتے ہین وہ مجھکو مرا شیدا ہی نہین ہی
سچ ہی کہ ترپتا ابھی دیکھا ہی نہین ہی

مظلوم کی نالے تمہین سنتا ہی نہین ہی
چلاؤ کہ روؤ اوسے پروا ہی نہین ہی

تم اور کبھی مجھسے ہم آغوش نہ ہوتے
جذب اثر شوق و تمنا ہی نہین ہی

سو دو ہوئے دیئے اونکی نگہ نے ہمکو
نادان ہی ایسا کہ سمجھتا ہی نہین ہی

پردے مین ہی کیون برق تجلی سر طور
کیا اور کوئی دیکھنے والا ہی نہین ہی

بیٹھے ہو پہلو مین کہ درد اوٹھے یہ یا کیے
دل پہر لین اس کا ٹھکانا ہی نہین ہی

وہ سامنے آتے ہین نگہ کہتے ہین یہ بہی
تو نے ابہی جلوہ مرا دیکھا ہی نہین ہی

کیون ہمکو ہو انکا لپٹ جانے سے اتنا
کیا دل مین ترے کوئی تمنا ہی نہین ہی

سب صدمے شب ہجر کے اوٹھوا ہمین سے
پہر کہتے ہو یہ تیر کلیجا ہی نہین ہی

کہتے ہین وہ تعریف کے قابل نہین عشاق
فرماتے ہین برا کیا ہی جو اچھا ہی نہین ہی

۲۷۶	وصل اوسکا میسر ہو مجھے کسطرح احسان یہ تو مری تقدیر مین لکھا ہی نہین ہی	۱۳

مین مانگتا ہون بوسہ وہ کہتے ہین ٹھہر بہی
اک بات مزیدار ادہر ہی ادہر بہی

آئینے مین منہ دیکھکے حیرت ہوئی اونکو
خود کہتے ہین اس حسن کے ہوتے ہین بشر بہی

جب دیکھتا ہون میری ہی آنکھون مین ہو تم
اے حسرت دیدار کہین ہی ترا گھر بہی

دل کہتا ہی اب جان جو جانا نہین ممکن
قاتل کی طرفدار ہی دزدیدہ نظر بہی

اللہ ہجوم غم دوری کو نکالے
سینے میں دبا جاتا ہے اب دل بھی جگر بھی

ڈہونڈہا کبھی اوس بت کو کبھی گم شدہ دلکو
رہتی ہے پریشان مرے ساتھ نظر بھی

آنکھیں نہیں جو رک رہتا ہے دم اسکے اودہر کا
کہتے ہیں ہمیں دیر ہوئی جاتی ہے سحر بھی

دل مضطر بالتحال چھوٹتی ہے شب وصل
کم بخت سے کہتا ہوں زرا دیر ٹہر بھی

وہ آنکھ ملاتے ہیں جو ہو جاتے ہیں بیتاب
کہتے ہیں ہنسی ہوتی ہے حسرت کی نظر بھی

غیرونکی طرف جاتے ہو جاؤ یہ رہے یاد
اکرو تڑپتے ہوئے آؤگے ادہر بھی

رو لیتے ہیں جو یاد آتی ہے انہونکی ہنسی
دل تہام کے کہہ لیتے ہیں ہم ہائے جگر بھی

کچھ دیکھکے اوبھرے ہو جوبن کو چھپانا
ہمراہ مرے گھورنے والی ہے نظر بھی

۲۷۷

دلکو ہے تمنا کوئی ملتا تو یہ کہتا
احسان کبھی گھر سے نکلتا تو ادہر بھی

۱۲

حیران جائیے نہ پریشان جائیے
مقتل میں لیکے ہونکا ارمان جائیے

اچھی نہیں ہے وصل کی شب نہیں نہیں
کہنا مرا خدا کے لیے مان جائیے

دشمن کی دشمنی کو سمجھتے ہیں دوستی
اس بہولے پن پہ آپ کے قربان جائیے

تیر ستم کا چاہیے کوئی تو یادگار
دل میں ہمارا چھوڑ کے پیکان جائیے

کہنا یہ اونکا یاد ہے بزم شراب میں
پی لیجیے خدا کے لیے مان جائیے

عاشق کسیکے جاننے کا بتاؤ ہمیں کیا نشان
حسرت بھری نگاہ سے پہچان جائیے

ہمکو بہر اپنی حسرت دل ہی عزیز ہے
نکلے نہ نکلے وصل کا ارمان جائیے

میری خوشامد و دلکا زرا کیجیے خیال
روٹھے رہے بہت مگر اب مان جائیے

اللہ رے شوق کہتا ہے دل اُٹھئے کوئے یار پر
اکدن میں لاکھ بار تو قربان جائیے

پوچھو کب مین آج تصدق ہوئے ہین آپ پر
جس رنگ مین مجھے نظر آتا ہی حسن یار

وہ کل کا ناز کل کی ادا جان جاہیے
آنکھین جھکا رہی ہین کہ پہچان جاہیے

۲۷۸ احسان مر چکے ہین کسی پر خوشی سے ہم
پھر بھی یہ آرزو ہی کہ قربان جائیے ۲۱

یار کے ہاتھ سے جو ہو وہ مآل اچھا ہی
دلکو تلوون سے مسلن یہ سوال اچھا ہی

دلکو تڑپائے جو اگر وہ خیال اچھا ہی
بس یہی آنکھ لگانے کا مآل اچھا ہی

شکوون سے تذکرۂ شوق وصال اچھا ہی
کچھ برائی نہو جس مین وہ سوال اچھا ہی

بزم مین دلکو مرے دیکھکے چپ بیٹھے ہین
دل ہی دل مین وہ سمجھے ہین کہ ملال اچھا ہی

ہو رہی ہین تصور مین ستمگر کی باتین
سو تمناؤن سے اک تیرا خیال اچھا ہی

دل لگی کی بھی کوئی چھیڑ محبت مین رہے
چٹکیان لینے کو ارمان وصال اچھا ہی

مجھکو جب پاتے ہین وہ بستر غم پر بیہوش
گھر کو یہ کہکے پلٹ جاتے ہین حال اچھا ہی

وعدۂ وصل کرے غیر کی خاطر سے کوئی
اس خوشی سے تو جدائی کا ملال اچھا ہی

آپ نے دلکو مرے سیکھ کے کیون پھینک دیا
پاس رکھیے اسے لیجایئے مال اچھا ہی

ستم چرخ اوٹھانے کے لیے کون رہے
خاک مین ہمکو ملا دے تری چال اچھا ہی

قابل داد گھڑی بھر کی ملاقات نہین
دل مین رہنے کو جو آئے وہ خیال اچھا ہی

نگہ ناز نے کچھ پوچھ لیا تھا اوٹھکر
آج کل سے دل بیمار کا حال اچھا ہی

وہ نہ بوسہ دین مگر منہ سے مٹا دین مجھکو
جس مین پہلو ہو خوشی کا وہ ملال اچھا ہی

کہکے لبہاے سخن ساز ٹہر جاتے ہین
انکو بھی بات نبانے مین کمال اچھا ہی

تمنے لپٹا کے مجھے دور کیا درد فراق
ہاتھ کیون رکھتے ہو دل پر مرا حال اچھا ہی

جب گرا ہاتھ سے توبہ کی طرح ٹوٹ گیا ۔ اس کرامت مین مرا جام سفال اچھا ہی

وصل ہو جائے تو پھر وصل کی باتین پوچھین ۔ چھیڑ کا جسمین ہو پہلو وہ سوال اچھا ہی

کھل گئے زخم جگر فصل بہار آنے پر ۔ دلفگارونکے لیے اُنکے یہ سال اچھا ہی

بیٹھکر وہ مرے پہلو مین ہنستے ہین کیا کیا ۔ گدگدانے مین مگر دل کو کمال اچھا ہی

ہم کہے دیتے ہین ای بت کہ خدا بھی ہی جمیل ۔ دیکھ نخوت سے نہ کچھ میرا جمال اچھا ہی

۲۷۹	آنکھ کا سحر لب یار کا اعجاز احسان کس کو ترجیح دون دونون کا کمال اچھا ہی	۹

اسطرح ہم طرف کوچۂ دلدار چلے ۔ لاکھ بار اوٹھکے گرے دوڑکے سو بار چلے

جاتے ہین حضرت دل پوچھلے اے شوق وصال ۔ کسطرف آج حسینون کے طرفدار چلے

نگہ شوق نے گھورا تو ہوئی کیا تقصیر ۔ کوئی کیون سینہ اوٹھاکر سر بازار چلے

بزم مین جمع ہین ہوش سحر ای ساقی ۔ دور ساغر کو ہو تاکید کہ ہشیار چلے

کیا کوئی اور بھی ہی جانسے جانے والا ۔ کدھر آئے تھے کدھر کھینچ کے تلوار چلے

خط مین لکھون جو حسینونکی رکاوٹ کا گلہ ۔ دم تحریر سیاہی بھی نہ زنہار چلے

یارب اتنا تو ہو عالم مین محبت کا رواج ۔ عشق کے نام کا سکہ سر بازار چلے

ہلگئے وصل مین اسواسطے ارمان و حیا ۔ شوق کے آگے نہ اوس شوخ کا انکار چلے

۲۸۰	ہاتھ وہ اونکے باندھے تو وہ بولے احسان قیدخانے کو محبت کے گرفتار چلے	۱۳

غم دوست نہ ایسی ہی طبیعت ہوسکیگی ۔ چھاتی سے لگا لیتا ہون حسرت ہوسکیگی

کسطرح شب وصل مروت ہوسکیگی ۔ جب آنکھ ملانے کی نہ عادت ہوسکیگی

دشمن کے لیے کہتا ہون پردہ مین اونسے
تمکو نہ مری طرح محبت ہو سکیگی

نالا ہی یہ کہکر گلۂ جور و ستم کو
وہ کیا کرے جب اپنی ہی عادت ہو سکیگی

معشوق کو عاشق اثر شوق بنا دے
آئینے مین ہماری ہی طبیعت ہو سکیگی

کہتے ہین وہ ٹھوکر سے ہی پھوڑینگے کسی دن
سینے کا پھپھولا ہو کہ قسمت ہو سکیگی

جس روز سے آئی ہی تو جاتی نہین ظالم
چھیٹ ایسی نہ یارب شب فرقت ہو سکیگی

یہ شوق ستم ہی کہ مری خاک پہ ہوکے
ٹھوکر وہ لگا دیتے ہین تربت ہو سکیگی

منہ آئینے مین دیکھکے کہنا یہ کسیکا
پھر کیا ہی جو ایسی ہی صورت ہو سکیگی

دلمین تو ہی یاد آئی تو مجھکو نہ بتایا
ایسی بھی دغا باز نہ حسرت ہو سکیگی

آراستہ ہو دیکھکے آئینہ محل مین
پنہان کسی گوشے مین حیرت ہو سکیگی

بے گنتی ملین بوسے شب و روز رہ وصل
پھر کیا ہی جو اتنی بھی ہمت ہو سکیگی

۹	بوسے کی طلب پر وہ کہا کرتے ہین پھر مانگ احسان کم اتنی بھی نہ ہمت ہو سکیگی	۲۸۱

زندگی تا در جدائی ہو گئی
ہم سے اتنی بیوفائی ہو گئی

عشق نے بدنام ہمکو کر دیا
رو گئے رونے جگ ہنسائی ہو گئی

اپنے رونے کو منایا ہے آج
ہمسے سینہ ہی کج ادائی ہو گئی

اوٹھکے آ بیٹھا جو پہلو مین کوئی
درد کی دل سے جدائی ہو گئی

عشق کا قبضہ ہی صبر و ہوش پر
دلکی ہر دولت پرائی ہو گئی

شہرہ ہی بے پردگی یار کا
کیا ہی رسوا خود نمائی ہو گئی

ہم گلی مین بھی قدم رکھنے نپائے
یار کی دل تک رسائی ہو گئی

میرے سینے سے جو اٹھا وہ شوخ
ہر کدورت کی صفائی ہو گئی

۲۸۲ — ۱۳

وصل میں احسان اوسکی ہر ادا
مجھکو طرزِ دلربائی ہو گئی

عشق سے فرصت نملی دلکو سنبھلنے کے لیے
مجھپر آفت ہی جو آئی تو نہ ٹلنے کے لیے

آہ مجھے کفِ افسوس ہی ملنے کے لیے
ہی تہمکو ملے حسرت کو نکلنے کے لیے

قطرۂ اشکِ جگر گرتے ہیں دلکے ٹکڑے
اوٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ اونسے ملنے کے لیے

میرے سمجھانے سے اور خود رفتہ ہوئی
آپ ہی کہیے طبیعت سے سنبھلنے کے لیے

دلکو اونکے بھی کرے عشق کی تاثیر گداز
ہمتو حاضر ہیں طبیعت ہی بہلنے کے لیے

کھر رہا ہی یہ شبِ وصل بناوٹ کا بگاڑ
آج بگڑا ہی مزاج اونکا سنبھلنے کے لیے

ای غم و یاس یہ کیا بھیڑ لگا رکھی ہی
راہ دو دلسے تمنا کو نکلنے کے لیے

کچھ مزا پایا ہی ایسا کہ ہوا ہوں اضنی
اپنی حسرت کو ترے غم سے بدلنے کے لیے

پاؤن رکھتا ہی نہیں فرشِ زمین میں مغرور
دو قدم کون کہے ناز سے چلنے کے لیے

بیخودی ہیں ہمیں ہر وقت یہ ارمان رہا
کسطرح ہوش میں آتے ہیں سنبھلنے کے لیے

سخت جانی کی شکایت ہی مجھے جو سے اونکو
کند خنجر سے تو کہتے نہیں چلنے کے لیے

جسکو وہ عاشقِ بے تاب و توان کہتے ہیں
وہ ہمیں ہیں غم و اندوہ سے ڈھلنے کے لیے

۲۸۳ — ۱۶

یہ تمنا ہی کہ لپٹائے رہیں ہم احسان
یار آغوش میں گھبرائے نکلنے کے لیے

اون پہ فدا ہی بختِ عدو پر نثار ہی
وہ دل کہ جسکو حسرتِ بوس و کنار ہی

یہ کیا کوئی نہ آئے تو کیون انتظار ہی
تم جھوٹ بھی کہو تو ہمیں اعتبار ہی

مدت سے دل میں حسرت پیکان یار ہے
ظالم کی چٹکیوں سے کلیجا فگار ہے

دلمیں سرور وصل ہی ہے رنج ہجر ہے
کچھ نشۂ چشم شوق میں ہے کچھ خمار ہے

کہتے ہو کیا ہماری گلی میں ہے گور دفن
ٹھوکر لگا کے پوچھا کسکا مزار ہے

دامن اوٹھا کے چلنے کی عادت ہے راہ میں
ہر خاک کو سمجھتے ہیں میرا غبار ہے

تم ہاتھ بڑھ کے میری ہی گردن میں ڈالدو
پھر گفتگو مجھی سے کہ تو بیقرار ہے

اشک اپنے پونچھ لیتے ہیں ہم اونکو دیکھکر
دامن ہمارے آنسوؤں کا پردہ دار ہے

شکر خدا کہ یہ تو وہ بولے زبان سے
ہلتا ہے آسمان کوئی بیقرار ہے

اک رحم دل حسین کو بے رحم کر دیا
طرفہ یہ شیوۂ ستم روزگار ہے

ارمان بڑھ چلے ہیں جو وعدہ کی رات ہے
دل پر تمام عمر کی حسرت نثار ہے

خار الم چبھو کے نہ ای عشق دلفریب
کھٹکے جو بار بار وہ پیکان یار ہے

جب کہیے ان کو کوئی فریاد رس نہیں
آنکھیں پکارتی ہیں شب انتظار ہے

ایسے سے کیا ہے تغافل جو یہ کہے
ہمسایہ بھی کوئی خلق میں غفلت شعار ہے

کیا ہے جو پوچھتے ہو کسی کا نشان قبر
وہ خاک اوڑ رہی ہے وہ سنگ مزار ہے

۲۸۴	احسان کیا وہ قاتل عشاق آگیا مقتل میں آج کس لیے غل ہے پکار ہے	۱۳

مرحبا او دل بیتاب کے ملنے والے
بیٹھے بیٹھے تڑپ اوٹھتے ہیں سنبھلنے والے

آج پھر روٹھے ہیں تیوری کے بدلنے والے
خاک میں ملگئے ارمان نکلنے والے

لب جان بخش نے کچھ کہکے اونھیں روک لیا
مرچکے تھے کف افسوس کے ملنے والے

رک رہا حلق پہ اسطرح کسی کا خنجر
جسطرح بیٹھکے دم لیتے ہیں چلنے والے

خانۂ دلکو مین کن لوگون نے رکھون آباد
چند ارمان ترے وہ بھی نکلنے والے

ہر قدم پر رہ محبوب مین سر رکھنا تھا
ٹھوکرین کھا کے گرے پاؤن چلنے والے

غیر کے ساتھ ہین وہ اب جگر و دل پہ ہین
کسکا ڈر کرتے ہین سوتے او جھلنے والے

یار کے درد و تصور کا ہی دل تک جھگڑا
چلتے پھرتے نظر آئینگے ٹہلنے والے

ہوش آیا ہے مین سر رکھکے ترے قدمونپر
کم ہین آفاق مین یون گرکے سنبھلنے والے

خود وہ بولے جو مین انداز نگہ پر تڑپا
رحم کرتے نہین تیوری کے بدلنے والے

وصل کا لطف ملا وصل کے ارمانون نے
رہنے والون سے ہین اچھے یہ نکلنے والے

آگے پہلو مین سے مر جائے یہ کہنا اونکا
شوخ ہوتے ہین بہت دلکے مسلنے والے

٩	اب جان بخش ہین حال تو پوچھے احسان مرض الموت مین سنبھلین گے سنبھلنے والے	٢٨٥

گھڑی ایک شب بھی ہم نے بسر وصل دلبر کی
رہی سینے مین حسرت بنکے مہجوری مقدر کی

دل مضطر مین پھر یہان تک پہنچے
تری پلکین ہین اے سفاک یا نوکین ہین نشتر کی

وہ فتنہ مجھسے روکش کر رہا تھا اپنا کہتے ہین
سمجھ لے ہی یہ اک ادنی سی شوخی ہے ستمگر کی

جفا سے وہ نہین تھے وفا سے مین نہین پھرتا
ہمیشہ ہم نے جھیلین اونمین جو ٹ چلتی ہی برابر کی

ہمارے خانۂ ویران کو بھی آباد کرنا تھا
تمہین فرصت جو دیتا کسی دن غیر شب بھر کی

بٹھاؤ لگا ہجوم درد و غم کو کس جگہ یارب
کہ وسعت ہی نہین ہی اسقدر میدان محشر کی

ادھر ارمان ٹہتا ہی ادھر حورین لو بھر آہی
محبت کی کشاکش سے او منگین ہین برابر کی

وہ خواب ناز مین ہین کہتے ہین غم سے نہ کبیر
خریدار و دکانین بند ہین بازار محشر کی

	تردد مین بہت تھا ہی خوش احسان دل اپنا	

٢٨٦ | ہماری فکر گویا اک طبیعت ہی تونگر کی | ١٥

نہیں کچھ حوصلا نکلے تو نہیں کچھ مدعا نکلے
اودہر تم کو سنے وہ اسطرف ہم سے دعا نکلے

دل بیتاب میں کہتا ہی ہمنے رشک دشمن کو
کہیں ایسا نہو یہ غم بہی درد لادوا نکلے

ازل میں بس چکے تھے ہم تمہاری جلوہ آرائی
تماشا دیکھنے کو اسلیے محفل میں آ نکلے

گلوئے سخت پر خنجر کو چلنا چاہیے رک کر
کہ کچھ تو یار کی مشق ستم کا حوصلا نکلے

کوئی آنکہیں پہرا کر امتحان ضبط کرتا ہی
ستم بہی کچھ اسی انداز سے صبر آزما نکلے

یہ خواہش ہی بعد کہ اسطرح عشق اپنی تیر بین
ستم جسکو میں سمجہوں بیوفائی کی وفا نکلے

خبر دشمن کو پہونچائی ہی میری بیقراری کی
اونہیں کے دست پیکر نامہ نارسا نکلے

تصور ہی میں لوٹوں بوسے لب شیرین کے ہنس ہنس کر
نہیں ہاتو نہیں شاید کچھ محبت کا مزا نکلے

ہے مرا شکوہ انکو خود اپنا تصور سمجہکر روکا
میں آج انکا آشنا نکلا وہ میرے آشنا نکلے

لگا ہی جو خنجر تو لگاؤ اس لگاوٹ سے
وہاں زخم سے ہر سوں صدائے مرحبا نکلے

شب وعدہ بہی جہگڑے ہو رہے ہیں ذکر دشمن پر
تو پہر لطف کیا آئے کوئی ارمان کیا نکلے

بہت اچہا تہا کہ ہم تصدق ہوتے ہیں تم پر
برائی ہی یہی یہ مدعی کا مدعا نکلے

کرشمے تیری انکہوں کے ہیں پہر جانتے پیاسے
اگر انمیں سے مطلب کی بہی کوئی ادا نکلے

بہت لیتے پہرے ہیں ہم مگر ابتک نہ ٹہہرے تم
تلاش یار میں نکلے بہی تو نہ آہ رسا نکلے

٢٨٧ | در بیت الحزن پر اسلیے احسان بیٹہا ہوں
کہ اس رستے سے ہی شاید کبھی وہ بیوفا نکلے | ١١

نہ پوچھو وصل کیا شئی ہی کہ حسرت سے دم نکلتا ہی
یہ وہ آیا ہوا ارمان ہی جو کم نکلتا ہی

خموشی سے وہ بت آئینۂ خوبی نہو کیونکر
کہ چپ رہنے میں بہی تصویر کا عالم نکلتا ہی

ترا او بھرا ہوا جوبن سی جادو بھری آنکھین
ابہی سے جان جاتی ہی نہین دم نکلتا ہی

عدو کو مین بتاتا آرزو اپنی معاذ اللہ
تمہین یہ کیون نہ پوچھا کس ادا پر دم نکلتا ہی

عدو کے سامنے رو رو کے اٹھا الم کیسا
ترا مطلب ہی کچھ ای دیدۂ پرنم نکلتا ہی

عزاداری ہماری ہی حسرت کشتہ کی سب نے
ہجوم آہ بھی بنکر صف ماتم نکلتا ہی

تجہے جو آنکھ دیکھا کرتی تہی دشمن سے پہلو مین
اوسی سے اشک حسرت بنکے سرالم نکلتا ہی

فلک ہی کہدے کبتک سے غافل کو خبر ہوگا
وہی نالہ کہ جو اب سینے سے سہم نکلتا ہی

کبہی جاتی نہین کچھ شرمگین آنکھونکی کیفیت
کسیکے منہ چھپانے مین بھی اک عالم نکلتا ہی

بہو رو کر خبر دین غم کیا او تہین حشر تمنا کی
اگر اٹھتا وہ بھی آنکھونسے ہماری کم نکلتا ہی

۲۸۸	ہمارے پوچھنے والونسے لکھا ہی وہ بت اکثر وہی احسان جو اس کوچے سے ہر دم نکلتا ہی	۱۵

نیو چھو ہوا کیا یہان آتے آتے
کسی نے کیا نیم جان آتے آتے

وہ کیون ہنس کے بیٹھے یہان آتے آتے
ہوئے کس لیے بدگمان آتے آتے

نہ چلانے دیگی ہمین ناتوانی
جہین کہیئے ایک فغان آتے آتے

مری طرح ہو جائے زلفون کا سودا
تجہے چکر ای آسمان آتے آتے

او نہین کہینچ لائے مرا جذبۂ دل
ابہی تو نہین ہو گی ہان آتے آتے

فلک ہمسے پوچھے تو کیونکر بتائین
وہ کیون ہو گئے مہربان آتے آتے

ابہی ظلم مین ہین محبت کے پہلو
سنائین وہ سو گالیان آتے آتے

خدنگ نگہ چل کے دلمین نہ بیٹھا
کہا کیون مرے میہمان آتے آتے

ابہی کم سنی ہی ابہی سادگی ہی
اونہین آئینگی شوخیان آتے آتے

آلہی جفاؤن سے کرلین وہ توبہ
ادہر جاتے جاتے نلے خاکمین ہم
عدو سے وہ کرتے ہین کچھ ذکر میرا
اونہین میری صحبت نے باتین سکہائین
مرے دلمین آکر کوئی بیٹھ جائے

مری نوبت امتحان آتے آتے
اودہر ہو گئے وہ جوان آتے آتے
خبر آگئی ہچکیان آتے آتے
ہوئے بے تکلف یہان آتے آتے
آلہی لبون تک فغان آتے آتے

۲۸۹	عدو کی بناوٹ ہی احسان یہ بہی وہ سو بار بگڑے یہان آتے آتے	۱۱

دل لیگئے پہلو سے وہ دیکہا نہ کسی نے
قاصد گئے پہر آنے کی خوشی ہو مجہے کیونکر
ہم حشر مین دیدار کے ہوئے متقاضی
بیقدری دل کتنی حسینون مین ہوئی ہی
جوبن کے ابہرنے مین کبہی سر نہوئی
کہتے ہین وہ آرام سے پایا ہی جو مجہکو
سینے مین تپکتا ہی رہا آبلۂ دل
خوددار کی طالب ہی یہ کہکر نگہہ ناز
دشمن کے لیے خاک مین مجہکو بہی ملایا
لذت ہوئی پیدا مری تو بخشی شبانحت

ایسا ہی دیا ہی ہمین دہوکا کسی نے
ہم آئین گے اتنا ہی تو لکہا نہ کسی نے
کیون آج کیا وعدۂ فردا نہ کسی نے
کیا چیز ہی اتنا ہی تو پوچہا نہ کسی نے
خود بڑہنے دیئے دست تمنا نہ کسی نے
چٹکی سے ملا تیر اکلیجا نہ کسی نے
نشتر کیطرح کیون اوسے چہیڑا نہ کسی نے
تڑپایا تجہے ہمسے زیادا نہ کسی نے
دنیا مین کہا آپکو اچہا نہ کسی نے
رہ رہ کے سنا شب کا افسانہ کسی نے

۲۹۰	جس طرح کیا عشق نے احسان کو بدنام مشہور کیا یار کو ایسا نہ کسی نے	۱۵

مدعی مطلب آشنا بھی ہے
آہ کے ساتھ اک دعا بھی ہے
صاف لایا جواب خط قاصد
سن سکو گے نہ تم مرا احوال
کہتے ہین وہ لگا دن لپٹا کر
مجھسے کہنا یہ اونکا وصلکی شب
گالیان کہا ئین عرض مطلب پر
حال دل حال ہی نہین خالی
رہے ہشیار اپنے عاشق سے
دلمین کیون منہ چہپائے بیٹھے ہو
وصل مین اونکے پانؤ پر گرنا
اودہر ہے جوبن کا اسقدر پردہ
ہجر مین اسلیے نہ کہینچی آہ
کیا کہون اپنا حال جینا بھی

وہ بھلا ہی تو کچھ برا بھی ہے
میری عرضی مین التجا بھی ہے
کیا پڑہون آپمین کچھ لکہا بھی ہے
جسمین کچھ غیر کا گلا بھی ہے
تجھکو ملنے تما حوصلا بھی ہے
آدمی ہو کے بد بلا بھی ہے
ہمنے کچھ کہہ لے کچھ سنا بھی ہے
سن لین وہ طرفہ ماجرا بھی ہے
مضطرب بھی ہی منچلا بھی ہے
اس جگہ کوئی دیکھتا بھی ہے
عاجزی بھی ہے التجا بھی ہے
یہ نمود ہی کہین چہپا بھی ہے
سوچتا ہون وہ کچھ رہا بھی ہے
کوئی بیدرد پوچھتا بھی ہے

۲۹۱	رند مشرب ہی کچھ نہین احسان لوگ کہتے ہین پارسا بھی ہے	۱۱

کیون ہون بیخود مین لیا پیار ہنے دیجیے
یونہین شوق و شرم کی تکرار رہنے دیجیے
ہو نہین سکتا اگر وہ جدائی کا علاج

وصلکی شب ہے ذرا ہشیار رہنے دیجیے
وصل کے اقرار مین انکار رہنے دیجیے
مجھکو مرنے کے لیے تیار رہنے دیجیے

ہان خواہش کیواسطے اچھا ہی یکان خدنگ / ایک کیا دو لیجیے عمر دو چار رہنے دیجیے
منہ چھپانا اونکا کہتا ہی روز حشر بہی / آنکھ ہی مین حسرت دیدار رہنے دیجیے
آپ در پردہ نہ چاہین لن ترانی کا جواب / سامنے آجائیے تکرار رہنے دیجیے
مجھکو ہو سکتا نہین سچی محبت کا یقین / جہوٹی قسمین کہاکے جہوٹا پیار رہنے دیجیے
غیر سے چاہو ہمین بخت نارسا کا فیصلہ / آپ اپنی رائے کا اظہار رہنے دیجیے
اونکا یہ کہنا مری گردن نہین باہین الگ کر / ناامیدی کو گلے کا ہار رہنے دیجیے
خود غرض کی دوستی کا اوٹھ گیا ہی اعتبار / مجھسے دل بیزار ہی بیزار رہنے دیجیے

۲۹۲ — ہاتہی ہی احسان قاتل سے مری دلکی تڑپ / تیر مجھپر چھوڑیے تلوار رہنے دیجیے — ۱۳

آنکھ رو رو کے جب ملائی ہی / اوسکی تصویر مسکرائی ہی
آہ رستے ہی سے پھر آئی ہی / یہ رسائی بھی کچھ رسائی ہی
آپ نکلتی نہین مگر دل سے / آہ کو شرم نارسائی ہی
صبح وصل کی کہل گئین آنکھین / انتظار شب جدائی ہی
کیون نہ لین بوسہ ہاتھ یار پر / ہمنے اک بات اوسمین پائی ہی
خوف افشائے راز سے برسون / دوست کی دشمنی چھپائی ہی
دیکھتے رہتے ہین وہ آئینہ / اچھی صورت پسند آئی ہی
وہ جھگڑتے بھی ہین تو پیار کے ساتھ / صلح کے پردے مین لڑائی ہی
آپ ہنستا ہون اپنی رونے پر / دل لگی خوب ہاتھ آئی ہی
صلح ہمنے نہ کی رقیبون سے / بس اسی بات کی لڑائی ہی

نقش پا کی طرح مٹا دو ہمیں
ای فلک دیر کیا لگائی ہے

ہم سے کیا پوچھتا ہے ای صیاد
قید میں حسرت رہائی ہے

۲۹۳	لکھ کے بھیجا ہے اوسکو خط احسان ہمنے تقدیر آزمائی ہے	۱۱

دلمیں نہیں ہیں تیرونکے پیکان کیا ہوئے
جو مجھکو تھے عزیز وہ مہمان کیا ہوئے

بن ٹھن کے آج بیٹھے ہو تنہا یہ کچھ نہیں
آئینہ پر جمال کے حیران کیا ہوئے

عالم تمام عشق کی ملت میں آگیا
ہندو کدہر گئے وہ مسلمان کیا ہوئے

کیوں اب گلی میں خاک اوڑاتا نہیں کوئی
وہ تیرے گیسوؤنکے پریشان کیا ہوئے

ملنے سے اونکے جب نہ رہا مدعا کوئی
خود پوچھتے ہیں وہ ترے ارمان کیا ہوئے

شب بھر ہی کے لیئے تھا فقط اہتمام وصل
ہنگام صبح عیش کے سامان کیا ہوئے

ناکامی نصیب سے بگڑے ہمارے کام
دشوار اور ہوگئے آسان کیا ہوئے

تم آگئے تو دلمیں نہ پھر کوئی رہ سکا
حسرت کہاں گئی مرے ارمان کیا ہوئے

آنکھوں میں سرمہ ہے نہ لبوں پر مسی ہے آج
فرمایئے بناؤ کے سامان کیا ہوئے

سودائیوں سے آج یہ کیسا سوال ہے
دانستہ پوچھتے ہیں گریبان کیا ہوئے

۲۹۴	کسکی نگاہ ناز نے لوٹا غریب کو صبر و قرار دل میں تھے احسان کیا ہوئے	۱۱

عاشقوں کی کوچۂ قاتل میں قربانی ہوئی
یوں ادا کی سنت اوس سفاک نے [illegible] ہوئی

میں نے جب دیکھی تری تصویر حیرانی ہوئی
کھل گئیں آنکھیں کچھ ایسی دید حیرانی ہوئی

دیدیئے اونکی نگاہ شوخ کو لاکھوں نے دل
کیا مجھی سے دیدہ و دانستہ نادانی ہوئی

منہ دکھا کر جب سے ہین وہ خدا جانے کہان
دختِ رز کو پاک باطن اسلیے کہتے ہین ہم
تیری آنکھون کے کرشمے ہین یہی تو دیکھنا
جان شواری سے نکلی تشنگی کس بات کا
سر جھکائے بیٹھے ہو کیون قتل کرکے تم مجھے
بانکپن ہے اک ادا اور شوخی خالی نہین
حشر کے دن لاکھ نیرنگی سے آؤ سامنے

جستجو مین کیا ہی نظرونکو پریشانی ہوئی
جب کبھی زاہد نے گھورا شرم سے پانی ہوئی
دو ہی اک دن مین طبیعت میری دیوانی ہوئی
زندگی بھر ہمکو کس مشکل مین آسانی ہوئی
کیا طبیعت آرزومندِ پشیمانی ہوئی
ابروؤنکے بل سے گویا چین پیشانی ہوئی
بھول ہی سکتا نہین مین شکل پہچانی ہوئی

٢٩٥

اپنی وحشت پر کوئی قابو نہین ملتا مجھے
پھر ساتھ احسان کہ وہ بھی دیوانی ہوئی

١٥

درد اچھا نہ الم اچھا ہے نہ حسرت اچھی
کہتے ہین وہ کہ نہین ہے تری نیت اچھی
پیار کرکے جو مین بیٹھا ہون طلبگارِ وصل
حسنِ یوسف تھا جو ہمشکل نہ ٹھیرا ہین حضور
آرزوؤن کیطرح دلمین ہی رہتی ہے
جھوٹ تم کہتے ہو تم دوست ہو میرے نہ عدو
آئنہ سامنے آتا ہے تو فرماتے ہین
ضبطِ فریاد و فغان جب سے کیا ہے ہمنے
نامناسب ہے مری عشق سے انکار شیخ
ایسا محبوب ہمین ڈھونڈھ دے اے پیرِ فلک

مختصر یہ ہے کہ تم اچھے مری قسمت اچھی
کیون برا کہتے جو ہوتی کہین قسمت اچھی
کہتے ہین ایسی محبت سے عداوت اچھی
آپکی شکل بہت اچھی نہایت اچھی
تجھسے ای دشمنِ جان تیری محبت اچھی
سچ مین کہتا ہون مین اچھا ہون نہ قسمت اچھی
ہے مرے عکس کی مجھسے ہی صورت اچھی
تمنے گھر بیٹھنے کی پائی ہے فرصت اچھی
ملے تھوڑی سی مرے قبر مین ہی نہایت اچھی
جسکا دل نرم ہو خو نیک ہو عادت اچھی

جسکو رو رو کے کہون مین وہ ہنستا ہی چہپا — جسکو ہنس ہنس کے سنو تم وہ شکایت اچھی
بوسۂ عارض محبوب لیا دل دے کر — چیز اچھی ہو تو ملجاتی ہے قیمت اچھی
کشتۂ عشق کو ٹہکرا کے وہ فرماتے ہین — آج کب ہو مری ٹہوکر سے قیامت اچھی
ای فلک ہیچ ہے یہان اونکو نہ ہمراہ رقیب — اس بلا سے ہی بلائے شب فرقت اچھی

۲۹۶	خواب غفلت مین ہی احسان شفق تیمار سمجھا موت آجائے تو ہوجائے طبیعت اچھی	۱۰

حیا سے آئے نہ گو میرے روبرو کوئی — مگر سُنا ہے پس پردہ گفتگو کوئی
شب فراق مین پہ رہ گئے کیا کہٹکتا ہی — یہ پھانس ہی مرے سینہ مین کہ آرزو کوئی
چہپائیے گل رخسار کو خدا کے لیے — نظر بچاکے اوڑالے نہ رنگ و بو کوئی
جگر بہی ہو تراستاق دل بہی ہو شیدا — مین کیون کہون کہ کسی کا نہین ہی تو کوئی
دم اپنا توڑتا ہی ہمین عجب تماشا ہی — وہ جانتے ہین نکلتی ہی آرزو کوئی
خدا سے موت کا طالب ہون کوئی کہدیتا — دعا کے واسطے بیٹہا ہی قبلہ رو کوئی
ہمارے دل کی طرح اوسکو بہی مسل ڈالے — کسی کے ہاتہ مین دیدے دل عدو کوئی
ہوئے وہ مجہسے مکدر تو دل پکار اوٹہا — خبر تو خاک مین ملتی ہی آبرو کوئی
نہ جلوہ گاہ مین آؤ نہ انجمن مین رہو — تمہین بتائیگا کس طرح خوبرو کوئی

۲۹۷	یہی تو وقت ہی اوٹہ عرض حال کر احسان غرور و ناز سے بیٹہا ہی روبرو کوئی	۱۳

حالت دل بیتاب کی سینے مین نہان تہی — کس طرح نہ کہتا کہ وہ محتاج بیان تہی
راتونکو مین جاگا تمہین باور ہی نہ آیا — یہ منتظری تو مری آنکہون سے عیان تہی

جو حال کہا کچھ نہ سنا کان لگا کر
کل تیری طبیعت سے کم گھبرا گئے کہاں تھی

دشمن کو برا کہہ کے بگاڑا ہے اوسے تو نے
اے شوخ مرے کام کی یہ تیری زبان تھی

تنہا نہ سہے ہم شب فرقت میں کسیدن
تو غیر کے گھر میں تھا ہمیں یاد کہاں تھی

جو سینے میں آیا نہ رہا چین سے دم بھر
مانند جگر تیری محبت بھی تپاں تھی

بیٹھا نہیں واعظ نے کیا ذکر قیامت
کچھ تھی صراحی بھی مگر پنبہ دہاں تھی

دشمن کی محبت کے خریدار ہمیں ہو
ہمکو وہ اگر مفت بھی ملتی تو گراں تھی

وہ آئے تو پھر یاد نہ آیا کوئی شکوہ
ہر چند کہ کہنے کو مرے منہ میں زبان تھی

ہم آپ سے باہر رہے وہ غیر کے گھر میں
کل بات کھٹکنے کی یہاں تھی نہ وہاں تھی

رکھتے ہی قدم کیا ہی جھکا ہی سر زاہد
مسجد جسے سمجھا تھا وہ ساقی کی دکان تھی

پوچھیں گے ستمگار یہ ہم آج فلک سے
کل کھینچی تھی جب آہ تو تاثیر کہاں تھی

۱۱	احسان کچھ کہ وہ بھلا آپ سے آتے تقدیر کی تدبیر ہی تاثیر فغاں تھی	۲۹۸

عدو نے کچھ کہا ہے مجھ سے کہ تم سے
یہ مطلب کا گلا ہے مجھ سے کہ تم سے

ملا میں خاک میں غم لے ملا یا
ہوا نام وفا ہے مجھ سے کہ تم سے

کسی دن پوچھ کر اتنا بتا دو
مرا دل ہی خفا ہے مجھ سے کہ تم سے

ستایا تم نے میں نے آہ کھینچی
ہوئی پہلے خطا ہے مجھ سے کہ تم سے

بہت ہی آرزوئے وصل دل کو
وہ رکھتے آسرا ہے مجھ سے کہ تم سے

جفائیں کیں تو اہل وفا پر
خفا ہوگا خدا ہے مجھ سے کہ تم سے

یہی کچھ دیں گے دل میں ہی تکرار
خیال اوسکا بلا ہے مجھ سے کہ تم سے

عدو ہی کے ملنے کا طلبگار — کہیگا مدعا مجھسے کہ تم سے
شب غم میں تڑپکر جان دیدی — یہ کام اچھا ہوا مجھسے کہ تم سے
جگر سے کچھ کہی باتیں ہیں دل کی — کسی نے کچھ کہا مجھسے کہ تم سے

۱۵	کسی سے پوچھتا ہوں میں یہ احسان مقدر ہی خفا مجھسے کہ تم سے	۲۹۹

کبھی آنسو کبھی خون جگر آنکھوں سے ڈھلتا ہی — تلوّن ہی مزاج غم میں رنگ اپنا بدلتا ہی
اچھلنے دے جو دل ای چارہ گر میرا اچھلتا ہی — کہ اسمیں تو مرے مطلب کا اک پہلو نکلتا ہی
جو تیری چشم جادو تھام لے لاکھوں تو ظاہر ہو — نگاہوں سے اگر کوئی گرا ہو کیونکر سنبھلتا ہی
نہ پہلو میں کبھی راحت نہ سینے میں کبھی خواہش — وہی مجھکو ستاتا ہی جسپر کلیجا کون ملتا ہی
ہمارے پاس سے اٹھکر وہ جا بیٹھے رقیبوں میں — یہ کیا انصاف ہی یوں بھی کوئی پہلو بدلتا ہی
تماشا دیکھنے آئے ہیں وہ بیتابی دل کا — ہماری جان جاتی ہی کسی کا جی بہلتا ہی
کمی کرتا نہیں دل کا تڑپنا بیخودی میں بھی — عجب ضد ہی کہ جب میں تھامتا ہوں وہ اچھلتا ہی
تری فرقت میں یہ عالم ہی میرے سوز پنہاں کا — جب آہیں کھینچتا ہوں منھ سے شعلے دل کے نکلتا ہی
ترے وعدے نے میرے دل میں جسکو روک رکھا ہی — وہی ارمان آنسو بنکے آنکھوں سے نکلتا ہی
کلیجے کو پکڑ ظالم تڑپتا تھا پڑا دل پر — خدنگ ناز بھی البیلوں کی چال چلتا ہی
نہیں معلوم سر علم کو جسنے کہاں چھوڑا — کہ آنکھ آنسو بہاتی ہی کلیجا ہاتھ ملتا ہی
بجز ہچکی غم راحت کبھی حاصل نہیں ہوتی — خدا جانے زمانہ کروٹیں کیسی بدلتا ہی
زمانہ وصل کا آیا تو دشمن کو بھی یہ سوجھی — کہ میرے بخت سے اپنے مقدر کو بدلتا ہی
ترے سوز محبت کو حسد پیدا ہوا کیسا — ہماری ٹھنڈی سانسوں سے کمبخت جلتا ہی

۳۰۰	تلاشِ احسانِ ازرقہ کی ہی کیون اسقدر ہمکو وہ کیا بیٹھا ہوا در پہ کفِ افسوس ملتا ہی	۱۱

وہ لب وہ نگہ نامِ خدا اور ہی کچھ ہی
کہتے ہو تم اندازِ حیا اور ہی کچھ ہی
رک رک کے چل اے خنجرِ سفاک گلے پر
صدقے ہو کس انداز پہ اے یار مرا دل
مقتل مین ہی پیش عدو بات ہماری
کہنا ہی پڑا اونکو شبِ وصل مین آخر
وہ ہنستے ہین جب ہم تو یہ کہہ اوٹھتا ہی جی مین
زاہد ہین اللہ سے حورونکو جو مانگون
کہتے ہین مرے سامنے دل میرا اُچرا کر
لے لی ہی بڑے پیار سے چٹکی مرے دلمین

اعجاز ہی یا سحر ہی یا اور ہی کچھ ہی
ہان فن یکہہ لیا دیکھ لیا اور ہی کچھ ہی
رہ رہ کے تڑپنے کا مزا اور ہی کچھ ہی
شوخی تری کہتی ہی حیا اور ہی کچھ ہی
وہ بول اوٹھے تیری وفا اور ہی کچھ ہی
جو آنکھ مین ٹھہرے وہ حیا اور ہی کچھ ہی
اس اوٹھتی جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہی
عاشق ہون مرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہی
دزدیدہ نگاہون کی ادا اور ہی کچھ ہی
محبوب کا اندازِ جفا اور ہی کچھ ہی

۳۰۱	نیرنگِ طبیعت کے یہ نسخے ہین سب احسان درد اور ہی کچھ ہی نہ دوا اور ہی کچھ ہی	۱۲

کوٹھے مین ہمین رہنے کو میخانہ چاہیے
شوقِ وصال اے دل دیوانہ چاہیے
وعدہ بھی لین کسی سے تو ہنگامِ میکشی
وسعت ہمارے دلمین ہی ٹہلو چلو پھرو
کیفیتون کے ساتھ رہے التماسِ خال

بیخود ہون مجھکو عزلتِ مستانہ چاہیے
ہر چند وہ کہین تجھے ایسا نہ چاہیے
پیمانِ وصل کے لیے پیمانہ چاہیے
تمکو اسی طرح کا جلوخانہ چاہیے
مینا کی طرح گریۂ مستانہ چاہیے

دل جل نہ جائے لگا یار کی شمع جمال پہ
تھوڑی سی گرمجوشی پروانہ چاہیے

تیغ نگاہ یار کے منہ پر چڑھا ہون
ہر معرکے مین ہمت مردانہ چاہیے

وہ آئینہ سا شے مین نظر پھر کے دیکہلوت
اتنا تو ہوش ای دل دیوانہ چاہیے

ہی احتیاج شمع کی ہر گھر کے واسطے
دل مین خیال عارض جانانہ چاہیے

کیونکر ہجوم حشر مین ٹھہرون مین روز حشر
وحشی مزاج ہون مجھے ویرانہ چاہیے

او مست ناز جھوم کے چل اینڈ کر نکل
رفتار مین بھی لغزش مستانہ چاہیے

۱۱	احسان دلربا کے ستانے کے واسطے جو درد سے بھرا ہو وہ افسانہ چاہیے	۳۰۲

یاد کرتے ہین تجھے ہم یار اوٹھتے بیٹھتے
خاک مین ملجائینگے دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بیٹھ جائے کوئی پہلو مین تو پھر اوٹھنے نہ پائے
مجھسے دل کا ہی یہی اصرار اوٹھتے بیٹھتے

تیری آنکھونکا اشارہ بزم مین پاتے جو ہم
درد کی مانند لاکھون بار اوٹھتے بیٹھتے

آج کس کس چشم سے پلائی ہی شراب
شکر ساقی کرتے ہین میخوار اوٹھتے بیٹھتے

تم کہو تو مین نہ محفل مین کبھی آیا کرون
ہر گھڑی کیا ہی پھر تکرار اوٹھتے بیٹھتے

جذب شوق وصل کی کچھ حد ہوتی اگر
تم مرے پہلو مین خود سو بار اوٹھتے بیٹھتے

تو اسیران محبت رہ چکے آرام سے
کہتی ہی زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

تیر کیسی کھا ہی دل مین جو دہان زخم سے
چوم لیتا ہون لب سوفار اوٹھتے بیٹھتے

درد پہلو ہی اوٹھا ہی پوچھنے کے واسطے
جب گرا ہی دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے

پڑتی ہین غصے بھری مجھپر نگاہین یار کی
کچھ انہین تیر فگنی ہی سوجھا اوٹھتے بیٹھتے

ایکدم سے بھی ہی کم احسان وقفہ ہوتے کا

وصل کی شب چوم لی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
نیچی نظروں سے ہماری یوں شناسائی ہوئی

تجھسے بلکہ پہلے ہی خصلت شکیبائی ہوئی
دل میں اک حسرت ہے وہ تیری تڑپائی ہوئی

وہ نگاہ منحرف وہ زلف بل کھائی ہوئی
یہ بلا مجھپر انہیں دونوں کی ہے لائی ہوئی

تم کسی حیلے سے آجاؤ شب وعدہ اگر
سچی ہو جائے ابھی جھوٹی قسم کھائی ہوئی

وصل کی شب میں ہنسی کا ضبط کیوں کر ہو تم
رک نہیں سکتی طبیعت کس طرح آئی ہوئی

کہنے آئے ہیں وہ مجھسے اپنے دلکی کوئی بات
میں سمجھ لونگا کس طرح دشمن کی سمجھائی ہوئی

خاک میں ملکر قیامت کی ہی اب سنتے نہیں
یہ مری تقدیر ہی کس بت کی ٹھکرائی ہوئی

وصل کا وعدہ ہی لینا تھا دم اظہار شوق
ایک وائی ہوئی اور ایک دانائی ہوئی

وہ بھی ہونگے کیا کسیکے وصل کے امیدوار
ڈھونڈتے ہیں کیوں مری حسرت نکالی ہوئی

کہہ دیا دشمن نے سب ہے تم سے سنکر میرا حال
اب بتاؤ کسکے منہ کسکی رسوائی ہوئی

دیکھنا رہ کے جنت میں مزے لوٹینگے ہم
حشر کے دن بھی اگر اوس سے شناسائی ہوئی

عشق میں سمجھے شریک حال پھر کسکو کوئی
دل جو تڑپا آرزو دل کی تماشائی ہوئی

ہائے یہ کہنا کسیکا مضطرب پاکر مجھے
یوں کسیکی بھی طبیعت ہو نہ گھبرائی ہوئی

ساتھ چھوڑا دل سے ہمدم کا وصال یار میں
آرزو نکلی تو لیکن مجھسے شرمائی ہوئی

بنگئی غیر اونکو جب دیکھا نگاہ شوق نے
مجھسے ہی کہتی نہیں کسکی تماشائی ہوئی

شوق و ارمان و تمنا میں سے اک بھی نہیں
اوسدم آئے دیکھیں تم جب محض ہرجائی ہوئی

ہونے پایا ہے تجھے لاکھوں دعائیں مانگ کر
چھوڑ دینگے کس طرح دل ربا ہاتھ آئی ہوئی

کشتۂ الفت ہوا زندہ تو دیوانہ بنا
ساحری آنکھوں کی لب سے مسیحائی ہوئی

وہ ہوا اوٹھکے چلدیے منہ دیکھتے ہین کیا
دخترِ رز کو جہانک کر شیشے مین لیا غوطہ کیہر

میری قسمت میری حیرت کی تماشائی ہوئی
چہپکے مجھسے اک دلہن اوٹھ جا ہی شرمائی ہوئی

تہک گئے پائے طلب جب سام تو اوترا تن سے سر
عشق مین احسان کیسی بے سروپائی ہوئی

متفرقات

دل اپنا تیرِ نگہ پر نثار کس لیئے کیا
خیالِ یار نہ آیا تو بیخودی ہی کہین
آنسو جو نکل آتے ہین بیتابیِ دل پر
ہوتی جو ترے سوزِ محبت کی عنایت
مژدہ ای آرزوئے وصل پر آئی اُمید
بیداد کرو قابلِ بیداد ہمین ہین
تقدیر نے بگاڑ دیا کام کیا کہین
کہتے ہین ملے خاک مین آنسو تو ہین کیا
عاشق ترے سب جی سے گزرنے کے لیئے ہین
وحشت مین قدم رکہتے ہین جو کہدیتی ہی جنون
خدا کا شکر اتنا تو کہا دشمن سے اوس بت نے
بیتاب کسی روز جو وہ پاتے ہین دل کو
اب پوچھتے ہو جانے والے کدہر گئے

مری طرح تری چتون کو پیار کس لیئے کیا
مجھے خبر ہی نہین ہوشیار کس لیئے کیا
کہتے ہین اسے ناز سے پالا ہی نہوتا
پہر دل کی جگہ سینے مین چہالا ہی نہوتا
جوبن اوس شوخ کا یہ کہتا ہی او بہرا ہون مین
اس غمکدۂ دہر مین ناشاد ہمین ہین
تجھکو برا ہم اے دل ناکام کیا کہین
کچھ اشک ترے گوہرِ نایاب نہین ہین
زندہ نہ رہینگے کبھی مرنے کے لیئے ہین
گھبراتے ہو کیون ہمتو مرنے کے لیئے ہین
ہمارے ہی وہی عاشق جسے احسان کہتے ہین
پہلو مین مرے بیٹھ کے سمجھاتے ہین دل کو
مدت ہوئی وہ ٹھوکرین کہا کہا کے مرگئے

جسنے ستم اوٹھائے ہین وہ دل یہی تو ہے
بے مدعا ہی تو ہے تو بسمل یہی تو ہے

پوچھو نہ یہ آنسو مرے کیونکر نکل آئے
تم آنکھ مین ٹھہرے تو وہ باہر نکل آئے

اظہار تمنا کی یہ تدبیر ہی اچھی
سینے سے تڑپکر دل مضطر نکل آئے

خلوت مین دل آرام بنے اور بگڑ جائے
افسوس مرا کام بنے اور بگڑ جائے

اک یہ بھی پریشانی خاطر کا ہی سامان
خود زلف سیہ فام بنے اور بگڑ جائے

کون ہو تیرا سلامی دیکھیے
کس کو تو کردے گرامی دیکھیے

اوسکے آگے ہوش تو رہتا نہین
کیا کہے جا کر پیامی دیکھیے

گالیان مجھکو سنائین آپ نے
آپ یہ شیرین کلامی دیکھیے

بزم مین آنے نہ پایا کوئی غیر
میری یہ خوش انتظامی دیکھیے

زہر ہی مجھکو اطبا کی دوا
کس قدر ہی تلخ کامی دیکھیے

محرم نگاہ غیر سے معمور ہو گئی
جالی کی کرتی خانۂ زنبور ہو گئی

مخمسات

مخمس غزل الامام الشعرا تاج الفصحا استاد الکل جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

شکل اپنی شب غم نے نہ دکھائی ہوتی
میری تقدیر بلا کوئی نہ لائی ہوتی
روح کی تن سے کسی روز جدائی ہوتی
مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسے کی عوض موت ہی آئی ہوتی

ہر جگہہ حسنِ جہانتاب کی ہی جلوہ گری
نورِ خورشید سے قائم ہی چمک ذرّون کی
عشق دلسوز کا گہر ہی دل عالم مین چہپی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بہی
تو نہوتا تو صنم کب یہہ خدائی ہوتی

دیکہو خاطر بسمل کی تڑپ کا عالم
کون ہی میرے سوا آج سزاوار کرم
یاد رکہو نہین اچہے ہین تمہارے یہ ستم
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
کبہی تلوار تو مجہہ پہ بہی لگائی ہوتی

کیا برائی ہی کسی بت کا اگر شیدا ہون
اب تو سن سنکے پریشان بہت ہوتا ہون
ہجر مین اپنا ہی دل تہامے ہوئے بیٹہا ہون
اوسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون
کاش ناصح سے بہی آنکہہ اوسنے لڑائی ہوتی

عشق کی چوٹ اوٹہائی ہی ہمیشہ کیا کیا
اے فلک ہجر کا صدمہ تو بہت ہی تہوڑا
اُف بہی نکلی ہی نہ مُنہ سے کبہی شکوا کیسا
ہون وہ غمدوست کہ سب اپنے ہی دلمین بہرتا
غم عالم کی اگر اس مین سمائی ہوتی

رنج و محنت کے سوا دہر مین راحت نہ ملی
نخل اُمید کا قسمت مین نہین سرسبزی
ہوگئی خشک تمناؤنکی ساری کہیتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی

آج آئی جو مرے سامنے لوح محفوظ
محو کی روکے بلا کس لیے لوح محفوظ
حیرت احسان ہوئی دیکہکے لوح محفوظ
دہوئی کیون اشک کے طوفان نے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

مخمس غزل مخبر شعراے ماضی وحال

محقق بیمثال استادی جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ العالی

خود کوئی شب وصل سے ڈرتا ہی نہین ہی
لیکن یہ خیال اسکو گذرتا ہی نہین ہی
پیمان وفا کرکے مکرتا ہی نہین ہی
دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہی
کم بخت اوبہارے سے اوبہرتا ہی نہین ہی

سب کہتے ہین لیکن وہ نکہرتا ہی نہین ہی
کیا مضطرب الحال ٹھہرتا ہی نہین ہی
دلگیر ہوا ایسا کہ اوبہرتا ہی نہین ہی
کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہین ہی
عاشق کا کبہی سوگ اوترتا ہی نہین ہی

بیدید نگاہونکا یہ شیوہ نہین اچہا
مین بیٹہی نظر منتظر چشم کرم تہا
حیرت ہی اسی بات کی مجہکو یہ ہوا کیا
جب آئنہ تم دیکہہ چکے غیر کو دیکہا
پیار اور کوئی کیا نہین کرتا ہی نہین سے

تقدیر کوئی کام بناتی نہین یارب
کیا راہ مرے گہر کی وہ پاتی نہین یارب
مین جانسے کہتا ہون تو جاتی نہین یارب
کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہی جو ان پہ کبہی مرتا ہی نہین ہی

مجروح فقط ایک ہمارا ہی نہین دل
اچہے نہین ہونے کے کبہی عاشق بسمل
شمشیر محبت کے تو ہین سیکڑون گہایل
بہرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل
اوس زخم کو دیکہا ہی کہ بہرتا ہی نہین ہی

رہ رہ کے شب غم مین طبیعت مری تڑپی
بیوجہہ تغافل کی یہ عادت نہین اچہی
سونے سے کہلی آنکہ تو پہر نیند نہ آئی
ہم خواب مین لے آئے ہین ایک شوخ چلبلی

اس کا تو خیال اونکو گزرتا ہی نہین ہے

ہر بار یہ کیا کہتے ہو دل پہ نہین قابو
چاہو تو گلا کاٹ لے خود عاشق ابرو
تھوڑی سی مصیبت مین نکل آتے ہین آنسو
کیا اوسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو

مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہے

مانا کہ مقرر ہی مقرر عوض خون
چاہیگا کوئی کیا سر محشر عوض خون
یہ بہی ہی کہ ملتا نہین اکثر عوض خون
لیتا ہی کوئی دیکہین تو کیونکر عوض خون

قاتل ہی جو اپنا وہ مکرتا ہی نہین ہے

یون تو کبہی کچھ کہنے کا موقع نہین دیتے
کس ناز سے بن ٹہن کے وہ کل بیٹہے ہوئے تہے
ممکن نہین سن لین دل ناشاد کے شکوے
پوچہا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو ہو لے

کیا گہر مین کوئی رہکے نکہرتا ہی نہین ہے

بالفرض نظر بازی اعدا کو ہو کچھ دخل
یا جوشش ہم حسن دل آرا کو ہو کچھ دخل
محرم مین ہمارے دل شیدا کو ہو کچھ دخل
جب تک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل

یہ یاد رہے سینہ اوبہرتا ہی نہین ہے

آئے ہو عیادت کے لیے بنکے مسیحا
دو بہر ہی اگر تمکو بہت چاہنے والا
کہتے ہو کہ بیمار کا جینا نہین اچہا
جیتے رہو بہر دیکہکے عاشق کو یہ کہنا

کیا جان غضب مین ہے کہ مرتا ہی نہین ہے

نکلی نہ کسی طرح تمنا مرے دل کی
یہ ناز جوانی ہے کہ چہتون کی ہے شوخی
وہ تیرہی نگاہین نہوئین وصل مین سیدہی
اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑہ گئی تیوری

غصہ مرے بانکے کا اوترتا ہی نہین ہے

ہرچند اوٹھائی ہی بہت ہجر کی سختی ۔۔۔ احسان مگر کوئی شکایت نہ بہی کی
کیون ناز بہری آنکھ ہوئی جاتی ہی نیچی ۔۔۔ کیون منفعلِ جور شبِ وصل ہو کوئی

کچھ شکوہ جلال سکا تو کرتا ہی نہین ہے

رباعیات

یارب مین لٹا تا رہا دولت تیری ۔۔۔ کی مین نے اطاعت نہ عبادت تیری
عاصی ہون مگر مجھکو یہی ہی باور ۔۔۔ محشر مین لپٹ جائیگی رحمت تیری

دیگر

محبوب خدائے دو جہان ہین احمدؐ ۔۔۔ سردار زمین و آسمان ہین احمدؐ
احسان کو خوفِ روزِ محشر کیا ہو ۔۔۔ حق یہ ہی شفیعِ عاصیان ہین احمدؐ

دیگر

تسنیم کرم خلد عطا ہین حیدرؓ ۔۔۔ داماد نبیؐ ابرِ سخا ہین حیدرؓ
صفدرؓ ہین شہنشاہِ ولایت ہین وہ ۔۔۔ اعلی ہین کہ ہمنام خدا ہین حیدرؓ

دیگر

دشمن سے تو ملنے کے لیے جاتا ہے ۔۔۔ ہرچند مین کہتا ہون نہین آتا ہے
احسان دیے جسنے ہزارون بوسے ۔۔۔ اب وعدۂ بت کا فر مجھے ترساتا ہے

دیگر

خواہش ہی کہین اوس سے تمنای وصال | اور چرخ یہ کہتا ہی کرونگا پامال
جان ہی کس آفت مین پڑی ہی وا نصیب | ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

دیگر

آنکھون سے عیان ہی دل کی حسرت میری | دیکھا نہ کبھی اوسے یہ قسمت میری
پردہ ہی اوٹھا نہ جب کسیدن رخ سے | کیا دیکھکر آئی ہی طبیعت میری

دیگر

پہنچائے خدا کرے مذاقی ساقی | سب دیدے جو کچھ رہی ہو باقی ساقی
ساقی کی زبان پہ ہی تو سمجھ تو بجھ | زاہد جو پکارتے ہین ساقی ساقی

دیگر

محشر مین مئی پاک سے بہر کر ساغر | پی ڈالے ہزارون لب کوثر ساغر
اب دیکھلے ای شیخ کہ ہم دنیا مین | اِس دن کے لیے کہتے تھے ساغر ساغر

دیگر

کیا ذکر قیامت کا ہی توبہ توبہ | مستون ہی کا سب جھگڑا ہی توبہ توبہ

واعظ کو ملیگی نہ شراب کوثر | ساقی کو برا کہتا ہی تو سمجھ تو سمجھ

قصیدہ در مدح خادمانِ سکندر جناب معلی القاب انجم خدم خورشید حشم مرجعِ عالم و عالمیان فلک آستان جنابِ نواب شیخ حسین میان بہادر والیِ ریاستِ بندر منگرول ملکِ کاٹھیاواڑ دام ملکہم و اقبالہم

صبر و آرام نہ باقی ہے نہ حسرت دل کی
لوٹ لی دلبر بیرحم نے دولت دل کی

تشبیب قصیدہ مشتمل بیان تاریخِ تاہل

شب فرقت کی بلا آئی ہے جسکے سر پر | اوس سے پوچھے کوئی ایامِ جہان کی بسر
عالم یاس مین شبکو جو زرا جھپکی آنکھ | دفعتاً دیکھتا کیا ہون کہ شوخِ عیار نگر
ماہرو سیم بدن ہوش ربا آفت دہر | سینہ تانے ہوئے چھوڑے ہوئے زلفین بسر
جنگجو شوخ نگہ دشمن دین و ایمان | فتنہ پرداز دل آزار ستمگر خودسر
حسن کے وہ غضب انداز وہ کافر غمزے | جن سے زاہد سے مسلمان کو ہوگا نہ حذر
شوخیِ عہد جوانی ہے بہت کچھ لیکن | آنکھ کی شرم یہ کہتی ہے کہ چلیے جھک کر

برگِ گل سے کہین پتلے وہ لبِ پانخوردہ
نشۂ حسنِ دلاویز سے آنکہین مخمور
عادتِ جور و ستم بانکی اداؤنسے عیان
طوبیٰ و سدرہ سے رتبہ قدِ موزونکا بلند
اللہ اللہ وہ سفاکِ زمانہ آنکہین
مئے خوبی سے ہی مملو جو صراحی گلو
ورد دامن کی ادا گردشِ گیسونکی شکیب
قدم آہستہ جو اوٹہتا ہی تو الپتا ہی
طرزِ رفتار بہت شوخ بہت متوالی
زندہ کرنا کبہی دیوانہ بنانا دلکو
اوٹہتے جوبن کو یہ ضد سر نہ جہکائینگے کبہی
چشمِ سفاک کا ایما ہی نہین چہیڑے تو کوئی
گیسوؤنمین چمکِ افشانکی نمودار کبہی
کیا ہی خوش قطع بدنمین ہی زرکا ملبوس
مصحفِ رخ مین وہ خوبی ہی کہ سبحان اللہ
روشنی جلوۂ رخسار کی آگے آگے
پاؤن آہستہ اوٹہاتا ہی کس انداز سے وہ
مین تو غافل تہا مگر اور نہ خود رفتہ ہوا
حیرتِ حسن نے یکبار جو گہیرا مجہکو

رگِ گل سے کہین باریک وہ بل کہائی کمر
چال مستانہ فدا شوخ لگا ہی جسپر
ڈہال چہوٹی سی پسِ پشت کمر مین خنجر
اور گدرائے ہوئے نخلِ جوانی کے ثمر
جس طرف دیکھ لیا پڑگئے وہ تیرِ نظر
رنگ شوخی سے ہی آمادہ ٹپک پڑنے پر
جسکے گوشے مین نہان ہین کئی قلبِ مضطر
سوتے فتنونکو تمنا ہی کہ کہائین ٹہوکر
جہومنا اینڈنا چلنے مین سرِ راہگذر
لب مین اعجاز کا جادو کا نگاہون مین اثر
ترچہی چتون کو یہ نخوت نہ ملائینگے نظر
ہم چہبو دینگے ابہی دلمین مژہ کے نشتر
جس طرح رات مین روشن سرِ گردون اختر
اور اوسپر ستم چند جڑاؤ زیور
آرزو دلکی یہ ہی چوم لے انکے کہلون سر پر
ساتھ ہی اوس گلِ نوخیز کے مشعل بکر
تا نہ پائے کوئی آہٹ نہ کسیکو ہو خبر
چلدیا دل کی طرح ہوش خدا جانے کدہر
کہل گئین آنکہین لگی مہرِ خموشی لب پر

الغرض سینے کے پاس آکے کیا پہلے مقام
ہر طرف دیکھ کے ایک لحظہ وہ خاموش رہا
جب نہ آہٹ کوئی پائی تو بہت عجلت سے
مجھکو حیرت تھی دل راز ز خود رفتہ تھا
بخت ناکام جو سوتا تہا نہ جاگا وہ بھی
پھر تو اوس شوخ نے کہولے مری چھاتی کے گھونڈ
چور کی طرح کئی بار ٹٹولا اوس نے
حسرتیں تھیں جو در خانۂ دلکی دربان
اس شب تار میں کیا کام ہی کون آیا ہی
حسرتوں نے جو کیا غل تو بہت شور مچا
صبر و آرام و قرار ایک طرف سے نکلے
پوچھنے کے لیے پھر درد بھی اوٹھکر آیا
جمع جب ہو چکے سب کہنے لگے آپس مین
اور ہی کون بھلا رات کو آنے والا
وہی آئیگا جو ہوگا کوئی دشمن دل کا
پھر تو غل کرنے لگے چور ہی وہ چور دوڑو
دو گھڑی تک یونہیں چلاتے رہے وہ بیکس
حیست و چالاک بہت تہا جو وہ بانیٔ ستم
ہوگیا شور جو کچھ کم تو وہ باہر نکلا

ناز سے مضطربانہ مری جانب آکر
دلمین کچھ سوچ کے پھر کان لگا سے دم بھر
دل بیتاب کو آواز دی دستک دیکر
مجھمین بولا نہ مرا دل نہ اوٹھا در جگر
اپنے موجود تھے لیکن نہوا کوئی خبر
منہ سے خاموش مگر ہاتھ بڑہا یا اندر
داہنے بائین ملے کچھ تو نکالے باہر
ناگہان چونک پڑیں اور یہ بولیں ڈر کر
کسنے یہ ہاتھ بڑہایا ہی تلاشی کو ادہر
جاگ اوٹھے اور ہلو وچار نہ تھی جنکو خبر
یاس و امید نے کی دوسری جانب سے گذر
سوتے فتنے کیطرح جاگ پڑے وہ یکسر
یہ کوئی چور ہی بے شبہ جو آیا ہی ادہر
بد نصیبوں کا کوئی دوست نہ کوئی یاور
وہی آئیگا جو لوٹیگا ہمارا سب گہر
جانے پائے نہ کہیں گھیر لو موقع پاکر
ہر طرف ڈھونڈہ پھرے سب نملا کوئی مگر
چھپ رہا جانکی مانند بدن کے اندر
دلمین کہتے لگا کیا فکر کروں جاؤں کدہر

یہ تو سب ہو گئے بیدار نہ اب سوئینگے
ہان کوئی محرم عشاق اگر ملجائے
دفعتاً ذہن مین اوس دشمن دل کے آیا
اوسکو مین جانتا ہون وہ مجھے پہچانتا ہے
ڈھونڈھنا چاہیے اوسکو کہ وہ میرا رفیق
چھپ کے موقع سے جو اوس شوخ نے دیکھا دلکو
غور سے دیکھکے پہچان لیا جان لیا
چٹکی آہستہ جو لی ہاتھ بڑہا کر اوسنے
آنکھین ملتا ہوا دور اکہ جگایا کسنے
لوٹنے کیلیے آیا تھا متاع دل و جان
تو ہمارا ہی مددگار ہی کام آ اسوقت
گٹھریان مال کی مین باندھ سکے گھر کو لیجاؤ
سن چکا جب یہ کلام اوس کا خیال دلبر
لو مین جاتا ہون کہے دیتا ہون سب کو غافل
کہلے یہ پردہ ہٹا جاگنے والونکی طرف
اونکو تسکین دی کیا شور ہی جاؤ بیٹھو
ہر طرف دیکھ لیا مین نے کوئی چور نہین
غیر کا دخل مہ چوری ہے یہان کیا ممکن
نیند کا آنکھون مین سبکی نظر آتا ہی خمار

ایسے ہشیارونکو غافل مین بناؤن کیونکر
پہر تو مشکل نہین مین لوٹون فرا سب
نظر آتا نہین ہان سب مین خیال دلبر
وہ جو ہوتا تو مٹاتا انہین ہو کا دیکر
کوئی صورت نکل آئیگی وہ چاہیگا اگر
دیکھتا کیا ہی کہ غافل کوئی سوتا ہی وہ بھی
دل مین خوش ہو گیا وہ عربدہ جو بانی شر
اف کے ہمراہ کھلی چشم خیال دلبر
ہٹ کے آہستہ کہا اوسنے کہ مین دل ہون
جاگ اوٹھے لوگ یہان کے مری آہٹ پاکر
جتنے ہشیار ہین غافل وہ نہین کیجئے دم بہر
پہر کے جاؤ لگا تو آ وہ لگا نہ مین بار دگر
ہنس کے کہنے لگا کیا آئے ہو رہزن بنکر
شوق سے لوٹ کے لیجاؤ دل زار کا گھر
لیگیا ساتھ صراحی شراب احمر
کون آئیگا یہان آپ ہی ویران ہی گھر
تمکو ہو کا ہوا بیقرار جو ڈرتے اوٹھکر
شام سے دلکی تمنا تہی مین خود پہر کر
اوڑ پی لین ہم گلے لگ کے دو دو ساغر

چلکے پھر سو رہیں اب صبح قریب آئی ہے
خوب سمجھا چکا جب اونکو خیال معشوق
پلکے سب بیٹھ گئے اکطرف و لگے تب
نشے نے رنگ جمایا تو وہان سے اوٹھے
کامیابی ہوئی جب یون تو خیال محبوب
ہین لئے بیہوش کیا سب پلا کر شوق
لیکن اتنا مری خاطر سے تو وعدہ کر لے
اپنے مطلب کی خبر پائی جو اوس ظالم نے
در دل کھول کے یون خانۂ دل مین پہونچا
صبر و آرام کو کمبخت نے لوٹا باندھا
گٹھڑیان آرزوؤن نقش قدم کی مانند
اور تاراج کی سب دولت تسکین و قرار
لوٹ لی ڈھونڈ کے ارمان و تمنا کی متاع
حسرت و درد کو مجروح بنا کر چھوڑا
گٹھریان باندھ کے ہر مال کی نکلا ظالم
کچھ لیا ہاتھ مین کچھ اپنی بغل مین دابا
دیکھتا رہ گیا مین خانہ خرابی دل کی
یہ گیا وہ گیا یون جلد اوٹھا کر وہ قدم
پھر تو ٹھہرا نہ مرے پاس وہ گھر کا بھیدی

رات کیے جانے نہین باقی ہی فقط ایک پہر
مطمئن ہو گئے باقی نہ رہا کوئی خطر
جام بھر بھر کے پیے فکر سے خالی ہوکر
جا کیے بیہوش گر سے خانۂ دل کے اندر
دوڑتا آیا خبردار ہو جلد ای دلبر
تجھکو لینا ہو تو کچھ لوٹ لے اب ہی بڑھکر
دلکو ایسا نہ ستا ناخن رہت ہو مضطر
ہو گیا خوش کہ بس اب لوٹ لیا سارا گھر
جس طرح چور دبے پاؤن کرے گھر مین گذر
آ گئین خانہ خرابی کی بلائین دل پر
اس طرح اوس بت کافر نے لگائی ٹھوکر
یاس و امید کو غارت کیا خوش خوش ہوکر
دیدیا اپنی نشانی کے لیے داغ جگر
تا سسکتے رہین آرام نہ پائین دم بھر
باہر آیا مرے سینے سے بچا کر وہ نظر
دیتے پائین کبھی دیکھا نہین پیچھے پھر کر
چلدیا لوٹ کے وہ صورت دزدیدہ نظر
جس طرح سن سے نکلجائے کوئی تیر اوڑکر
چلدیا آپ ہی کمبخت خیال دلبر

مجھکو ہوش آیا تو اک درد سے نالہ کھینچا
درد اوٹھا اوٹھ کے گرا حسرتِ دل سینے مین
جب زرا اشک تھمے جی مین یہ ٹھانی مینے
حال سب عرض کرون اوستم کی جا ہون
کیا عجب ہی کہ مری دادرسی ہو جائے
اوس ستمگر کے لیے حکم گرفتاری ہو
پہلے وہ دل کی حراست مین نظر بند رہے
پھر عدالت کے کٹہرے مین وہ لایا جائے
دونون جانب سے جو سچ ہو تو شہادت گزرے
قید تجویز ہو تو محبسِ دل مین وہ رہے
اور یہ حکم ہو اوسکو نہ کرے ضد کوئی
اور تجویز ہو جرمانہ بھی بوس یا یکہزار
دائم الحبس کیا جائے خیالِ جانان
قصد مضبوط ہوا جب تو کیا مینے یہ غور
سوچتے سوچتے یہ ذہن مین آیا فورا
حکمرانی ہی وہان ایسے فریدون فر کی
نامی ہی زمانے مین میان شیخ حسین
فیصلہ جاکے وہین ہوگا مری نالش کا
کارگر ہوگی سفارش نہ رعایت ہوگی

خاک پر کہاکے گرا ہائے دل و وائے جگر
ہائے قابو نملا دلبرِ غارتگر پر
نالش اسکی کہین ہو جائے یہی ہی بہتر
کوئی تو ہوگا کہین حاکمِ بندہ پرور
مجھکو ملجائے مرا مال برآمد ہوکر
آئے دربار مین عاشق کیطرح خاک بسر
اپنی اِس دست درازی کے ثمر سے ہو خبر
ہتکڑی بیڑی ملے اوسکو بجائے زیور
فیصلہ ہو مرے حق مین کہ اوٹھایا ہی ضرر
ایک دم بھی نہ کسی کام کو نکلے باہر
شادیِ وصل سے خوش رکھے مجھے آٹھون پہر
بوسے دے اونکی عوض مین وہ مجھے گن گن کر
کہ اعانت کا تو مجرم ہی یہی بانیِ شر
استغاثہ کہان لیجاؤن کرون کسکو خبر
کاٹھیاواڑ مین منگرول ہی اک عدل کا گھر
جسکے اکرام کا احسان ہی اک عالم پر
حاکمِ و باذل و ذی فہم و عدالت گستر
اوسکو ہی خوب حسینونکے فریبونکی خبر
حق سے کام اوسکو ہی باطل سے ہی ہر وقت حذر

مستغیثانہ لکھا ہی یہ لکھا ہی جو کچھ | آگے تقدیر مری اور عطائے داور
پڑھ کے عرضی اب ارادہ ہی کہ کچھ مدح بھی ہو | اور چمکاؤں ابھی تیغ زبان کے جوہر

مطلع اولی

کچھ کمی ہو ترے ایثار کرم مین کیونکر | جب خدا ہی نے بنایا تجھے بندہ پرور
تیری جمعیت خاطر کا ہی ادنی سا یہ فیض | کہ پریشان زمانے مین نہین کوئی بشر
تیری ہی نام کے سکّے کا زمانہ مین چلن | تیرے ہی جام کا خورشید فلک ساغر
کونسا وصف تری فطرت والا مین نہین | چار ارکان فضائل کا توہی ہی مظہر
معنی حکمت و دانش کی خبر ہی تجھکو | ختم فعل عملی و نظری ہین تجھپر
تجھکو ادراک ہیولی ہی نہایت آسان | لڑتی ہی طبع روان عقل مجرد بنکر
فلسفہ ہو کہ الہی کہ طبیعی کہ نجوم | عقل فعّال نے دیدی ہی تجھے سبکی خبر
صرف کی بندہ نوازی مین جو تو نے ہمّت | بن گئی وہ لیے افعال کریمہ مصدر
متحرّک کو تو ساکن جو بنانا چاہے | چرخ گردش سے ٹھہر جائے نہو زیر و زبر
حال ماضی کبھی ہوتا ہی نہین مستقبل | تو جو چاہے تو یہ ممکن ہی بحکم داور
باہمین وضعی ہون کہ عقلی ہون تجھے ہین ایک | نظری تجھی ہی بدیہی کیطرح پیش نظر
ہر قضیہ کا تخالف ہی نہ رکھا تو نے | سلب و ایجاب کا ظاہر ہو تناقض کیونکر
عہد شاہی ہی ترا نقطۂ پرکار ثبات | یون وہ قائم ہی کہ جسطرح عرض مین جوہر
رائے والا کو تری کون بتائے ناقص | وہ نہ موضوع نہ محمول نہ شرط اور نہ خبر
تیری جودت کا تصور ترے دل کی تصدیق | ان احاطون سے نہین علم حضوری باہر

انتہا شانِ کرم کی ہے نہ حدِ آغاز — منطقی دیکھ لے یہ دورِ تسلسل آکر
اہلِ حاجت نظر آتے نہیں اب حاجتمند — نہیں سمجھ ہے تری شکلِ عطا کا مظہر
پوچھتا ہے رستم سے کوئی رعبِ شجاعت تیرا — خوف سے زیرِ لحد کانپ رہا ہے تھرتھر
ہر تلا دوڑ کے مریخِ فلک نے چوما — تو نے کی تیغِ ہلالی جو کبھی زیبِ کمر
نوجوان بخت ترے دولت و اقبال جوان — پانی ہوجائے نکیوں رعب سے دشمن کا جگر
عفت ایسی ہے قسم کہاتے ہیں جسکی زاہد — نہوا آبِ لواہی سے ترا دامن تر
نام کرکے کو ترے عدل نے گمنام کیا — بارک اللہ زمانے میں ہیں ایسے ہی بشر
زیرِ دستوں کو زبردست کیا ہے کیا اب — بے ہنر آکے متنفر نہوں جو ہوجائیں ہنر
کارگر وار کبھی تیغِ فلک کا نہوا — نڈر کے رہتی ہے اوسے تری حفاظت کی سپر
فتنے سوئے ہیں ترے خوف سے مگر ایسے — جاگنے کے نہیں ہر چند اوٹھائے محشر
دورِ بخشش ہے ترا دائرۂ کن کی طرح — مبتدا پائی نہ اس جملے کی ابتک نہ خبر
اور اک مطلعِ روشن ابھی لکھنا ہے مجھے — نکلے کچھ دیر نہ پردے سے عروسِ خاور

مطلعِ ثانی

صدقِ صدیقؓ کی ہے ذاتِ معلّی مظہر — حق نیوشی ہے تری خاتمۂ عدلِ عمرؓ
کوئی سائل نہ پھرا بابِ کرم سے محروم — ہے ہی ہمتِ عثمانؓ و سخائے حیدرؓ
رحمتِ حق سے برستا ہے جو کچھ شب و روز — بہوکے پیاسوں کا ہے مجمع ترے دروازے پر
انتہا وسعتِ میدانِ سخاوت کی نہیں — دیکھنے والوں سے قائم نہوئی حدِ نظر
تیرے ایثار نے عالم کو بنایا منعم — لعل پتھر کو ملے غنچۂ نوخیز کو زر

باغمین تیری حفاظت کی بندہی ایسی ہواکہ
باد صرصر بھی چلی جاتی ہی باہر باہر

کرم عام ترے جود و سخا و الطاف
خادم خاص ترے شوکت و اقبال و ظفر

دلِ عاشق کا تحفّظ ہی یہانتک ملحوظ
چہپکے بہی دیکہنے پاتی نہین دزدیدہ نظر

ابر نیسان سے زیادہ ہی تری داد و دہش
ایک دامن مین نظر آتے ہین لاکہون گوہر

کرّ و فر سے جو نکلتی ہی سواری تیری
گرد بہی دیتی ہی تعظیم سرِ رہ اوٹہکر

ماہِ نو کی یہ تمنّا کہ مین بنتا صمصام
مہر انور کا یہ ارمان کہ بنتا مین سپر

عام ہی سبکے لیے بندہ نوازی تیری
بختِ ناساز کے شاکی نہین اب اہلِ ہنر

رنج و غم تیرے زمانے مین یہ معدوم ہوئے
نرہا سینۂ عشّاق مین بہی دردِ جگر

دلمین رہتی ہی تو خلش تیری عداوت کی کوئی
خارِ حسرت کہبی بنجائے کہبی ہو نشتر

تو نے جب دیکہا ہی غصّے کی لگاہون سے
فلکِ پیر کو آئے ہین ہزارون چکر

تیرا توسن جو بڑہے معرکہ آرائی کو اُٹھ
چوم لے نقشِ سمِ اسپ کو پہلے ہی ظفر

قابلِ دید ہی آئینہ محل کا جلسہ
کچھ وہان آتی ہی کیفیتِ جشنِ قیصر

روک اب خامۂ اعجاز رقم کو احسان
وصفِ ممدوح سے عالم مین بہرے ہین دفتر

تجہسے ہو سکتی ہی کب مدحتِ خورشید حشم
چہوٹا منہ اور بڑی بات کوئی فکر نکر

ہاتہ اوٹہا بہرِ دعا وقت قبول آ پہنچا
دیر اتنی نہین اچہی متقاضی ہی اثر

صبر و آرام کو لوٹا کرین زلف جبتک
جب تک آیا کرین چوری کے لیے غارتگر

جب تک اندازِ ستم ہی حسینون کا ستم
جب تک آرام مین ہی فتنۂ روزِ محشر

جب تک اوبہار رہے معشوق جہان کا جوبن
دلِ عشّاق رہین ہجر مین جبتک مضطر

شاہدِ عیش سے آغوش ترا گرم رہے
حکم بردار رہے خلق مین ہر بانیِ شر

جاہ و اقبال بڑھیں دونوں کی تمنا کی طرح
نخلِ امید میں سو مرتبہ روز آئیں ثمر

دے سکے تجھکو نہ عاشق کشیِ عہد فریب
نگہِ شوخ سے لڑتی رہے ہر وقت نظر

فرش گل پر کریں آرام عزیز و احباب
دشمن آوارہ پھریں صورتِ بادِ صرصر

قطعہ در مدح عالیجناب مستطاب جہانگیر میان صاحب بہادر و عزیز القدر لاجواب نواب شیخ حسین میان صاحب بہادر دام اقبالہما

ہر شی کی قدر کا ہی مقدر پہ انحصار
ذوقِ بیان ہی طالبِ تقریر کے لیے

دشمن کے واسطے ہی شبِ وصلِ ماہرو
گردش ہی بدنصیب کی تقدیر کے لیے

جذبِ اثر ہی خلق مین پھر جائے غیر
آوارگی ہی نالۂ شبگیر کے لیے

غنچون کے واسطے ہی نشاطِ شگفتگی
خارِ الم ہی خاطرِ دلگیر کے لیے

دستِ امیدوار ہی پھر دعائے وصل
وحشت زدہ کا پاؤن ہی زنجیر کے لیے

چشمون کے واسطے ہی متاعِ قرار و ہوش
دل ہی بلائے زلفِ گرہ گیر کے لیے

ایذا کشانِ زخمِ محبت ہین دلفگار
مشقِ ستم ہی ظالمِ بے پیر کے لیے

سوز و گدازِ عشق و محبت ہی بہرِ شمع
گردن ہی شمعِ بزم کی گلگیر کے لیے

کانون کے واسطے ہی حسینونکا تذکرہ
بسمل کا اضطراب ہی نخچیر کے لیے

حصہ ہی چشمِ شوق کا شوقِ لقائے یار
حیرت ہی رونمائیِ تصویر کے لیے

احسان کچھ بھی ہو مگر اپنا تو ہی یہ قول
ملکِ سکندری ہی جہانگیر کے لیے

قطعات تاریخ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت برخوردار محمد اسمٰعیل نبی خان سلمہ اللہ خلف الصدق مصنف

مرحبا ماہ ربیع اولے — حبذا افضل جناب معبود
شنبہ کو بارھوین تاریخ پڑی — لطف خالق کا ہوا گھر مین ورود
مین نے فرزند کی صورت دیکھی — نو بر شاخ نہال محمود
نوح کی عمر خدا دے اسکو — ہو یہ خوش طالع و نیک مسعود
بہر تاریخ ولادت احسان — مین نے لکھا گل باغ مقصود
۱۲۹۳ھ

ایضاً

فرزند عطا نمود خالق — خوش نور نگاہ و راحت جان
تاریخ ولادتش بصد شکر — لخت جگرم نوشتم احسان
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ رحلت مخدومن جناب قاضی سید سرفراز علی صاحب مرحوم و مغفور

میرے مخدوم میرے نیک استاد — حیف قاضی سرفراز علی
حامی دین عالم و فاضل — سید و متقی و مستغنی
ناگہان اس سرائے فانی سے — جانب خلد وہ ہوئے راہی
لکھی احسان مین نے یہ تاریخ — پایا فردوس جب قضا پائی
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان اول حضرت استادی حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مدظلہ

میرے اوستاہین جنابِ جلال
جن کی سب شاعرون مین شہرت ہی
اونکا دیوانِ بے مثال چھپا
واہ کیا معدنِ لطافت ہی
کیون نہ نازک ہو شیوۂ مضمون
کسی معشوق کی طبیعت ہی
کیون نہون عاشقون کے دل بیتاب
ہر غزل مایۂ محبت ہی
اہلِ فن اب زبان سیکھین گے
شعر جو ہی خدا کی قدرت ہی
لکھا ہے یہ سال طبع ای احسان
ورقِ گلشن فصاحت ہی ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حجی نواب جمیل الدین خان مرحوم یاس تخلص نبیسہ شاہجہان پور شاگرد مصنف

نوجوانی مین جمیل الدین خان
جب محمد کی زیارت کو ہر گئے
اقربا احسان روئے رات دن
دوستون کو جانگسل صدمے ملے
شاعرِ خوش فکر و والا دودمان
خلق اچھا ہر کسیکے واسطے
خوب صورت نیک سیرت خوش مذاق
ایسے کب چھوٹے اجل کے ہاتھ سے
ہاتھ اوٹھا کر سالِ رحلت یہ لکھا
ای خدا مرحوم کو فردوس دے ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ رحلت جناب قبلہ و کعبہ وزیر محمد خان مرحوم و مغفور

خالی از درد و الم نیست درین دہر کسے
ہمہ فریاد و فغانست و ہمہ آہ و بُکا
اشکِ خون ریختہ در ماتمِ فرزند یکے
بہرِ مادر ز الم کردیکے واویلا
در فراقِ پدر آورد یکے نالہ بلب
او فتادہ یکے از مرگ برادر بہ عنا
کعبۂ فضل و مربّی منِ غمدیدہ
ناگہان در سفر آمد طرفِ راہِ فنا

بود بیست و نہم و ماہِ جمادی نخست — کہ عیان گشت ہمین سانحۂ کرب و بلا

چون شنیدم ز الم مضطرب الحال شدم — آنچنان نالہا کردم کہ شدہ حشر بپا

گفت ہاتف کہ احسان الم نوشت این تاریخ — سایۂ قبلۂ من رفت ز سرِ پاک گنجا ۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ انتقال نمودن محبّی شیخ دُرِ بہا علی شاہجہانپوری قاری تخلص مرحوم

مشفقِ من کہ ازین عالمِ فانی بگذشت — وا دریغا و صد افسوس و بسا وا ویلاہ

طبعِ احسانِ حزین گفت چنین سالِ وفات — شاعر و قاریِ قرآنِ الٰہی بود آہ ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ طبعِ دیوانِ عالیجناب شیخ احمد حسین خان صاحب درِ بہا مذاق تخلص تعلقہ دار پروان ضلع [illegible]

چھپ گیا جب کہ کلامِ مذاق — خوش معانی و حسنہ مضمون

عاشقوں کے بھی دل پھڑک اوٹھے — وصلِ جانان کا جو سنا مضمون

حظ اوٹھانے کا ہر غزل میں مزہ — دل لبھانے کا جا بجا مضمون

اوسکو نیرنگِ طبع کہتے ہیں — کہنہ مشقی ہی نیا مضمون

فکر ہی سالِ طبع کی احسان — لکھ بھی دو واہ دلکشا مضمون ۱۳۰۴ھ

ایضاً

حسنِ اردو کا مرقع ہے یہ دیوانِ مذاق — صفحے صفحے مین طرحدار کھچی ہے تصویر

آئینہ خانہ ہے ہر بیت کہ جسکے اندر — نو عروسانِ فصاحت کی لگی ہے تصویر

عیسوی سال لکھا فکرِ رسا نے احسان — شاہدِ جوشِ طبیعت کی کھچی ہے تصویر ۱۸۸۶ء

قطعۂ تاریخ ولادتِ برخوردار محمد اعجاز نبی خان سلمہ خلفِ اصغر مصنفِ دیوان ہذا

صد شکر بمن خالقِ عالم پسر داد — معمور شده خانه ام از روشنی ماه
احسانِ فرحناک پئے سالِ ولادت — گفته زخوشی لختِ دلم سلمه الله ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ وفات مومن محبّی غلام دستگیر خان مرحوم شاہجہانپوری

مر گئے بیماریِ سل سے غلام دستگیر — دلکو اس صدمے سے مضطر آنکھ کو تر کیجیے
لیجیے یہ احسان لکھا مصرعِ سالِ وفات — ماتمِ مرگِ جوانی ہائے رو کر کیجیے ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال مومن نظیر محمد خان مرحوم برادر عزیز مصنف دیوان ہذا

حیف عزیزے کہ جوان سال بود — رختِ سفر جانبِ فردوس بست
در مرضِ سل چو گرفتار شد — وقفہ نکرد و زجہان رخت و بست
نوحۂ احسانِ حزین را بپرس — مرگِ برادر سببِ ماتم ست
بیکسیم بین کہ دمِ فکرِ سال — گفت فلک طاقتِ بازو شکست ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ کامیابی امتحانِ مال بدرجۂ اعلیٰ جناب منشی محمد اشفاق حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بندوبست گورکھپور محسن مصنف

محسن مرے کریم مرے قدردان مرے — کیا وصف ہو وہ نطق نہیں ہے زبان مین
باقی تھا صیغہ مال کا سب مین ہیں کامیاب — اسواسطے شریک ہوئے امتحان مین
امید تھی جو درجۂ اعلےٰ کی مل گئی — آسکتا ہے خدا کا کرم کب بیان مین
احسان لکھ یہ مصرعِ سال ازرہِ خطاب — خوب آپ کامیاب ہوئے امتحان مین
۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان سیسوم جناب استادی حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مد ظلہ العالی

میرے اوستاد کا کلام چھپا
تیسرا ہی یہ انتخاب سخن

فکر بے مثل ہے بدل مضمون
کوئی دیکھتا ہی جواب سخن

شوخیان ہین عروسِ معنی مین
اوٹھگئی چہرہ سے نقابِ سخن

جا بجا فکر کی اُمنگین ہین
اوٹھتا جوبن ہی یہ شبابِ سخن

لکھا ہے تاریخِ طبع ای احسان
دیکھو چمکا اب آفتابِ سخن
۱۳۰۶ھ

ایضاً در صنعتِ صوری و معنوی کہ از صوری سنہ ہجری و از معنوی سال مسیحی ظاہر شوند

چو آفتاب کلامِ جلال شد مطبوع
ہلال وار مہِ چاردہ ازین غم کاست

عروسِ فکر چہ شوخی بکرد ای احسان
جمالِ نظم عجب چہرۂ سخن آراست

نوشت خامہ سنینِ مسیحی و ہجری
ہزار و سہ صد و شش سالِ طبع دیوان راست
۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ع

قطعہ تاریخ طبع دیوان یکمی فدا حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد رشید استادی جناب جلال ظلہ

ہوگیا طبع یاس کا دیوان
ذوق افزاے جانِ محزون ہی

اوجِ فکرِ سخن کا کیا کہنا
چست بندش ہی شوخ مضمون ہی

حسنِ دلفریب ہین پنہان
ہر غزل سحر ہی کہ افسون ہی

استعارہ محاورہ تشبیہ
آپ خوبی پر اپنی مفتون ہی

سلکِ گوہر ہو کیون نہ ہر مصرع
لفظ لفظ اوس کا دُرِ مکنون ہی

عاشقانہ خیالِ نازک پر
شاہدِ حسن طبع مفتون ہی

لکھد و احسان مصرعِ تاریخ | کیا کلام انتخاب و موزون ہی ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر مصنفہ پنڈت پریم نراین شاکر کانپوری

شاکر کی مثنوی کا کیا رنگ ہی نرالا | تازہ بہارِ معنی گلزارِ بیخزان ہی
کیا لطف کا ہی قصہ کیا خوب بندشین ہین | حسنِ نگارِ مضمون اہلِ سخن کی جان ہی
احسان بے تکلف مصراعِ سال لکھا | یہ مثنویِ زیبا دلچسپ و دلستان ہی ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ ارتحال بنت سید حامد علی صاحب متوطن بہلکی ضلع مظفرنگر کہ در گورکھپور انتقال نمود

وفات دختر حامد علی نے پائی جب | زمانہ ہو گیا آنکھون مین اقربا کی سیاہ
صفر کی بست و نہم (۲۹) اور روزِ آدینہ | کہ دوڑ لائی اجل بنکے درد و غم کی سپاہ
کہا یہ رو کے وہم ذہن سے بلنے ای احسان | چلی بہشت کو حورون کے پاس بسم اللہ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ انتقال ممدوح محبی نواب تاج الدین خان رئیس شاہجہانپور کہ بماہ شوال فرمود

بخلد رفت چو نواب خان تاج الدین | طبیبِ قلبِ عزیزان ز صدمۂ جانکاہ
نوشت خامۂ احسانِ غمزدہ تاریخ | نعیم و عاقل و ذی علم و نوجوان بود آہ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ رحلت جناب خواجہ قمر الدین صاحب مصنف رئیس بنارس کہ تاریخ بست و ششم ماہ ذیحجہ روز جمعہ واقع گردید

خواجہ کان بود یکتائے زمن | چون قضا آمد بہ تربت بخفت
بہر سالِ رحلت احسانِ حزین | خواجہ قمر الدین بمردہ آہ گفت ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ ولادت فرزند جگر پیوند نجابت نشان منشی محمد اسمعیل شہیر تخلص مچھلی شہری

فرزند سعید شد تولد
نور نظر ئے جبین نہ دیدکہ
اکرام خدائے دو جہان ست
معمور ز روشنی مکان ست
تاریخ چنین نبشتم احسان
این پور سعید بخش جان ست
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر نجابت اختر محبی و مخلصی محمد عبد الغفور صاحب المتخلص بہ بیتاب ساکن سید پور شاگرد مصنف

بنت عبد الغفور شد پیدا
خوش نصیب و دراز عمر شود
بہر سال ولادت ای احسان
تافت بر اوج عیش خورشید
راحت او ست و دل سعید
خامہ من نوشت خورشید سعید
۱۳۰۸ھ

تاریخ انتقال نور عین نو دار سبط اینجانب خلف مصنف کہ در ماہ جمادی الاول بوقوع آمد

ای لخت جگر کجائی
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ وفات محمد اظہر فرزند محبی محمد رشید صاحب سہیل تخلص ساکن مچھلی شہر شاگرد مصنف

کیا جلد موت آگئی اظہر کو ناگہاں
تھا تیرہواں مہینا ابھی اوسکی عمر کا
احسان ہے یہ مصرع تاریخ ارتحال
یہ رنج و غم نہیں ہے جو دل سے کہیں جائے
مرگ پسر کا صدمہ نہ یارب کوئی اوٹھائے
ماہ سہیل دے گیا کیا داغ دلکو ہائے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد یوسف حسین خان ابن حسن علی خان برادر زادہ منشی محمد مقبول حسین صاحب

یوسفِ مصر سعادت کی ہوئی جب شادی | دھوم دنیا میں ہوئی سب جشن بصد زیب و زین
مین نے احسانؔ پئے تاریخ کا مصرع لکھا | نیک ساعت مین ہوا اوج قران السعدین

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت فرزند نجابت مند مجتبیٰ محمد تقی حسن تقی تخلص رئیس کاکوری ضلع لکھنؤ شاگرد مصنف

ہوئی شعبان کی جب چودھوین رات | دکھائی حق نے اک پاکیزہ صورت
دیا اللہ نے بیٹا تقی کو | مہ دو ہفتہ برج سعادت
شبِ دوشنبہ مین پیدا ہوا ہی | مبارک ہو مبارک یہ ولادت
خدا دے عمر نوحؑ و خضرؑ اوسکو | سلیمانؑ کی طرح پائے حکومت
پئے تاریخ سال احسانؔ ہم نے | لکھا طالع ہوا بدرِ شرافت

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال ہمیون دستگاہ شہزادہ علی بیلوی اوسنبت نہر حمن کبعمر سی چھار سال فوت شد

ہزار حیف کسے را بخلق نیست بقا | کہ تیغِ مرگ شب و روز بر سر کین ہست
ز دیدہ خون ہمہ در ماتمِ جوان گریند | فغان ز جورِ اجل این چہ رسم و آئین ہست
ز سوزِ رنج و غم آتش فتادہ در دلہا | زمانہ اشک فشان مثلِ شمعِ بالین ہست
جگر دو پارہ شد اکنون ز نوحۂ محبوب | دل عزیز و اقارب کمال غمگین ہست
نبشت خامۂ احسانؔ برائے لوحِ مزار | مقامِ مدفنِ شہزادہ علی این ہست

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ارتحال مشفقی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

حیف صد حیف میرزا ہادی | چون بخالق متاعِ جان بسپرد

بود این سانحہ بس جانکاہ
صبر از خاطرِ عزیزان برد

کلکِ احسانِ دلفگار نوشت
کہ — جوان فداکر امام ہبرد
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ رحلت نمودن مخلصی مرزا نجف علی صاحب لکھنوی

راہِ عدم بر اہلِ زمانہ کشودہ اند
حقا قیام نیست کسے را درین سرائے

مرگِ عزیز باعثِ ناشادیِ دل است
این صدمہ از برادر و مادر بہ پیش وائے

احسانِ خستہ دل زالم مصرعے نبشت
مرزا نجف علی بجنان رفت ہائے ہائے
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ ولادت دختر نیکاختر مشفقی محمد حبیب اسحٰق حبیب شاہ جہان پوری شاگرد مصنف

خالق نے مرے حبیب کو آج
بخشی جو صبیہ حسینہ

احسان بسر تو لگا ہی جوش
سینہ ہی سرور کا سفینہ

موصوف و صفت ہیں لفظِ تاریخ
ہی مادہ — دخترِ امینہ
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ مخلصی منشی محمد حسین جلیس تخلص ساکن جھجھلی شہر شاگرد مصنف

کلُّ من علیہا فانٍ و البقاء للمبدی عز الشکور الحنان ط
۱۳۱۰ھ

نیست این دنیائے دون جائے قیام
کوس رحلت می نواز دہر زمان

نیست بر جا گردشِ چرخِ دورنگ
میشود گاہے چنین گاہے چنان

جان بحق تسلیم کرد امِّ جلیس
این چہ حسرت زد بار شد عیان

اقربا خون ریختند از چشمِ دل
خاطرِ من مضطرب شد از فغان

گفت احسانِ حزین سالِ وفات
ہائے مرحومہ برفت در جنان
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد کہ عظمت اللہ خان در محلہ محمد زئی شاہجہانپور بہمت عالی بناد نمودند

یا معشر الناس اقیموا الصلوٰۃ فی المسجد

عالمون سے پوچھ لو تعمیر مسجد کا ثواب
اسکے بانی کو ملیگا حشر مین باغ ارم

یادگار احسان لکھدو مصرع تاریخ سال
سجدہ گاہ اہل دین و خانۂ رب حرم
۱۳۱۰ھ

ایضاً

جو بنا مسجد کی فرش خاک پر قائم کرے
اچھے ہین اعمال اوسکے نیک ہے اوسکا نصیب

میرے خامے نے لکھا احسان یہ سال بنا
بنگیا اللہ اکبر خانۂ رب حبیب
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ رحلت جناب مولوی محمد مقصود علیخان فرزند بہادر عالی قدر صدر الصدور منشی رئیس شاہجہان پور

دریغا درین دھر ناپائدار
الٰہ دارا بقا نیست نی بحر شاہ

مہین خانِ ذو القدر صدر الصدور
ببرج لحد گشت پنہان چو ماہ

برآمد ز قلب فلک نالہا
جہان شد بچشم اعزا سیاہ

بشہر محرم شد این واقعہ
کہ تاریخ بست و دوم بود آہ

پئے سال احسانِ محزون نوشت
ببین مرقد خلد آرامگاہ
۱۳۱۰

قطعہ تاریخ وفات نمودن عزیزہ صغیرہ مصنف دیوان ہذا

حیف بنت خورد جعفر خان بمرد
شد بذکر حق تعالے خاتمہ

گفت احسانِ حزین سال وفات
رفتہ کبرے بر جناب فاطمہ
۱۳۱۰ھ

تقاریظ و قطعاتِ تاریخ طبع دیوان ہٰذا

تقریظ نو طرز رشحۂ کلک گہر سلک ناظمِ بلند فکر مجاد و طراز نادر مآلۂ بحتا نازد نقاشِ صورت معنی دلنشین بستانِ محیطِ مصاین فصاحت آئین الادوی دان یکتا من جناب منشی محمد حسن صاحب متخلص بہ حسن رئیس کاکوری وکیل عدالتِ شاہجہان پور تلمیذ حضرتِ منشی مغفور نوراللہ مرقدہ

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار	چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد

سبحان اللہ - پردگیِ حجلۂ لب و دہن یعنی عروس لاابالی جمال سخن عجب ایک جلوۂ سیمائے نزدانی ہی روز و شب باہم پیوستہ گریزان از من ہی اسی لاابالی جلوے کی کرشمہ سنجی کے بیان مین لب زبانی بن جاتی ہی۔ کرو فر درون پردازی اور برون آرائی حسن کا ایسا نہین ہی کہ ریاض آفرینش افاضۂ سخن ہیچ دعوئ نیاز کر سکے۔ بلند آوازگیِ نام و سازگاری پیغام و دل آہنجی نغمہ و ادا آہنجی زمزمہ و عارض آرائی صورت روان افروزی سامعہ و بزم آرائی مواصلت و ہنگامہ پردازی مفارقت و ہدایت گمرہان و تصدیق انکار و نمود نابود مسبد فیاض تعالے شانہ سے اسی جوہر عرض لباس کو عطا ہوا ہی - دانایان عالم دانا ہین - کہ کلام محمد کو مخلوق کہتا نا روا ہی - اب فرمائیے سخن جوہر نہین تو کیا ہی اور کیون نہو لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑہیے اور ذرا غور کر کے معنی سمجھیے - اپنے برگزیدہ آدمیت و یکتا کی تجلی واحدیت کے اثبات مین اپنی نفی کا آپ ہی مثبت ہی مصرع خود میکند خرام و خود از دست میرود ۔ اسی شاہد بیحجاب و محجوب کی شان اور اسی محجوب بے استار مستور کی آن ہی - اگر کوئی پوچھے کہ یہ رعنائی انداز یگانہ روی اور شوخی جلوۂ عالم آرائی کی اس ہیولائے مستغنی عن الصورت یعنی نطق نے کہان پائی ۔ چشم بد دور - والائی اسکی ہر یکتائے جیحون جس

حاشیہ: کنایہ از علم عالم - بمعنی بیباکی ۱۲ - بلغتِ مادۂ شعر ۱۲

اور اس جگر پارہ جیحون خروش کی تر دستی العطش گویان بیدا سراب جنس سخن کے واسطے عبث باطل — الحمد للہ کہ کمند جاذبۂ کھینچی آرزوئے خواطر مشتاقین اس ماہ تابان کنعان انداز کو مصر مطبع تک لائی بمقتضی یاران سحاب ایں ہمی کار ایں بردہ عشق ما نازم کہ یوسف را ببازار آوردہ با رخدایا عزیز دلہائے عزیزان بالحق رب العباد — شعر

دو قیست ہمدمے بفغان بگذرم زاشک	خار رہت بپائے عزیزان خلیدہ باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان ھذا

نظم احسان با کمال حسن	طبع گردید از شگفتہ دلی
در ریاض سخن بہار آمد	نظرے کن بحسن رنگینی
ذوق مضمون بندش الفاظ	ہمہ یکتا بلذت و خوبی
جان اہل سخن ہمہ دیوان	راحت عاشقان ہمہ شوخی
بہر تاریخ طبع این گفتم	نرگس مست شاہد معنی
	۱۳۰۱ھ

تقریظ دلپسند از گلریزی عندلیب شاخسار نازک خیالی طوطی شکرستان شیرین مقالی صاحب طبع نفیس منشی محمد حسین صاحب متخلص بہ جلیس مچھلی شہری شاگرد مصنف

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز میخواہی	؛؛	متاعے جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

بلند خیالان حقیقت نگر کجا کہ از رہنمونی فکر والائے خود ادراک جو بلی نمودہ کنہ ذات الوہیت را دریابند و کما حقہ ناظورہ مستورہ حمد نامتناہی را ہر ہفت کردہ مجلی ساختہ در تجلی گہ امکان بیحجابی عرضہ جلوہ گری دہند۔ وشیوا مقالان بالغ نظر کو کہ از دل گرمی اندیشہ خویش فہام مستودعات الٰہی بذہن آوردہ جریدہ محامد محمدیت را بر قالب زنند۔ وکما ینبغی محبوبہ مخدرہ نعت رسالت پناہی را آراستہ و از تصینات امکانی جدا نمودہ در وحدتکدہ وجوب بمثالی برود افگنند آری آن بدیع الاطلاق است

واین تقریر گنجینهٔ اسرار شعر جائیکه برق عصیان بر دامن صفی زده ما را چگونه رسد دعوای بیگناهی
سیاحان خاکی نژاد اگر درین بحر ناپیدا کنار در آیند بدانی که آب در سبد کنند من کیم که دست و پا زنم
دلائل تلامذه واقعی طبعم عاجز واو نام خواطر دوراندیشان فرسنگها دور پس ازین جاده هیچ در هیچ استغفار
مباد و استغفار معصیت بر سبیل اعراض لازمهٔ بشریت و انکه تعریف و تطرق ممکن نیست

اذا حصحص الحق فقد العقل فیها وهما شتان **شعر**

صلاح کار کجا و من خراب کجا ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا خوشا گلزاریکه نخلبندان
معنی دلنشین را رنگ بهارش بصد نازش رنگ و بو گلدستهٔ دلاویزیست و حبذا بهاریکه هنرکاران
مضامین رنگین را بوی گلزارش بهزار کرشمه گلریزی و شگفتگی عنبربیز زهی خوبروئی که نظارگیان سینهٔ
حسن نظاره شورش بر کانون آتش است و خهی بدستی که میگساران هوشمند را کیف دماغ افزودش
باده سرخوش **شعر** بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم و آنیکه گفتم
چمن طرازی سخن است و بزم آرائی حسن کلام چشم بینا باید که نظر کند و فکر دانا شاید که معنی جوید **شعر**
ز فرق تا قدمش هر کجا که نظر بکنی کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست سخنی که دل پسند باشد
لطف سامعه افزوزیش از سخن سنجان بپرس و کلامیکه لذت آفرین گردد شیرینی ذوق اندوزیش از
فرهاد منشان معلوم کن پیشینیان انچه گفتند خوش گفتند الا عمارتیکه صنعت های گوناگون صورتهای بوقلمون
محکم بنا کرده بودند بمشابه گنبد چار بند پا بستا گردید تغیرات زبان عجم از گردش چار طاق فلک چندان انحطاط نمود
که بوجه امتداد زمانه از یک بهزار و از صد به لک در رسید شعرای متاخرین بگوالیدگی نهال طبع
از سدره و طوبی بالا رفتند و بر عرش نشیمن ساختند حقا که گل سرسبد اند و فخر المتقدمین گویا شعر و ... دارند
که در نمطهای تنگ خوش آهنگی و زمزمه سنجی شتنگی نموده دل از دست میربایند زبان حال
از آب اقتباس حسن و تیغ صاف و شسته گردید گوئی ابوالعجائب [illegible] و روح تازه دمید نغماهی [illegible]

کلام محقق زبان حال سخنور سراپا کمال سلطان مملکت سخنوری حکمران اقلیم ہنرپروری ملاذی المفخم
اوستادی المعظم والا شان ابوالاعجاز منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری
مدظلہ العالی موجود۔ ہر کہ خواہد بہ بیند و اندازہ کند کہ پایۂ مذاق سخن سنجی بکجا رسید۔ خمکدۂ خیال
کہ مضامین نو آئینش از کیف سرمستی و مدہوشی طرحی در زل بست۔ و گلشن تقریر کہ اشعار بہارستانش ز
رنگینی و دلچسپی غنچہ در جیب۔ معانی دلنوازش خاقانی و کلیم را سرمایۂ فخر و ناز ست و چستی الفاظش
باشیوۂ استقالی میر و مصحفی سرفراز۔ ہیچمدان کہ ہیچ زبان جلیس را چہ یارا کہ بمحامد شایستۂ مصنف باکمال گہر می گند
بجز اینکہ سر تعریف از ثنائے تو حد ثنائے ماست؛ و چہ مجال کہ در اوصاف باب خمکدۂ خیال تو سخن نما
بجز این دعا کہ یارب این گلکدۂ اشعار سراپا بہار از چشم زخم حاسدان تبہ روزگار مصئون و سیرش
نصیب دوستان باد و مطبوع طبع دانشوران و منظور نظر دیدہ وران گرداناد۔ ثم ثم ثم

قطعۂ تاریخ طبع منہ

طبع شد نظم گلشن تقریر
من چگویم نزاکت معنی
عیسوی سال طبع گفت جلیس

حبذا ذوق شعر و لطف زبان
شاہدے در حجاب لفظ نہان
طرفہ دیوان حضرت احسان
۱۸۹۳ء

ولہ

ہوا طبع دیوان اوستاد کا
بہت لطف انگیز و نازک کلام
لکھا سال ہجری یہ تیغ جلیس

طبیعت ہوئی یہ خبر سن کے شاد
طریقے فصاحت کے سب طبعزاد
بہار معانی و نخل مراد
۱۳۱۰ھ

تقریظ دلپذیر از گہر ریزی نیسان طبع نقاد شاعر ادیب مولوی حبیب الحق
متخلص بہ حبیب شاہجہانپوری سلمہ شاگرد مصنف

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است	صراحی مئی ناب و سفینهٔ غزل است

خمکدهٔ خیال کے بادہ پرستو گلشن تقریر کے نوا سنجو۔ صہبائے روح پرور کے دور کا زمانہ آگیا۔ اور تمکو خبر نہین باغ سخن مین تازہ بہار آگئی۔ اور تمکو معلوم نہین۔ گوشۂ عزلت سے نکلو میکدۂ نظم کی طرف آؤ گلچین باغ سخن ہمین دیکھو کہ شوق نے دل کو اوبھارا اور آرزوؤن نے گدگدایا۔ خلوت سے باہر نکل کے کبھی میخانے کی طرف جاتے ہین کبھی گلگشت چمن مین مصروف ہوتے ہین **شعر** دلم بپاکی دامان غنچہ میلرزد * کہ بلبلان ہمہ مستند باغبان تنہا * تمہاری متوالی نگاہون تمہاری نشیلی آنکھون نے زاہدونکی توبہ پر خندہ زنی کی ہی تمہاری شگفتگی خاطر تمہاری خوش آہنگی نے مرغان خوش الحان کو غنچۂ تصویر بنا دیا ہی۔ اب کیا ہو گیا جو عزلت پسند ہو کر سبکی طرف بے التفاتی سے دیکھتے ہو تنہائی کے سوا انجمن آرائی سے تمہین بالکل نفرت ہی۔ مگر ہم خوب جانتے ہین کہ تم بھی پہلے ہی سے کچھ ایسے لطف مین مصروف ہو کہ دل ہی دل مین مزہ لیکر یہ جاتے ہو پھول کیطرح چہرہ کھلا جاتا ہی۔ **شعر** از بیگانگی ہای تو را و آشنائی ہا * حیا مے ورزد و در پردہ سوا میکند یار * ہم اگرچہ اٹھلاتے جھومتے سر بازار پھرتے ہین۔ عالم مستی مین محو ہین مگر ہمکو مخل نہ سمجھو ہم بھی تمہاری صحبت کے یار ہین دشمن نہین دوستدار ہین۔ یا ہم ہین اگر شریک ہو جاؤ یا اپنے گروہ مین ہمکو ملا لو **شعر** قدر مستی لعل تو ہیچ مستان جرعۂ جبید لکار مکن و احسانے چند تو دیکھو صبح کا سہانا وقت ہی نسیم سحر کے خوشگوار جھونکے کیسے دلکو بھلے معلوم ہوتے ہین ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہین ابھی ایک گلزار سخن کی سیر دکھائینگے وہ تماشا نظر آئیگا کہ کبھی آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے سنا ہوگا۔ **شعر** صبا وار و بکف چوگان لف عنبر افشانش * ببازی میزند سر لحظہ برگوئے زنخدانش * کیا تمکو خبر نہین افتخار الشعرا رئیس الفصحا سر آمد سخن سنجان ناظم جادو بیان مخدومی استادی بوالاعجاز جناب منشی محمد احسان علی خان صاحب احسان مدظلہ العالی شاگرد رشید فخر شعرائے ماضی و حال عالیجناب حکیم سید ضامن علی صاحب **جلال** لکھنوی کا دیوان قصاید بنیان حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا ہی گویا آفتاب سخن مشرق شیوا بیانی سے طالع ہو کر اوج کمال پر چمکا ہی۔ لو دیکھو

ہماری نقل مین یہ ہمزل عزیز کتاب وہی دیوان ہی - مصنف موصوف نے طبیعت کی سحر سازی فکر کی
جادو طرازی سے پریزادانِ معنی کو الفاظ کے شیشون مین اوتارا ہی - شبابِ سخن کی ترقیون پر نظر ڈالو
اسی نے معشوقانِ نوخیز کے گدرے ہوئے جوبن کو دبالیا ہی - یہ وہ دیوان ہی کہ جس کا ہر لفظ لباس معنی و لفظ
اور ہر نقطہ خالِ چہرۂ خوبرویان ہی - اور ہر غزل عروس سخن کا جوبن ہی - دیدہ وران معنی شناس حیرت مین ہین
کہ اس دیوان کو گلہائے رنگین بیانی کا گلدستہ کہین - یا کافرمنشون کی آتش زبانی کا آذر کدہ - شعر
مقامِ اصلی ما گوشۂ خرابات ست ✽ خداش خیر دہاد آنکہ این عمارت کرد ✽ مصنف ممدوح کی زبان دانی
محاورہ نگاری نازک خیالی مضمون آفرینی شستگی طبیعت چستی فکر رسائی ذہن جودتِ طبع اور دیوان کے
ہر شعر کی عمدگی بندش شوکت الفاظ ندرتِ کلام پابندی قیود فصاحت بلاغت وغیرہ وغیرہ کی تعریف
کہانتک کیجائے - چھوٹا منہ بڑی بات ہی - جو کلام ہر عیب سے مبرا قیود فصاحت سے مرتب تعقید سے خالی ہو
اوسکا کیا کہنا - اب ہم تمہین ایک مطلع اور دو شعر سنائے دیتے ہین یقین ہی کہ سنتے ہی مست ہو کر جھوم
جاؤگے اور برسون کا خمار دور ہو جائیگا - مطلع سچ برسات مین کی ہین نے یہ کیسی توبہ ✽ ایک
دو دن بھی تو قائم نہ رہیگی توبہ ✽ ایکدن ہین جو ونا ہو وہی اچھا ✽ عکس ✽ سیکڑون بار جو ٹوٹے وہی اچھی توبہ ✽
جامِ کوثر سے بھی اچھا ہی ترا جام شراب ✽ اب کہونگا نہ برا ای مرے ساقی توبہ ✽ کیون کیسا لطف ہی کہا
کیسا مزہ آیا سنبھلو سنبھلو آپ سے باہر ہوتے ہو دو ہی تین شعر سنکے بیخود ہو گئے - سارا دیوان دیکھو گے تو اس عالم کو
چھوڑ کر ہمیشہ عالمِ وجد مین رہوگے لو ایک ایک جلد دیوان کی لیجاؤ شوق و محبت سے دیکھو نکتہ چینی
اور حاسدانہ خرفگیری کو بالائے طاق رکھکر دیوان دیکھو پھر رمز و کنایات کا حظ محاورات کا لطف چھیڑ چھاڑ کا
مزہ ناز و نیاز کی لذت نازک خیالی کا ذوق حمکدۂ خیال کی کیفیت اوٹھاؤ منصفانہ داد دو خشک مغزان
بے ذوق کی ہرگز نہ سنو شعر مجنبراکن عرض کہ این جوہر ناب ✽ پیش این قوم بشو لایہ خرمہرہ ✽
اب ایک بات اور سنو ہم تم سب ملکر اس گلشن معنی خیز اور چمنستان گلریزی کی شادابی اور عام قبولیت کے واسطے

دعا کرین - ہم ہاتھ اوٹھاتے ہین تم آمین کہو - ای زبان کو نطق سے گویا کرنیوالے ای ساز سخن کو خوش آہنگ بنانیوالے - یہ مجموعۂ خیال شیوا بیانی بادۂ سرجوش کیطرح کیف افزائے سخنوران ہو - اور یہ گلشن تقریر تر زبانی بہار چمن کی شگفتہ تازگی بخش نظارۂ اہل جہان ہو -

سال تاریخ گلشن دیوان احسان

میرے اوستاد کا دیوان دل آویز چھپا
شوخیٔ طبع کے صدقے تو فصاحت ہی نثار

ہر غزل ہین نئے مضامین نئے ڈھنگ نئے
رنگ افزائے گلستان سخن ہین اشعار

سطرین ہین سلسلۂ سنبل گلزار جنان
صفحے ہین ماہ حسینان جہان کے رخسار

وصل معشوق کے مضمون ہین یا سحر حلال
لطف کی باتین ہین یا ان ہی مزے کی تکرار

طبع کا سال لکھا فصلی و ہجری یہ عجیب
خامے نے شاہد نظم و چمن باغ بہار
۱۳۰۰ف ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ افکار آتش قلم فیض رقم آسمان سخنوری کے ماہتاب اقبال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی مد ظلہ العالی استاد مصنف

ہوا گوش زد جب یہ مژدہ جلال
کہ چھپتا ہے دیوان احسان کا

نہایت خوشی دل کو حاصل ہوئی
کہ شیوا بیانی کا دفتر کھلا

صدا شوق نے دی کہ صد آفرین
کہا آرزو نے کہ صد مرحبا

فصاحت کا آئینہ ہے ہر غزل
مری ہمزبانی ہے حیرت نما

شگفتہ دلی سے کہا سال طبع
بہار سخنہائے رنگین ہی کیا
۱۳۱۰ھ

نتیجۂ کلک گہر سلک استاد معظم الشعرا منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مد ظلہ العالی استاد نواب ... خلد آشیان

زبان شناس شاعری کے جو لوگ قدردان ہین
احسان بھی شاعری کا مانین نہ کیونکر احسان

احسان کی خوشی سے تاریخ امیر لکھی
احسان نے کیا کیا اہلِ سخن پر احسان
۱۳۰۶ھ

از فکرِ متین شاعرِ شیریں سخن نو سید حسین عرف سید مہدی مہا آ دیوزر لکھنوی خلف جناب اصغر یاس شاگردِ حضرت جلال دام ظلہ

احسان کہ نقش بندِ مضامینِ نازک ست
از قیدِ نظم کرد چو تسخیرِ حسن و عشق

بہرِ اسیر کردنِ دلہائے شاعران
ترکیب و بندشش است و زنجیرِ حسن و عشق

مانی فکرِ آرزو واز بہرِ سالِ طبع
فصلی نوشت سال کہ تصویرِ حسن و عشق

از نتیجۂ فکرِ شاعرِ فصیح البیان محمد آل نبی خان ارمان خلف الصدق و شاگردِ مصنف

ناظمِ ملکِ فصاحت یعنی
قبلۂ مجد علا والدین

طبع گردید چو دیوانِ جناب
چون گُلِ تازہ بہ از صد گلشن

سالِ تاریخ نوشتم ارمان
دلفریب و دُرِ نایاب سخن
۱۳۱۰ھ

بہ چکیدۂ خامۂ مشکین شمامۂ شاعرِ نظیری نظر نغز سخن محمد سعید اثیر تخلص پسرِ مشہور ہاشمی شاگردِ جناب یاس لکھنوی

حبذا فکرِ عالی احسان
نظمِ روشن ز ماہ و پروین گفت

ہر کہ بشنید ازان یکے مصرع
بر کمالش ہزار تحسین گفت

عیسوی سالِ طبعِ طبعِ اثیر
نظمِ دلکش نزاکت آئین گفت
۱۸۹۳ع

مصنفۂ طبعِ نقاد اسیر اُستاد و داد اکبر محمد عظمت علی شاد دہلوی شاگردِ مصنف

چھپا دیوانِ استادِ مکرم
عیوبِ شاعری سے ہی بہت پاک

نئے مضمون نئی نازکخیالی	جمالِ خوش جمالِ شوخ چالاک
ہے تاریخِ سالِ ارشادِ مینے	لکھا - اوجِ مضامینِ فرحناک ۱۳۱۰ھ

از فکرِ صاحبِ طبعِ سلیم منشی محمد واجد علی خاں شمیم شاہجہانپوری شاگرد مصنف

مژدہ ہوا اہلِ سخن کو آج کل	چھپ گیا دیوان مرے اُستاد کا
بے بدل ہمثیل ہے سالکِ الکلام	مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
فکرِ سالِ طبع ہی کیا ای شمیم	لکھدے - معشوقِ سخن نازک ادا ۱۳۱۰ھ

از نتیجہ فکرِ سخنورِ با دانش حکمت وست حکیم محمد قیام الدین صاحب بخت نجیبآبادی شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ

دلربائی ایسی ہے احسان کے دیوان مین	جس نے دیکھا دل سے اوسکے حسن پر شیدا ہوا
طبع کی تاریخ لکھی بے تکلف بخت نے	سادگی کے رنگ مین ہر شعر ہی ڈوبا ہوا ۱۳۱۰ھ

ایضاً

وہ دیوان چھپا آج احسان کا	کہ تھی شاعرون کو بڑی جسکی چاہ
لکھا عیسوی سال بخت نے	ہر اک شعر ہی اک غزل واہ واہ ۱۸۹۳ع

از نتائج افکارِ گرین گوئین قاضی عبدالحی صاحب تخلص بہ الوینی شاگرد حضرت داغ دہلوی

لکھا کیا حضرتِ احسان نے دیوان	نقوشِ فکرِ رنگین کا ہے ارتنگ
ہوئی یحیٰین کو جب فکرِ تاریخ	کہا ہاتف نے لکھدے نظمِ گلرنگ ۱۳۱۰ھ

از فکرِ فرا سخنورِ شیوا بیان حافظ محمد یوسف خاں تشخیر غزنی ملنشہری شاگرد حضرت داغ دہلوی

چھپا اوس کا کلام عاشقانہ — جو ہے ملک سخن مین آج فیروز
لکھا دیوان کہ کھینچا نقشہ جو — بھرا ہے اوس مین رنگ حسن افروز
ہے احسان علیخان اسم سامی — حسینان جہان مین عشق آموز
تخلص ہے جلال نکتہ دان ہے — سخن مین ہے نئی گرمی نیا سوز
زبان اوس کی ہے مقبول خلائق — کلام اوسکا ہے تشنہ فرحت اندوز
دکہیو کر وہ ہجوم اس خمکدے کی — کہ گہر مین ہر سخنور کے ہے نوروز
سمجھتے تاریخ کی ہوتی ہے کیونکر — کہ ہون مین اک عقیدتمند دلسوز
مگر اوکار ایسے پیش آئے — کہ گزرے فکر مین مجھکو کئی روز
سروش غیب نے آخر بتایا — زہے زیب مضامین دل افروز
۱۳۱۰ھ

از تراوش طبع وقاد والا نژاد منشی محمد تقی حسن تقی رئیس کاکوری فرزند رشید جناب مولوی محمد عبد الباقی خانصاحب بہادر اول تعلقدار گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن مصنف

لو طبع ہوا کلام استاد — قربان ہو آکے روح سحبان
اللہ رے عروج طبع روشن — خورشید کلام ہے درخشان
ہر شعر ہے گلشن فصاحت — سطرون سے عیان ہے سنبلستان
چیدہ چیدہ گل مضامین — ہے رشک بہار یہ گلستان
شوخی کی ہے چھیڑ چھاڑ کیا خوب — ہر لفظ ہے نشتر رگ جان
لفظون سے عیان ہے حسن معنی — معشوق سخن ہے سارا دیوان
انصاف سے اہل عشق دیکھین — دلچسپ ہے ذکر وصل و ہجران

محمد حیدر علیخان صاحب حیدر تخلص خلف اکبر نواب محمد قادر علیخان صاحب رضا رئیس شاہجہانپور شاگرد حضرت جلال لکھنوی مد ظلہ

چھپ گیا کیا کلام رشک بہار — خود گلستان فکر مضمون ہے
گل ہیں الفاظ شاخ گل مصرع — جان بلبل غزل کا مضمون ہے
حیدر اس بوستاں کی لکھ تاریخ — باغ احسان ہے کیا ہی موزوں ہے
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان ہے جان ہر سخندان — لفظ لفظ ہے مصدر بلاغت
حیدر یہ لکھی ہے میں نے تاریخ — جزو جزو ہے زینت فصاحت
۱۳۱۰ھ

از چکیدہ قلم معنی رقم شاعر عالی ہمم محمد مراد علیخان صاحب رضا عرف محمد حسین صاحب حشم لکھنوی شاگرد حضرت جلال مد ظلہ

تصنیف رضا حسن کرد دیوان احسان — مطبوع طبیعت سخن آگاہان
تحریر بکن حشم سنین طبعش — کامل شد بمثال نادر دیوان
۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ افکار گہر بار سلک نظم لطیف حکیم قاضی خلیل الحسن صاحب وکیل حافظ تخلص رئیس پیلی بھیت

شد طبع از نفاست دیوان پاکیزہ — ہر لفظ او گل تر ہر شعر او گلستان
حافظ چو فکر کردم فی الفور کلک معنی — تاریخ او نوشتہ نظم نفیس احسان
۱۳۱۰ھ

نتیجۂ خامۂ مشکیں شمامہ فرید العصر یگانۂ زمن مولوی محمد حسن خان صاحب رضا حسن شاگرد حضرت داغ دہلوی

چو مصر شد ندا احسان پئے سال طبع دیوان — سخن شگرف گفتم سخن شگرف گفتم
۱۳۱۰ھ

از فکرِ رسائے عندلیب باغِ سخن بیان جناب سید حسین رضا صاحب حسن بسوقیتی قطعہ تاریخ گفتہ شد مصنف

صد شکر چھپی وہ نظم کامل
جو حسن کمال کا ہی مخزن

مضمونوں کی شوخیاں کو دیکھو
شرما گئی دلبروں کی چتون

لکھا یہ حسن نے سالِ تاریخ
ہے مشعلِ کلام طبعِ روشن
۱۳۱۰ھ

از فکرِ نیر طبعِ رنگین چمن طراز خوش کلامی منشی شیخ الٰہی بخش صاحب حامی متخلص ساکن خاص گورکھپور شاگرد مصنف

مطبوع چو شد کلامِ استاد
جان یافت سخن کہ بود بیجان

حامی پئے سالِ طبع گفتم
اعجازِ مسیحِ نظمِ احسان
۱۳۱۰ھ

از نتیجہ طبعِ وقاد گل سبدِ فضل و کمال سید محمد علی صاحب جان شاہجہانپوری شاگرد جناب امیر لکھنوی مینائی دام ظلہ

زہے نظمِ احسانِ معجز نگار
کہ مردہ دلوں کے لیے ہی مسیح

وہ دیوان چھپکر ہوا جلوہ گر
ہر اک صفحہ ہی جس کا روئے صبیح

دمِ فکرِ تاریخ مین نے خیال
لکھا۔ شوخ و عمدہ کلامِ فصیح
۱۳۱۰ھ

نتیجہ کلکِ جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد کاظم علیخان صاحب عرف کجن صاحب لکھنوی متخلص بہ خوشگو
شاگرد جناب زیبا لکھنوی

چھپا ہے دیوان جناب احسان کا
کہ زمانے مین جسکی شہرت ہے

بہرِ تاریخ طبع اے خوشگو
آجکل منتشر طبیعت ہے

آرہی ہے ندا سرِ دل سے
اب یہی دفترِ فصاحت ہے
۱۳۱۰ھ

چکیدۂ قلم عجاز رقم آمدسخنوران بلند مرتبت ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی مد ظلہم

کمان معنی جان مضمون حسن عشق و عشق حسن
خوب لکھی داغ نے تاریخ سنکر یہ کلام

ہی عجب دیوان کیا کہنا ہی اس دیوان کا
گوش اہل عشق پر احسان ہی احسان کا
۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر خوش بیان محمد ضمیر حسن خان دل شاہجہان پوری

چھپا کیا حضرت احسان کا دیوان
مرے دل نے کہی تاریخ یہ دل

گل تازہ بہار بوستان ہی
کلام شاعر شیرین بیان ہی
۱۳۱۰ھ

از تراوش طبع گہر بار شاعر بلند فکرت جناب نواب مہدی حسین خان صاحب رفعت لکھنوی

کلام اونکا ہمثل شاعر بھی یکتا
خوشی ہی میرے دلکو ہوئی اسکی بیحد
کہا طبع کا سال رفعت نے فورًا

کرین رشک کیونکر نہ سعدی و سحبان
ہوا چھپکے شائع جو احسان کا دیوان
ہوا جاری اب فیض دیوان احسان
۱۳۱۰ھ

ایضًا

کلام باندازش چاپ گشتہ
چہ رفعت سال مطبوعش رقم زد

سخنگو شاعر بیمثل احسان
کہ شد مطبوع خاص و عام دیوان
۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار سخنور فصیح البیان حکیم محمد سید علی صاحب خشتہ الہ آبادی اہلکار پولیس گورکھپور شاگرد مصنف

صف دیوان حضرت احسان

من چگویم کہ ہست جان سخن

بہر تاریخ طبع من زرفشان | گفت — مہتاب آسمان سخن ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ افکار گوہر بار یگانۂ بے ہمتا نواب سید علی رضا صاحب المتخلص اکبرؔ شاہ و برادر زادۂ نواب محمد حسن خان صاحب یکتا مرحوم شاگرد رشید خواجہ آتش مغفور

محسنِ ارباب احسان شاعرِ نازک خیال | ہے کلام اونکا فصیح و بے نظیر و انتخاب
فکرِ سالِ طبع دیوان کی تو زیبا نے کہا | ہے یہ دیوان بے عدیل و انتخاب و لاجواب ۱۳۱۰ھ

از فکر شفیق ولی عزیز سعید منشی محمد رشید سہیلؔ پھلی تہری شاگرد مصنف

سہیل آمد نہ از من وصف استاد | کہ در تحقیقِ فن دارد کمالے
بخوبی طبع شد دیوانِ موصوف | برون آمد ز خلوت خوش جمالے
پئے تاریخ او در خستہ گفتم | کہ اوج شاعرِ نازک خیالے ۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر لاجواب سید منور علی صاحب بجہان پوری شاگرد مصنف

ہو گیا طبع وہ کلام فصیح | جو چمن زارِ فکر و جودت ہے
ہر غزل عاشقانہ و رنگین | کیا بلاغت ہے کیا لطافت ہے
لکھی تاریخ طبع مین نے سحاب | آج یہ مخزنِ فصاحت ہے ۱۳۱۰ھ

از نظم طرازی محبّ یکتا ناظم بے ہمتا محمد غلام یزدانی خان متخلص سہاؔ شاہجہان پوری شاگرد مصنف

محسنِ اربابِ سخن کے ہیں جناب احسان | اور انکا دیوانِ والا و نیز سہا خوب چھپا

ایسا دیوان کہ صدقے ہے فصاحت جس پر — ایسا دیوان کہ ہر شعر ہے دلکش جس کا
فکر تاریخ جو کی مین لئے کہا یہ دل سے — نادر و شوخ زہے اوج کلام مرغوب ۱۳۱۰ھ

از نتائج افکار گوہر بار سخنور ممتاز شاعر بے انباز صاحب طبع وقاد مکرمی مولوی آل احمد صاحب شمشاد لکھنوی دام مجدہ

قطعۂ تاریخ دیوان عالی نژاد ابو الفتح محمد احسان الحق صاحب ۱۲۹۹ھ

احسان الحق آن سخن سنج و سخن فہم — چون ریزۂ الماس سخن کرد مرتب
ہر شعر از ان گنج معانی در نایاب — کان گوہر یکتا نتوان سفت بمثقب
نظم ہمہ اشعار دل آویز چو پروین — در تابش الفاظ و معانی ہمہ کوکب
فرد است در انواع ہنر ناظم دیوان — نظم الحق قلم سخن الطف و انسب
شمشاد چنین مصرع تاریخ رقم کرد — دیوان دل آویز فلک قدر مہذب ۱۳۱۰ھ

چکیدۂ قلم مشکین رقم لا ثانی ناظم بے عدیل فرد جناب سید محمد حسن صاحب ... شاعر بے نظیر جناب ... لکھنوی

دیوان احسان کا چھپا اب — تا عرش رسا ہے شور تحسین
سطروں پر کہکشان تصدق — لفظوں پہ صدقے عقد پروین
کیا سحر حلال شاعری ہے — اشعار ہیں کیسے لطف آگین
ہر صفت کیے ہے شاہد فکر — ہے جلوہ نما بعز و تمکین
ہر بیت میں ہے وہ حسن معنی — مشہور ہے جس سے لعبت چین
دلکش ہے یہ نظم عاشقانہ — دلچسپ ہے سحر کلام رنگین

تاریخ اسکی شہرہ کہہ دو — گنجینۂ گوہر مضامین ۱۳۱۰ھ

از فکر متین والا مرتبت شاعر شیوا بیان جناب منشی محمد یٰسین صاحب شفیق مچھلی شہری مختار رجسٹری ضلع گورکھپور

احسان باکمال کا دیوان چھپ گیا
چمکیگا یہ جہان مین مانند مہر و ماہ

ہر شعر مین زبان کی ہے بے تکلفی
ایسی کبھی نظم شوخ نہ دیکھی خدا گواہ

لکھا ہے مین نے مصرع تاریخ اے شفیق
گلدستۂ کلام متین فصیح زاد ۱۳۱۰ھ

از نواسنجی بلبل فکر شاعر رنگین بیان منشی شرف الدین خان صاحب متخلص بہ شاغر چھاپی تلمیذ مصنف

شد چاپ شرف کلام احسان
کان ہست برائے عشق موضوع

سال طبعش ز فکر رنگین
گفتم گل تازہ گشت مطبوع ۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر سخنگوی یکتا منشی عطا محمد صاحب عطا ایوبی وکیل مصنف تلمیذ حضرت داغ دہلوی مدظلہ

میرے مخلص شفیق احسان
خوش بیانی مین اور شہرت ہو

اونکا دیوان چھپ گیا اس سال
کیون نہ دل کو مرے مسرت ہو

عاشقانہ کلام بندش چست
کیون نہ ہو شوخ جب طبیعت ہو

نقطہ نقطہ ہے جوہر معنی
آئینے کو بھی کیون نہ حیرت ہو

اے عطا لکھ دعائیہ تاریخ
صاف سرچشمۂ لطافت ہو ۱۳۱۰ھ

از فکر رسا بلند ہمت حاجی محمد علی صاحب عاصی علوی کاکوروی نبیرہ حضرت سید حسن پیر ملک تلمیذ جناب مہر شہاری

۲۷۳

مطبوع ہوا کلام احسان — اوستاد جلال کو ہی اجلال
کلکِ علوی سے گل یہ پھولا — ہی گلشنِ نظم نجمہ سال
۱۳۱۰ھ

ریختۂ کلکِ گہر سلکِ سخنورِ والا دودمان محمد ریاض اللہ خانصاحب متخلص بہ فروغ رئیس شاہجہانپور تلمیذ جناب امیر لکہنوی مدظلہ

شفیقِ مکرّم رفیقِ معظّم — بیان کیا کروں اونکے وصف فراوان
وہ احسانِ خوش فکر و اعلیٰ سخنور — فصاحت میں سلمان بلاغت میں سحبان
ہوا جسکے دیوان تیار اون کا — ہوئی اوس سے مطبع کی رونق دوچندان
دکھایا کہیں حسن پردہ اوٹھا کر — کسی شعر سے عشق کا رخ نمایان
فروغ اوسکے چھپنے کی تاریخ کہہ دے — کہلا ہی گلِ لالۂ باغِ احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان وہ چھپا ہی مثالِ مہِ منیر — پرنور جس سے بزمِ سخن کا ہوا انول
جلوہ ہی بیت بیت میں حسنِ عروس کا — مصرع ہر ایک شاہدِ خوبی کا ہی محل
اس سالِ عیسوی سے عیاں ہی صفت فروغ — دیوان یہ بے نظیر ہی اشعار بے بدل
۱۸۹۲ء

ازفکرِ شاعرِ بلند فکرت شیخ کریم بخش صاحب متخلص بہ فرقت شاہجہانپوری

طبع احسان کا کلام ہوا — ہر طرف شورِ مدح و تحسین ہی
کیا ہی روشن لکھا ہی یہ دیوان — ہر غزل جسکی ماہ و پروین ہی
وہ دکھایا طلسمِ نقشِ سخن — حیرتی جس سے مانیِ چین ہی
سالِ تاریخ لکھدے ای فرقت — یہی عطرِ گلِ مضامین ہی
۱۳۱۰ھ

از نتائجِ افکارِ شاعرِ سحر نگار بلبل شوق منشی محمد عبد الرزاق خان عرف شوق تلمیذ مصنف غازیپوری

احسان کی نکتہ سنجیاں واہ
کتنی پاکیزہ ہی طبیعت

دیوان چھپا یہ اونکا نایاب
بیجا نہیں بس قدر شہرت

ہاتف نے کہا یہ مصرعِ سال
دیوان زہے مخزنِ لطافت

۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ طبع نقاد منشی محمد حبیب اللہ خان تلہری شاگرد مصنف

چھپا دیوانِ استادِ سخن سنج
زہے سحرِ حلالِ طبعِ موزون

سخنور تھے اسکے دلسے مشتاق
اسی پر ہی عروسِ فکر مفتون

لکھی فریاد یہ تاریخ اوسکی
کہ گنجینۂ معانی گنجِ مضمون

۱۳۱۰ھ

از فکرِ رسا عاملِ مکرم شفیق ولی حافظ محمد فضل شاہجہانپوری شاگرد قادری مرحوم

نیست ممکن بزبان آید و
ایچہ احسانِ سخنور گفتہ

طبع گردید چو دیوان جناب
فصلِ سالش سخن گفتہ

۱۳۱۰

از فکرِ شاعرِ شوخ رنگ منشی محمد ہدایت اللہ خان وفا شاہجہانپوری سلمہ اللہ

وصفِ احسان نامور کیا ہون
ہین وہ اپنے زمانے کے سحبان

شوخیون سے کلام ہی مملو
خانۂ حسن و عشق ہی دیوان

اوس کے چھپنے کا وقت جب آیا
خوش ہوئے سنکے شاعرانِ جہان

مصرعِ سالِ طبع ہے یہ فکر کار — چمنِ نظمِ حسنِ محبوبان ۱۳۱۰ھ

از نتائج طبعِ عرش رسا شیوا مقال سخن سنج نازک خیال حکیم سید محمد مہدی کمال الٰہوی مخلص وفا الصمد شاگرد داغ دہلوی حضرت جلال

تازہ گلہائے مضامین کیا طراوت خیز ہیں
شاخسارِ فکر پر ہیں بلبلیں کیا نغمہ سنج
نو عروسانِ معانی کیسے ہیں کیا طرفہ بناؤ
یعنی اک دیوانِ تازہ اندنوں ہے زیبِ طبع
کیا بلاغت کیا فصاحت کیا بیان ہے کیا زبان
شوخیاں کس قہر کی ہیں کس غضب کی گرمیاں
یہ طریقہ ہی نیا یہ طرزِ گویائی عجب
اِس بیان کی اک [illegible] بھی نہ [illegible] ہے
دل نے کہا [illegible] تو نکال اشعار
طبع نے [illegible] سال یہ مصرع کمال

واہ کیا سرسبز کیا شاداب ہے باغِ سخن
کیا بہار اپنی دکھلاتے ہیں مضامین کے چمن
شاہدانِ خوش بیانی کی ہے عجوبہ یہ پھبن
زیبا ہے کیسی جیسے گلدستۂ بزمِ سخن
رشک سے جسپر کرتے ہیں دیکھکر اربابِ فن
یہ وہ معشوق ہے عاشق جسکے ہیں غنچہ دہن
دیکھ لے جس نے نہ دیکھے ہوں فصاحت کے چلن
مدح کرنے کو جو ہو جائے زبان ہر موئے تن
ایک اک مصرع ہو انکا دلکشِ صد انجمن
ہے کلامِ دلکش و دلچسپ یہ زیبا سخن ۱۳۱۰ھ

منہ

طبع شد این ہمہ دیوان بصد زیبایش — شدہ ہر چار طرف شہرۂ نامِ احسان
اللہ اللہ چہ مضامین چہ بیان و چہ زبان — قابلِ مدح و ستایش ہست کلامِ احسان
سالِ طبعش بنوشتہ قلمِ فکرِ کمال — شوخ و دلچسپ عجائب چہ کلامِ احسان ۱۳۱۰ھ

منہ

بآب و تاب طبع شدہ این کلامِ شوخ — ہر سو چرا بدہر نہ شہرت فگن بود

محبوبِ عاشقانِ جہان دلربائے خلق	عالم پسند و دلکشِ ہر انجمن بود
در مدح و وصف خوبی و رنگین بیانیش	ساکت زبانِ خامۂ و قاصر دہن بود
کلکِ کمال مصرعِ سالش بجا نوشت	این لاکلام رونقِ بزمِ سخن بود ۱۳۱۰ھ

از نتائجِ افکارِ شاعرِ عدیم النظیر منشی محمد نعیم الحق صاحب نعیمؔ مولف حشمتِ بے نظیر شیدۂ حضرت امیرمینائی لکھنوی

ہر شعر میں احسان نے کھلائے گل مضمون	کیونکر نکہون آپ کے دیوان کو گلزار
دیوان پہ مشیر آپ نے کیا خوب بگر یہ	تاریخ لکھی - ہین یہ بہار کرتے ہوئے اشعار ۱۳۱۰ھ

ولہ

دیوان مین جلوہ گر ہوئے مضمون نئے نئے	یا پھول تازہ تازہ ہین جاں کیسے باغ کے
بدبین کی آنکھ پھوٹ گئی دیکھکر یہ سال	ہین یہ کلام شاعر نازک دماغ کے ۱۳۱۰ھ تعمیہ با تخرجہ (۲)

از فکر مخلص سراپا توقیر ستاخوش تقریر ڈاکٹر محمد عبدالغفور صاحب تخلص بہ مطیر شاگرد مصنف

قطعہ سالِ تاریخ دیوان بہ کلکِ مطیر

مژدہ لائی نسیمِ صبحِ مطیر	اسلیئے تا مجھے مسرت ہو
یعنی استاد کا کلام چھپا	کہ ہے وہ جسقدر اسکی مدحت ہو
روز مرہ فصیح ہے کتنا	صدقے دل سے نہ کیون فصاحت ہو
شستگی ہے زبان کی کیا خوب	کیون نہ ہر لفظ مین لطافت ہو
لیکن وہ پابند یان قواعد کی	نکتہ سنجون کو جن سے حیرت ہو

ذکرِ شیرین و شون کا ہی کیا کیا — تلخیِ عشق اب حلاوت ہو
نقطہ نقطہ ہی نکتۂ معنی — کیون نہ حیران حسنِ صورت ہو
اسمین ایسا ہی نہ متروکات — حشو آجائے تو قباحت ہو
جب شتر گربہ ہی کا دخل نہین — کیا مقدر کی قدر و عزت ہو
ذم کا پہلو نہ مبتذل مضمون — کیون نہ تعقید سے ہی نفرت ہو
صفحے اوراق ہین گُل ترکے — بُلبُلِ طبع محوِ الفت ہو
ہی جو بین السطور کا گلستان — پھر نہ کیون چرخ کو خجالت ہو
خطِ مسطر ہی جدول خطِ رخ — دیکھے سنبل جسے تو فرحت ہو
روشنائی ہی کس قدر روشن — شب کو چمکے تو صبحِ عشرت ہو
لکھی چھنتا ہے عیب بینون کو — دیکھنا اس کا عین ذلت ہو
آنکھین وہ کور ہون جو بد بین ہون — حاسدون کی خراب حالت ہو
قدر دانونکے واسطے یا رب — روح کا چین دل کی راحت ہو
یہ دعا ہی مری اب ایخالق — ہو جو مقبول تو عنایت ہو
نقطۂ حرف اسکے جتنے ہین — اوتنی ہی مرتبہ اشاعت ہو
عیسوی ہی دعائیہ تاریخ — خلق مین لاکھ سال شہرت ہو
۱۸۹۳ع

منہ در صنعت صوری و

از رنگِ نقوشِ فکرِ رسائیِ گلشنِ نظمِ احسان — مطبوعِ خلائق گشتہ بلبلے از گل خوشتر از غنچہ بہ
چون طبعِ مطیعِ ہیچمدان پسندید دل گفتا بشنو — او جانِ معانی طبعِ شبنم در سال ہزار و سہ صد و دہ
۱۳۱۰ھ

چکیدۂ قلم بلاغت رقم فضیلت و کرامت انتساب مولوی محمد غلام محی الدین صاحب متخلص بہ محیی شاہجہانپوری مدّ مجدہ

حبذا چھپ گئی نکہت احسان
سالِ تاریخ او بگو محیی

بحر مواج ہست موج فکر
گلشنِ حسن عشق اوج فکر
۱۳۰۱ھ

از نتائج افکار والا مآل یار ایمان ثبات محمد ضیاء الدین صاحب نیاز رئیس شاہجہانپور شاگرد مصنف

جو افکار احسان عالی ثبات
سنینِ مسیحی نیاز از نیاز

گہرہائے مضمون عالی بسفت
زہے گلفشان گلشنِ نظم گفت
۱۸۹۳ء

از نتیجۂ کلک گہر سلک عالی ہمم رفیع مرتبت والا منقبت جناب شیخ محمد واجد حسین صاحب بہادر واجد متخلص
تعلقہ دار گدیا ضلع بارہ بنکی ملکِ اودھ ڈپٹی کلکٹر ضلع بلند شہر

محسن اہل سخن ہست احسان
گلشن تازہ و بہار چمن
طبع چون گشت کلامش واجد

زانکہ دشوار سخن آسان کرد
انچہ با اہلِ سخن احسان کرد
گفت - برجانِ سخن احسان کرد
۱۳۰۱ھ

از فکر شاعر شیرین بیان محمد وصی علی خان وصی شاہجہانپوری شاگرد مصنف

طرفہ دیوان کہ حضرت احسان
طبع کرد بہر سال وصی

بہر عاشقانہ مضمون گفت
چرخ - خورشید طبع موزون گفت
۱۳۰۱ھ

از نتیجهٔ طبع سخنور زمن فخر سخن جناب محمد ابو الحسن صاحب ہاشمی خلف شیخ احمد شفیع صاحب صدیقی صمدانی صاحبی دام مرحوم مغفور

بخوبی طبع شد دیوانِ احسان
نوشتم ہاشمی تاریخ طبعش

با ہزاران بہجت وخرمی گفت سروش
گشت دیوانِ احسان طبع شد خوب
۱۳۱۰

دیگر

چہ احسان ہے سخت فزود احسان
دنیا گویان بگفتم ہاشمی سال

کہ شد مطبوع دلہا طبع دیوان
ہمایون باد طبع نظم احسان
۱۳۱۰ھ

دیگر

نظم احسان در جہان مشہور شد
ہاشمی تاریخ ہجری زد رقم

میزند ہر شعر نشتر در جگر
باصفا دیوانِ احسان مشتہر
۱۳۱۰ھ

دیگر کہ از ہر مصرع تاریخ طبع پیدا میشود

چو دیوان ساخت شائع آینہ وش
نوشت این ہاشمی سالِ گزیدہ
۱۸۹۳ع
۱۳۱۰ھ

عزیز القدر احسان علی خان
خجستہ جلوہ مطبوع دیوان
۱۳۱۰ھ

از افکار سخندان و سخنور ابو الکلام منشی سید اکبر حسین صاحب حیرت تلمیذ میر قلق لکھنوی مغفور

قطعۂ تہنیت مع سالِ از ابو الکلام سید اکبر حسین
۱۸۹۳ع

میرے ہمعصر مرے سچے عنایت فرما
شہرہ ہی خلق مین آج اونکی سخندانی کا

نام احسان علیخان ہی تخلص احسان
زیب ہی فخر کرے اونپر اگر ہندوستان

فی زمانہ شعرا مین ہین وہ آپ اپنی نظیر   ہی الگ طرزِ سخن اور اچہوتی ہی زبان
دہوم ہی شاہجہان پور کی اونکے دم سے   اونکی شہرت نے کیا اونکے وطن پر احسان
ہی مناسب اونہین حسانِ زمانہ کہنا   للہ الحمد کہ چہپتا ہی اب اون کا دیوان
اور دیوان وہ دیوان کہ جس پر ہو یا   خود بلاغت ہو نثار اور فصاحت قربان
اونکے ہر شعر پر اعجاز کا دہوکا ہو جائے   اونکے ہر لفظ پر اکبار ہو جادو کا گمان
چشمِ انصاف سے دیکہے جو کوئی حسنِ کمال   نظر آجائے ہر اک نقطے مین اللہ کی شان
فکرِ تاریخ ہوئی جب تو کہا مین نے ہنر   نکتہ دانی و فصاحت کی یہ دیوان ہی جان
١٣١٠

چیدۂ قلم ہیچمدان قمر سخنور معنی شناس سید ذاکر حسین صاحب یاس لکہنوی شاگرد حضرت جلال لکہنوی مد ظلہ

چہپا دیوانِ احسانِ سخنور   بڑا فضلِ خدائے ذو المنن ہی
بنا ہی یہ ہر اک شعرِ رنگین   پہلا پہولا طبیعت کا چمن ہی
پری ہی حسن مین ہر ایک مضمون   عجب بندش عجب فکرِ سخن ہی
سواد اوسکا ہی عاشق کو شبِ وصل   بیاض اوسکی ہی یا صبحِ وطن ہی
یہ لکہد و طبع کی تاریخ ای یاس   دلِ پر درد احسان کا سخن ہی
١٣١٠ھ

ولہ

حبذا حسنِ کلامِ احسان   ہست ہمیشل ز فیضِ اوستاد
طبع گردید کلامش فی الحال   کرد خلاقِ دو عالم امداد
از یک اوستاد تلمذ داریم   نسبتش چون اخی نیک نہاد
بہرِ تاریخ نوشتم ای یاس   قوتِ بازوی ما گشتہ زیاد
١٣١٠ھ

وله

شکر حق دیوانِ احسان سخندان طبع شد
در بلاغت در فصاحت ہست یک یک شعر فرد

سالِ طبعش زد رقم یاسین ہنرور دقت فکر
از دلِ تاثیر و عشق و ہجر و اشک و حزن و درد
۱۳۱۰ھ

از نتیجہ فکر رسا نازک خیال نواب سید محمد یوسف مرزا خان صاحب یوسف لکھنوی تخلص شاگرد رشید جناب نایاب لکھنوی

حضرتِ احسان سخندانی مین ہین بے مثل و فرد
ہے پسندِ خاص و عام اونکا کلامِ دلپذیر

طبع جب ہونے لگا دیوان یہ موصوف کا
محوِ سالِ طبع تہا یوسف ہا قلب حقیر

محکمہ مین بیٹھا ہوا تہا مین کہ ناگہہ غیب سے
دی ندا ہاتف نے ۔ ہے یہ جلد دیوانِ بے نظیر
۱۳۱۰ھ

از فکر شاعر خوش مقال محمد باقر صاحب دہلوی برق تخلص کاتب فی پیلانٹر پرنٹنگ ملک مہسور شاگرد جناب داغ دہلوی و شاعرِ مہسور ری

زہے احسانِ حق دیوانِ احسان
بطبع خوب و دلکش گشت زیبا

ز لطفش برق آسا رفتم از خود
نوشتم سالِ او گنجینہ دریا
۱۳۱۰ھ

از نتائج فکر ہمپایہ قاآنی صاحب جناب حافظ نثار احمد خان صاحب نایب شاہجہانپوری

خامۂ احسان من نامۂ رخشان نوشت
نسخۂ فن سخن بہر سخندان نوشت

شاعرِ شعری مثال اخترِ برجِ جلال
بلبلِ نازک خیال واہ چہ دیوان نوشت

شعر چو پرداختہ سرو روان ساختہ
رنگِ گل انداختہ نظم نمایان نوشت

صورتِ معنی پرست خامۂ مانی شکست
مصرعِ خنجر بدست ناوکِ مژگان نوشت

کاہکشِ کبریا تا ئب جادو نوا
جلوۂ سالِ ورا تخشب فیضان نوشت
۱۸۹۳ء

قطعہ تاریخ طبع از مصنف دیوان

طبع شد مجموعۂ سحر حلال
ملک معنی زین عمل تسخیر باد

سال ہجری - ہدیۂ شعر و سخن
بر دل ہر قدردان تحریر باد

عیسوی احسان حسین حسن سخن
برگ دلکش گلشن تقریر باد

دستور العمل مصنف

ناظمانِ ملکِ فصاحت و نخلبندانِ گلزارِ بلاغت پر واضح رہے کہ مصنفِ دیوان ہٰذا نے جن قیود کی پابندی سے اپنے کلام کو مرتب کیا ہی اونمین سے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند قیود ذیل مین درج کیے جاتے ہین تا یہ معلوم ہو کہ ان لفظونکو مصنف نے متروک کر دیا ہی:۔ جانان - جانانہ کا استعمال بدون مضاف الیہ جان شان - کان - پان - خون سکون - ستون - دین چین سین - شین جنین وغیرہ اس قبیل کے الفاظ بحالتِ انفراد باخفائے نون - اخفائے نون غنہ باستثنائے قافیہ و چند الفاظ مثل عیان - نہان نہان - فغان وغیرہ بحالتِ انفراد - سدا بمعنی ہمیشہ جان بمعنی معشوق باخفائے نون وصلت شب وصلت بجائے وصل و شب وصل بہانا بمعنی خوش آنا بجائے کیا جانے کے مقام پر تیر بحالتِ انفراد بالفتح جو ترجمہ راس کا ہی یار - دلدار - دلبر - جانان پر لفظ (وہ) کا اور جمع مخاطب مثل تمیر یو

بلبلو۔ عزیزو۔ ناصحو۔ واعظو۔ وغیرہ پر لفظ (اے) کا مصدر کرنا واحد مخاطب کو
سوائے تخلص کے بغیر لفظ (اے) کے لانا زاہدا۔ ناصحا۔ ساقیا۔ واعظا۔ دلا وغیرہ
مین ہی۔ ہم ہی۔ تم ہی۔ یہ ہی۔ وہ ہی۔ بجائے مَین ہی۔ ہمین۔ تمہین۔ یہی
وہی کے آپ ہی۔ ایکہی باختلاط ہائے ہوز۔ تلک تک کے مقام پر آخر ش
شورش۔ جوشش۔ پوشش بجائے آخر شور جوش۔ پوشاک۔ کیجے
لیجے۔ دیجے۔ کیجو۔ لیجو۔ دیجو بروزن فعلن بسکون العین۔ آئیو۔ دکہائیو
جائیو۔ سنائیو۔ اوٹھائیو وغیرہ آنکر۔ میچے۔ اوپر آکر۔ تلے
پر کے مقام پر۔ پہ مخفف پر) ترجمہ علی اور پر بجائے پر اور پر حرف استثنا بمعنی
مگر و الا۔ کیسے بمعنی کیونکر جیسے بمعنی جسطرح گر۔ گرچہ۔ وگرنہ بجائے اگر۔ اگرچہ۔ ورنہ
بیچ مین) کی جگہ۔ پیر بمعنی پاؤن۔ سو بمعنی پس و شمشیر بیائے مجہول کلگیر و تقدیر کے
قافیے مین۔ انکھڑیان بمعنی آنکہ۔ اللہ اللہ رے تبکرار۔ تب بمقابلہ جب
طرح کے آگے لفظ (سے) کا لانا۔ پنہانا بجائے پہنانا۔ ہر ایک بشمول لفظ
(ایک) خوبان بمعنی جمع معشوقان جو کہ۔ تا کہ۔ یا کہ۔ غرضکہ وغیرہ بجائے جو
تا۔ یا۔ غرض جب ہی۔ تب ہی جبھی تبھی کے مقام پر۔ اے کلمہ تحسین
بمقام تعجب۔ سمنیت بمعنی ہمراہی اور ترجمہ واو عاطفہ بروزن فع۔ پیا۔ پیاس
بفتحہ یائے تحتانی مت حرف نفی دہرنا بمعنی رکہنا۔ الہی باتصال لفظ (یا) کے لکہنا

تمت

قطعۂ تاریخ طبع منتیجۂ احقر العباد محمد ارشاد علی ارشاد بریلوی کاتب دیوان ہذا
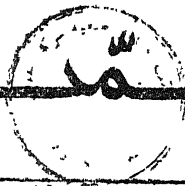
ہوا فارغ میں لکھکر جب کلام حضرت احسان
یہ دیوان ہی کہ بحر فیض ہی بہر سخن سنجان
روانی دیکھکر طبع مصنف کی کہا دل نے
نظر آیا عجب گلدستہ اک گلہائے رنگین کا
نکلیون چار سو نظرف عالم مین غل ہا شور تحسین کا
لکھو تاریخ ای ارشاد تم - چشمہ مضامین کا
۱۳۱۰ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دیوانِ گلشنِ بے مثال موسوم بہ خمکدۂ خیال مصنفۂ حضرت سر آمد شعرائے زمان فصیح البیان شاعر ہمہ دان جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاگرد فخر شعرائے ماضی و حال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال لکھنوی مدظلہ العالی باہتمام حکیم نیاز محمد صاحب سابق ڈاکٹر حضرت امیر کابل حال مالک و مہتمم نیو وکٹوریہ میڈیکل ہال و مطبع سراج منیر واقع شاہجہانپور محلہ دلاور گنج چھپکر مقبول طبائع خاص و عام ہوا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

صحت نامہ طبع دیوان ہذا

ناظرین با تمکین بموجب اس صحت نامہ کے اغلاط طبع دیوان ہذا کو دیوان کے ملاحظہ سے پہلے صحیح کر لیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	دکہاری	دکہارہی ہے	۷۷	۱۸	اضطرا	اضطرار	۲۲۶	۱۴	کچھ	کچھ بھی
۹	۲	حاک	چاک	۸۸	۱۳	عیش وصال	عیش وصال	۲۲۷	۳	وہ	وہ بھی
۱۳	۴	آرزونکا	آرزوؤنکا	۸۹	۱	چتون سے	چتون کے	۲۲۹	۸	آپ یہ	اپنی یہ
۱۵	۱۵	اوٹہا	اوٹہاؤ	۹۱	۴	چھہ	کچھہ	۲۴۰	”	کہہریے	کٹہریے
۱۶	۳	اسن	یاس	۹۸	”	آگر	آکر	۲۴۷	۱	بست وہم ہو	بست و نہم ماہ
۱۷	۴	منہ نباہ ہاے اپنے ابہرا	منہ سپہر لیا کرنے [illegible]	”	۱۳	نبائین	بتائین	”	۱۱	اوس کو	اِس کو
”	۱۸	نہ	+	”	۱۴	وہلکی شب	نہ ڈہلکی شب	۲۵۴	۳	+	زہرہ تاریخ غرہ ۱۰ ۱۳ھ
۲۴	۴	دستا	درد آشنا	۹۹	۱۰	اکر	اگر	”	۱۶	بذکر حق	بذکر حق
۲۹	۱۱	تماشا دکہا	تماشا دکہا یا	”	۱۷	ستا ہے	ستاتا ہے	۲۵۵	۵	بمار سعد	بمار سیاہ
۳۵	۳	آرزون	آرزوؤن	۱۰۱	۱۸	گہات	گہاٹ	”	۱۴	بیحجاب و محجوب	بیحجاب محجوب
۳۴	۸	[illegible]	[illegible]	۱۰۳	۴	تم	تم تو	۲۵۷	۱	سراب جشن	سراب خضر
				۱۲۲	۱۶	نہ تربت نہ سمجھئے	نہ تربت مین سمجھئے	”	۳	بہار آورد	بہار آورد
				۱۲۶	۹	جالپٹی	جالپٹی	”	۱۴	متاع	متاعے
۴۳	۱۹	جہاڑنا	جہاڑتا	۱۳۰	۱۶	دللو	دل کو	۲۵۸	۹	نظارہ نوش	نظارہ سوزش
۵۰	۱۷	جسم	جسم کی	۱۴۹	۱۲	پہوڑتا تھا	پہوڑنا تھا	۲۶۱	۱۶	ملکو	کو
۶۰	۱۶	اِن	اِس	۱۵۱	۴	دل عاشق	دل عاشق کو	۲۶۸	۲	کل مل	کامل
۶۱	۱۹	ہو	+	۱۵۴	۱۶	باتونمین	باتون پہ	۲۸۰	۱۴	فسان	افشان
۶۲	۱۷	روبرے	روبروے	۱۵۶	۳	انگور	کہ انگور	۱۰۳	۴	مین	مین یا مین
۶۵	۳	لوہمنے	لوہمنے اپنی	۱۷	۵	بہلا ہو	بہلا نہو	۲۲۵	۱۱	ہوشر ما	ہوشربا
۶۹	۱۱	پڑہا	پڑا	۱۷۸	۴	تجلی	تجلی کا				